تفہیم کتاب و سنت

4

کتاب الطہارۃ

پلیدگی کی پہچان، پاکیزگی حاصل کرنے کے طریقے اور خواتین کے مخصوص مسائل (ایام ماہواری وغیرہ) کا بیان

# طہارت کی کتاب



تالیف و تخریج:
حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ

از تحقیق و افادات:
علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

فقہ الحدیث پبلیکیشنز
FIQHULHADITH PUBLICATIONS

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## معزز قارئین توجہ فرمائیں!

**کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ..........

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

## ☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

**﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾**

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

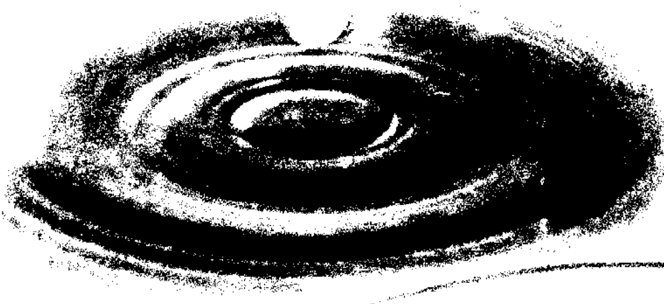
**kitabosunnat@gmail.com**

www.KitaboSunnat.com

تفہیم کتاب وسنت
4
کتاب الطہارۃ

پلیدگی کی تفصیل، پاکیزگی حاصل کرنے کے طریقے اور خواتین
کے مخصوص مسائل (ایامِ ماہواری وغیرہ) کا بیان

# طہارت کی کتاب



تالیف وتخریج:
حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ

از تحقیق وافادات:
علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

فقہ الحدیث پبلیکیشنز
FIQHULHADITH
PUBLICATIONS

تاریخ اشاعت ———— ستمبر 2004ء

مطبوعہ ————

ناشر

فقہ الحدیث پبلیکیشنز

لاہور - پاکستان

**Phone: 0300-4206199**

**E-mail: fiqhulhadith@yahoo.com**

**website: www.fiqhulhadith.com**

ملنے کا پتہ

نعمانی کتب خانہ

حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

**Phone: 042-7321865**

**E-mail: nomania2000@hotmail.com**

**website: www.nomanibooks.com**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# پیش لفظ

طہارت ونظافت کو اسلام میں بہت اہمیت حاصل ہے اور اس اہمیت کا اندازہ اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ طہارت کو نصف ایمان کہا گیا ہے۔ طہارت کے بغیر اسلام کا اولین حکم 'نماز' درجۂ قبولیت کو نہیں پہنچتا۔ طہارت کو نماز کی کنجی قرار دیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے لیے بدن' لباس اور جگہ کی طہارت کو شرط کہا ہے۔ نماز کے حکم سے بھی پہلے ہر مسلمان کو یہ احساس دلانے کے لیے کہ مسلمان اور طہارت و پاکیزگی دونوں لازم وملزوم ہیں' کفر سے اسلام میں داخل ہونے والے ہر شخص پر غسل فرض کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ ''اپنے کپڑے پاک رکھیے اور گندگی سے دور رہیے۔ جو صحابہ طہارت کا خوب اہتمام کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اُن کی تعریف میں قرآن نازل فرما دیا اور اُن سے محبت کا اعلانیہ اظہار کیا۔ اگر طہارت کے لیے کہیں پانی میسر نہ ہو تو مٹی کے ذریعے تیمّم کو اس کا نعم البدل قرار دیا تا کہ طہارت کی اہمیت مسلمانوں کے ذہنوں میں بہر حال برقرار رہے۔

احتلام ہو جائے تو غسل کا حکم' میاں بیوی ہم بستر ہوں تو غسل کا حکم' حیض ونفاس کے انقطاع پر غسل کا حکم' نماز جمعہ کے لیے غسل کا حکم' دورانِ استحاضہ غسل کی ترغیب' میت کو غسل دینے والے کے لیے غسل کی ترغیب' جس پر غشی طاری ہو جائے اس کے لیے غسل' احرام باندھنے کے لیے غسل' ہر نماز کے لیے وضو کا حکم' ہوا خارج ہونے سے وضو کا حکم' اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کا حکم' ذکرِ الٰہی کے لیے وضو کی ترغیب' سونے سے پہلے وضو کی ترغیب' میت اٹھانے کی وجہ سے وضو کی ترغیب' حالتِ جنابت میں کھانے یا سونے سے پہلے وضو کی ترغیب' باوضو ہونے کے باوجود دوبارہ وضو کرنے کی ترغیب اور ہر وضو کے ساتھ مسواک کی ترغیب جیسے مسائل بھی طہارت کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ آپ ہمیشہ اپنے پاس مسواک رکھتے' گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلے مسواک کرتے' ہر نماز کے لیے وضو کرتے وقت مسواک کرتے' سوتے وقت اپنے تکیے کے پاس مسواک رکھ کر سوتے' رات کو جب تہجد کے لیے بیدار ہوتے تو مسواک کرتے' جب بھی سو کر اٹھتے تو

مسواک کرتے حتی کہ وفات کے وقت بھی آپ نے مسواک کی۔اور صحابہ کو مسواک کی اس قدر شدت سے ترغیب دلائی کہ یہاں تک فرما دیا ''اگر مجھے اپنی اُمت پر مشقت ڈال دینے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان پر ہر وضو کے ساتھ اُس طرح مسواک فرض کر دیتا جیسے ہر نماز کے ساتھ وضو فرض ہے۔''

طہارت و پاکیزگی کے اسی اہتمام کا نتیجہ تھا کہ مسلمان بے شمار مہلک بیماریوں سے بچے ہوئے تھے۔وہ بیماریاں جن کا عصر حاضر میں ظہور ہو رہا ہے مثلاً ایڈز(Aids)' کینسر(Cancer)اوردانتوں کی بیماریاں (Dental Diseases)' ہیپا ٹائیٹس بی اور سی(Hepatitis B & C)وغیرہ' عہد رسالت میں ہی نہیں بلکہ اس کے بعد بھی جب تک مسلمانوں نے اسلام کے حکمِ طہارت کو اپنائے رکھا اِن بیماریوں کا کہیں نام ونشان تک نہ تھا۔لیکن جب مسلمان اہل مغرب کی ظاہری چمک دمک سے متاثر ہو کر اُن کی تہذیب کو اپنانے لگے تو تباہی کے اثرات اِن تک بھی پہنچ گئے جس کا اکثر حصہ اہل مغرب کے پاس تھا۔الغرض اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو حکمِ طہارت کی صورت میں ایک گوہر نایاب عطا فرمایا تھا لیکن مسلمانوں نے اسے اپنے ہی ہاتھوں سے گنوا دیا۔

زیر نظر کتاب " کتاب الطهارة " میں طہارت سے متعلقہ انہی نبوی تعلیمات کا تذکرہ کیا گیا ہے جن پر عمل پیرا ہونے سے نہ صرف مسلمان دنیا میں بہت سے فوائد حاصل کر سکتے ہیں بلکہ اپنے رب کی رضامندی حاصل کر کے آخرت میں بھی سرخرو ہو سکتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو اُمہ اسلامیہ میں طہارت و پاکیزگی کا عنصر پیدا کرنے کا ذریعہ بنائے اور راقم الحروف' اس کے اہل وعیال اور اس کے معاونین کی نجات کا باعث بنائے۔(آمین!)

"وما توفيقي إلا بالله عليه توكلت وإليه انيب"

كتبه

حافظ عمران ایوب لاہوری

بتاریخ : اگست2004ء , بمطابق : جمادی الثانی1425ھ
فون: 0324-4474674 (مغرب تا عشاء)
ای میل: hfzimranayub@yahoo.com
ویب سائٹ: www.fiqhulhadith.com

# فہرست

## باب 2 نجاستوں کا بیان



## باب 3 نجاستوں کو دور کرنے کا بیان

## باب 5 مسواک کا بیان

## باب 6 وضو کا بیان

## باب 7 موزوں اور جرابوں پر مسح



## باب 8 وہ اُمور جن کے لیے وضو مستحب ہے



## باب 9 وضو توڑنے والی اشیا

## باب 10 غسل واجب کرنے والی اشیا



## باب 11 غسل جنابت کا بیان

## باب 14 حیض کا بیان

## باب 15 استحاضہ کا بیان



## باب 16 نفاس کا بیان

# چند ضروری اصطلاحات بترتیب حروف تہجی

| | | |
|---|---|---|
| (1) | اجتہاد | شرعی احکام کے علم کی تلاش میں ایک مجتہد کا استنباط احکام کے طریقے سے اپنی بھرپور ذہنی کوشش کرنا اجتہاد کہلاتا ہے۔ |
| (2) | اجماع | اجماع سے مراد نبی ﷺ کی وفات کے بعد کسی خاص دور میں (امت مسلمہ کے) تمام مجتہدین کا کسی دلیل کے ساتھ کسی شرعی حکم پر متفق ہو جانا ہے۔ |
| (3) | استحسان | قرآن، سنت یا اجماع کی کسی قوی دلیل کی وجہ سے قیاس کو چھوڑ دینا۔ اس کے علاوہ بھی اس کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں۔ |
| (4) | استصحاب | شرعی دلیل نہ ملنے پر مجتہد کا اصل کو پکڑ لینا استصحاب کہلاتا ہے۔ واضح رہے کہ تمام نفع بخش اشیاء میں اصل اباحت ہے اور تمام ضرر رساں اشیاء میں اصل حرمت ہے۔ |
| (5) | اصل | اصول کا واحد ہے اور اس کے پانچ معانی ہیں۔ (1) دلیل (2) قاعدہ (3) بنیاد (4) راجح بات (5) حالت مستصحبہ۔ |
| (6) | امام | کسی بھی فن کا معروف عالم جیسے فن حدیث میں امام بخاری اور فن فقہ میں امام ابوحنیفہ۔ |
| (7) | آحاد | خبر واحد کی جمع ہے۔ اس سے مراد ایسی حدیث ہے جس کے راویوں کی تعداد متواتر حدیث کے راویوں سے کم ہو۔ |
| (8) | آثار | ایسے اقوال اور افعال جو صحابہ کرام اور تابعین کی طرف منقول ہوں۔ |
| (9) | اطراف | وہ کتاب جس میں ہر حدیث کا ایسا حصہ لکھا گیا ہو جو باقی حدیث پر دلالت کرتا ہو مثلاً تحفۃ الأشراف از امام مزی وغیرہ۔ |
| (10) | اجزاء | اجزاء جز کی جمع ہے۔ اور جزء اس چھوٹی کتاب کو کہتے ہیں جس میں ایک خاص موضوع سے متعلق بالاستیعاب احادیث جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہو مثلاً جزء رفع الیدین از امام بخاری وغیرہ۔ |
| (11) | اربعین | حدیث کی وہ کتاب جس میں کسی بھی موضوع سے متعلقہ چالیس احادیث ہوں۔ |
| (12) | باب | کتاب کا وہ حصہ جس میں ایک ہی نوع سے متعلقہ مسائل بیان کیے گئے ہوں۔ |
| (13) | تعارض | ایک ہی مسئلہ میں دو مخالف احادیث کا جمع ہو جانا تعارض کہلاتا ہے۔ |
| (14) | ترجیح | باہم مخالف دلائل میں سے کسی ایک کو عمل کے لیے زیادہ مناسب قرار دے دینا ترجیح کہلاتا ہے۔ |
| (15) | جائز | ایسا شرعی حکم جس کے کرنے اور چھوڑنے میں اختیار ہو۔ مباح اور حلال بھی اسی کو کہتے ہیں۔ |
| (16) | جامع | حدیث کی وہ کتاب جس میں مکمل اسلامی معلومات مثلاً عقائد، عبادات، معاملات، تفسیر، سیرت، مناقب، فتن اور روز محشر کے احوال وغیرہ سب جمع کر دیا گیا ہو۔ |
| (17) | حدیث | ایسا قول، فعل اور تقریر جس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کی گئی ہو۔ سنت کی بھی یہی تعریف ہے۔ یاد رہے کہ تقریر سے مراد آپ ﷺ کی طرف سے کسی کام کی اجازت ہے۔ |
| (18) | حسن | جس حدیث کے راوی حافظے کے اعتبار سے صحیح حدیث کے راویوں سے کم درجے کے ہوں۔ |
| (19) | حرام | شارع علیہ السلام نے جس کام سے لازمی طور پر بچنے کا حکم دیا ہو نیز اس کے کرنے میں گناہ ہو جبکہ اس سے اجتناب میں ثواب ہو۔ |
| (20) | خبر | خبر کے متعلق تین اقوال ہیں۔ (1) خبر حدیث کا ہی دوسرا نام ہے۔ (2) حدیث وہ ہے جو نبی ﷺ سے منقول ہو اور خبر وہ ہے جو کسی اور سے منقول ہو۔ (3) خبر حدیث سے عام ہے یعنی اس روایت کو بھی کہتے ہیں جو نبی ﷺ سے منقول ہو اور اس کو بھی کہتے ہیں جو کسی اور سے منقول ہو۔ |

| | | |
|---|---|---|
| (21) | راجح | ایسی رائے جو دیگر آراء کے بالمقابل زیادہ صحیح اور اقرب الی الحق ہو۔ |
| (22) | سنن | حدیث کی وہ کتب جن میں صرف احکام کی احادیث جمع کی گئی ہوں مثلاً سنن نسائی' سنن ابن ماجہ اور سنن ابی داود وغیرہ۔ |
| (23) | سد الذرائع | ان مباح کاموں سے روک دینا کہ جن کے ذریعے ایسی ممنوع چیز کے ارتکاب کا واضح اندیشہ ہو جو فساد و خرابی پر مشتمل ہو۔ |
| (24) | شریعت | قرآن و سنت کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے احکامات۔ |
| (25) | شارع | شریعت بنانے والا یعنی اللہ تعالیٰ اور مجازی طور پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اس کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ |
| (26) | شاذ | ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں ایک ثقہ راوی نے اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کی ہو۔ |
| (27) | صحیح | جس حدیث کی سند متصل ہو اور اس کے تمام راوی ثقہ' دیانت دار اور قوت حافظہ کے مالک ہوں۔ نیز اس حدیث میں شذوذ اور کوئی خفیہ خرابی بھی نہ ہو۔ |
| (28) | صحیحین | صحیح احادیث کی دو کتابیں یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم۔ |
| (29) | صحاح ستہ | معروف حدیث کی چھ کتب یعنی بخاری' مسلم' ابوداود' ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ۔ |
| (30) | ضعیف | ایسی حدیث جس میں نہ تو صحیح حدیث کی صفات پائی جائیں اور نہ ہی حسن حدیث کی۔ |
| (31) | عرف | عرف سے مراد ایسا قول یا فعل ہے جس سے معاشرہ مانوس ہو' اس کا عادی ہو' یا اس کا ان میں رواج ہو۔ |
| (32) | علت | علم فقہ میں علت سے مراد وہ چیز ہے جسے شارع علیہ السلام نے کسی حکم کے وجود اور عدم میں علامت مقرر کیا ہو جیسے نشہ حرمت شراب کی علت ہے۔ |
| (33) | علت | علم حدیث میں علت سے مراد ایسا خفیہ سبب ہے جو حدیث کی صحت کو نقصان پہنچاتا ہو اور اسے صرف فن حدیث کے ماہر علماء ہی سمجھتے ہوں۔ |
| (34) | فقہ | ایسا علم جس میں اُن شرعی احکام سے بحث ہوتی ہو جن کا تعلق عمل سے ہے اور جن کو تفصیلی دلائل سے حاصل کیا جاتا ہے۔ |
| (35) | فقیہ | علم فقہ جاننے والا بہت سمجھدار شخص۔ |
| (36) | فصل | باب کا ایسا جزء جس میں ایک خاص موضوع سے متعلقہ مسائل مذکور ہوں۔ |
| (37) | فرض | شارع علیہ السلام نے جس کام کو لازمی طور پر کرنے کا حکم دیا ہو نیز اسے کرنے پر ثواب اور نہ کرنے پر گناہ ہو مثلاً نماز' روزہ وغیرہ۔ |
| (38) | قیاس | قیاس یہ ہے کہ فرع (ایسا مسئلہ جس کے متعلق کتاب و سنت میں حکم موجود نہ ہو) کو حکم میں اصل (ایسا حکم جو کتاب و سنت میں موجود ہو) کے ساتھ اس وجہ سے ملا لینا کہ ان دونوں کے درمیان علت مشترک ہے۔ |
| (39) | کتاب | کتاب مستقل حیثیت کے حامل مسائل کے مجموعے کو کہتے ہیں' خواہ وہ کئی انواع پر مشتمل ہو یا نہ ہو مثلاً کتاب الطھارۃ وغیرہ۔ |
| (40) | مستحب | ایسا کام جسے کرنے میں ثواب ہو جبکہ اسے چھوڑنے میں گناہ نہ ہو مثلاً مسواک وغیرہ۔ یاد رہے کہ علم فقہ میں مندوب ،نفل اور سنت اسی کو کہتے ہیں۔ |
| (41) | مکروہ | جس کام کو نہ کرنا اسے کرنے سے بہتر ہو اور اس سے بچنے پر ثواب ہو جبکہ اسے کرنے پر گناہ نہ ہو مثلاً کثرت سوال وغیرہ۔ |
| (42) | مجتہد | جس شخص میں اجتہاد کا ملکہ موجود ہو یعنی اس میں فقہی مآخذ سے شریعت کے عملی احکام مستنبط کرنے کی پوری قدرت موجود ہو۔ |

| | | |
|---|---|---|
| (43) | مصالح مرسلہ | یہ ایسی مصلحت ہے کہ جس کے متعلق شارع علیہ السلام سے کوئی ایسی دلیل نہ ملتی ہو جو اس کے معتبر ہونے یا اسے لغو کرنے پر دلالت کرتی ہو۔ |
| (44) | موقف | کسی مسئلہ میں کسی عالم کی ذاتی رائے جسے اس نے دلائل کے ذریعے اختیار کیا ہو۔ |
| (45) | مسلک | اس کی بھی وہی تعریف ہے جو موقف کی ہے لیکن یہ لفظ مختلف مکاتب فکر کی نمائندگی کے لیے معروف ہو چکا ہے مثلاً حنفی مسلک وغیرہ۔ |
| (46) | مذہب | لغوی طور پر اس کی بھی وہی تعریف ہے جو مسلک کی ہے لیکن عوام میں یہ لفظ دین (جیسے مذہب عیسائیت وغیرہ) اور فرقہ (جیسے حنفی مذہب وغیرہ) کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ |
| (47) | مراجع | وہ کتابیں جن سے کسی کتاب کی تیاری میں استفادہ کیا گیا ہو۔ |
| (48) | متواتر | وہ حدیث جسے بیان کرنے والے راویوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہو کہ ان سب کا جھوٹ پر جمع ہو جانا عقلاً محال ہو۔ |
| (49) | مرفوع | جس حدیث کو نبی ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہو خواہ اس کی سند متصل ہو یا نہ۔ |
| (51) | موقوف | جس حدیث کو صحابی کی طرف منسوب کیا گیا ہو خواہ اس کی سند متصل ہو یا نہ۔ |
| (52) | مقطوع | جس حدیث کو تابعی یا اس سے کم درجے کے کسی شخص کی طرف منسوب کیا گیا ہو خواہ اس کی سند متصل ہو یا نہ۔ |
| (53) | موضوع | ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں کسی من گھڑت خبر کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔ |
| (54) | مرسل | ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں کوئی تابعی صحابی کے واسطے کے بغیر رسول اللہ ﷺ سے روایت کرے۔ |
| (55) | معلق | ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں ابتدائے سند سے ایک یا سارے راوی ساقط ہوں۔ |
| (56) | معضل | ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کی سند کے درمیان سے اکٹھے دو یا دو سے زیادہ راوی ساقط ہوں۔ |
| (57) | منقطع | ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کی سند کسی بھی وجہ سے منقطع ہو یعنی متصل نہ ہو۔ |
| (58) | متروک | ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کے کسی راوی پر جھوٹ کی تہمت ہو۔ |
| (59) | منکر | ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کا کوئی راوی فاسق' بدعتی' بہت زیادہ غلطیاں کرنے والا یا بہت زیادہ غفلت برتنے والا ہو۔ |
| (60) | مسند | حدیث کی وہ کتاب جس میں ہر صحابی کی احادیث کو الگ الگ جمع کیا گیا ہو مثلاً مسند شافعی وغیرہ۔ |
| (61) | مستدرک | ایسی کتاب جس میں کسی محدث کی شرائط کے مطابق ان احادیث کو جمع کیا گیا ہو جنہیں اس محدث نے اپنی کتاب میں نقل نہیں کیا مثلاً مستدرک حاکم وغیرہ۔ |
| (62) | مستخرج | ایسی کتاب جس میں مصنف نے کسی دوسری کتاب کی احادیث کو اپنی سند سے روایت کیا ہو مثلاً مستخرج ابو نعیم الاصبہانی وغیرہ۔ |
| (63) | معجم | ایسی کتاب جس میں مصنف نے اپنے اساتذہ کے ناموں کی ترتیب سے احادیث جمع کی ہوں مثلاً معجم کبیر از طبرانی وغیرہ۔ |
| (64) | نسخ | بعد میں نازل ہونے والی دلیل کے ذریعے پہلے نازل شدہ حکم کو ختم کر دینا نسخ کہلاتا ہے۔ |
| (65) | واجب | واجب کی تعریف وہی ہے جو فرض کی ہے جمہور فقہا کے نزدیک ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ البتہ حنفی فقہا اس میں کچھ فرق کرتے ہیں۔ |

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# مُقدّمۃ

لفظِ "طھارۃ" کا معنی پاکیزگی، صفائی ستھرائی، پاک ہونا اور پاک کرنا ہے۔ یہ باب طَهَرَ يَطْهُرُ (نصر، کرم) سے مصدر ہے۔ لفظِ طُهُور (طاء کے ضمہ کے ساتھ) "پاک کرنا" باب طَهُر سے مصدر ہے۔ اور لفظ طَهُوْر (طاء کے فتحہ کے ساتھ) "پاک یا پاک کرنے والا" بروزن فعول صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ طُهر "حالتِ حیض کے خلاف حالت کو کہتے ہیں۔" تطهیر (تفعیل) کا معنی "پاک کرنا" ہے۔ (۱)

اصطلاحاً حدث (یعنی ناپاکی) کو رفع کرنا اور نجاست کو دور کرنا طہارت کہلاتا ہے۔ (۲)

## طہارت کی اہمیت وضرورت

(1) ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا قُمْتُمْ إِلَى ٱلصَّلَوٰةِ فَٱغْسِلُواْ وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى ٱلْمَرَافِقِ وَٱمْسَحُواْ بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى ٱلْكَعْبَيْنِ ۚ وَإِن كُنتُمْ جُنُبًا فَٱطَّهَّرُواْ﴾ [المائدة : ٦]

"اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو، اپنے سروں کا مسح کرلو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو۔ اور اگر تم جنبی ہو جاؤ تو (غسل کرکے) پاک ہو جاؤ۔"

(2) ﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾ [المدثر : ٤] "اپنے کپڑے پاکیزہ رکھیے۔"

(3) ﴿وَعَهِدْنَآ إِلَىٰٓ إِبْرَٰهِـۧمَ وَإِسْمَٰعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِينَ وَٱلْعَٰكِفِينَ وَٱلرُّكَّعِ ٱلسُّجُودِ﴾

---

(۱) [القاموس (ص/۳۸۹) الصحاح (۲۲۷/۲) المصباح المنير (۵۷۹/۲)]

(۲) [المجموع (۱۲٤/۱) مغنی المحتاج (۱٦/۱)]

[البقرۃ : ۱۲۵] ''ہم نے ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام سے وعدہ لیا کہ تم میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھو۔''

(4) ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ [الاحزاب : ۳۳] ''اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کی گھر والیو! تم سے وہ (ہر قسم کی) گندگی کو دور کردے اور تمہیں خوب پاک کردے۔''

(5) ﴿إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ﴿٧٧﴾ فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ ﴿٧٨﴾ لَّا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ﴿٧٩﴾﴾ [الواقعۃ : ۷۷-۷۹] ''بلاشبہ یہ قرآن بہت بڑی عزت والا ہے۔ جو ایک محفوظ کتاب میں درج ہے۔ جسے (لوح محفوظ کو) صرف پاک لوگ (یعنی فرشتے) ہی چھو سکتے ہیں۔''

(6) ﴿وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۖ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾ [البقرۃ : ۲۵] ''اور ان (مومنوں) کے لیے اس (جنت) میں پاکباز بیویاں ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔''

## طہارت نماز کی کنجی ہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُوْرُ ﴾ ''نماز کی کنجی طہارت ہے۔'' (۱)

## طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ﴿ لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ وَ لَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُوْلٍ ﴾ ''طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں کی جاتی اور نہ ہی خیانت کی وجہ سے حاصل کیے ہوئے مال کا صدقہ قبول کیا جاتا ہے۔'' (۲)

## طہارت کے بغیر قرآن پکڑنا جائز نہیں

حدیث نبوی ہے کہ ﴿ لَا يَمَسَّ الْقُرْآنَ إِلَّا طَاهِرٌ ﴾ ''قرآن کو صرف طاہر ہی ہاتھ لگائے۔'' (۳)

---

(۱) [**حسن صحیح** : صحیح ابن ماجۃ (۲۲۲) ابن ماجۃ (۲۷۵) ابو داود (۶۱) ترمذی (۳)]

(۲) [مسلم (۲۲٤) کتاب الطهارة : باب وجوب الطهارة للصلاة]

(۳) [**صحیح** : إرواء الغليل (۱۲۲) مؤطا (٤۱۹) کتاب النداء للصلاة : باب الأمر بالوضوء لمن مس المصحف' نسائی (۵۷/۸) دارمی (۱٦۱/۲) ابن حبان (۷۹۳۔ الموارد) دار قطنی (۱۲۲/۱)]

## طہارت کے بغیر عورتوں سے ہم بستری کرنا جائز نہیں

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ﴾ [البقرۃ : ۲۲۲] ’’اوران (حائضہ) عورتوں کے قریب مت جاؤ حتی کہ وہ پاک ہو جائیں۔‘‘

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿مَنْ أَتَى حَائِضًا أَوِ امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا أَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ﴾ ’’جس نے حائضہ عورت سے مباشرت وہم بستری کی یا کسی عورت کی پشت میں دخول کیا یا کاہن کے پاس آیا (اور اس کی تصدیق کی) تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ تعلیمات کا کفر کر دیا۔‘‘ (۱)

## طہارت کے بغیر عورت بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکتی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قصۂ حج کے متعلق حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ ﴿وَحَاضَتْ عَائِشَةُ فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنَّهَا لَمْ تَطُفْ بِالْبَيْتِ فَلَمَّا طَهُرَتْ طَافَتْ بِالْبَيْتِ﴾ ’’حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حائضہ ہو گئیں تو انہوں نے تمام مناسک حج ادا کیے لیکن بیت اللہ کا طواف نہیں کیا، پھر جب وہ پاک ہو گئیں تو انہوں نے بیت اللہ کا طواف کیا۔‘‘ (۲)

## طہارت کے بغیر عورت کو طلاق نہیں دی جا سکتی

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی اہلیہ کو دورانِ حیض طلاق دے دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے متعلق فرمایا کہ ﴿مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ إِذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْهَا﴾ ’’اسے حکم دو کہ وہ اُس (اپنی اہلیہ) سے رجوع کر لے پھر جب وہ پاک ہو جائے (یعنی اس کے ایامِ حیض گزر جائیں) تو پھر اسے طلاق دے دے۔‘‘ (۳)

## طہارت کے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا ذکر کرنا ناپسند فرماتے تھے

حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكُرَ اللهَ إِلَّا عَلَى طُهْرٍ أَوْ قَالَ عَلَى طَهَارَةٍ﴾ ’’بلاشبہ مجھے یہ ناپسند ہے کہ میں اللہ کا ذکر طہارت کے بغیر کروں۔‘‘ (٤)

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے طہارت کا سوال کیا کرتے تھے

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے ﴿اَللّٰهُمَّ

---

(۱) [**صحيح** : صحيح ترمذى (۱۱٦) ترمذى (۱۳٥) أحمد (۲/٤۰۸) أبو داود (۳۹۰٤) ابن ماجة (٦۳۹)]

(۲) [بخارى (۱٦٥۱) كتاب الحج : باب تقضى الحائض المناسك كلها إلا الطواف بالبيت]

(۳) [مسلم (۱٤۷۱) كتاب الطلاق : باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها وأنه لو خالف وقع الطلاق ويؤمر برجعتها]

(٤) [**صحيح** : صحيح ابو داود (۱۳) كتاب الطهارة : باب في الرجل يرد السلام وهو يبول ؟ 'ابو داود (۱۷)]

﴿طَهِّرْنِي بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِي مِنَ الذُّنُوبِ وَالْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْوَسَخِ﴾ ''اے اللہ! مجھے برف' اولوں اور ٹھنڈے پانی کے ساتھ پاک کر دے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں اور خطاؤں سے اس طرح پاک کر دے جیسے سفید کپڑے کو میل کچیل سے پاک کیا جاتا ہے۔'' (۱)

## رسول اللہ ﷺ نے اپنے اہل بیت کے لیے اللہ تعالیٰ سے طہارت کا سوال کیا

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ پر یہ آیت حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نازل ہوئی ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ [الاحزاب : ۳۳] تو نبی ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو بلایا اور انہیں ایک چادر کے ساتھ ڈھانپ دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے کھڑے تھے تو آپ نے انہیں بھی ایک چادر کے ساتھ ڈھانپ دیا پھر کہا ﴿اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا﴾ ''اے اللہ! یہ سب میرے اہل بیت ہیں پس تو ان سے گندگی کو دور کر دے اور انہیں خوب پاک صاف کر دے۔'' (۲)

## طہارت حاصل کرنے کے لیے اصحابِ رسول کی بے چینی

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا ﴿يَا رَسُولَ اللّٰهِ طَهِّرْنِي﴾ ''اے اللہ کے رسول! مجھے پاک کیجیے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا تو ہلاک ہو واپس پلٹ جا' اللہ تعالیٰ سے استغفار کر اور اس کی طرف رجوع کر۔ وہ کچھ دور گیا اور پھر واپس آ گیا اور اس نے کہا ﴿يَا رَسُولَ اللّٰهِ طَهِّرْنِي﴾ ''اے اللہ کے رسول! مجھے پاک کیجیے۔'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو ہلاک ہو' واپس پلٹ جا' اللہ تعالیٰ سے استغفار کر اور اس کی طرف رجوع کر۔ وہ کچھ دور جا کر پھر واپس آ گیا اور اس نے کہا ﴿يَا رَسُولَ اللّٰهِ طَهِّرْنِي﴾ ''اے اللہ کے رسول! مجھے پاک کیجیے۔'' نبی کریم ﷺ نے پھر وہی بات دوبارہ کہی حتی کہ جب وہ چوتھی مرتبہ واپس آیا تو آپ ﷺ نے اسے کہا کس جرم میں میں تمہیں پاک کروں؟ اس نے کہا زنا کی وجہ سے۔

رسول اللہ ﷺ نے (قریب کھڑے صحابہ سے) دریافت کیا کہ کیا یہ پاگل ہے؟ تو آپ کو بتلایا گیا کہ وہ پاگل نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ کیا اس نے شراب پی رکھی ہے؟ تو ایک آدمی کھڑا ہوا' اس نے اس کے منہ کو سونگھا تو اس سے شراب کی بو بھی محسوس نہ کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا تم نے بدکاری کی ہے تو اس نے کہا ہاں' تو آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم دے دیا۔

---

(۱) [مسلم (٤٧٦) كتاب الصلاة : باب ما يقول إذا رفع رأسه من الركوع]

(۲) [**صحيح** : صحيح ترمذي (٣٧٨٧) كتاب المناقب : باب في مناقب أهل بيت النبي]

..........پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک غامدیہ عورت آئی اور اس نے کہا ﴿ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طَهِّرْنِیْ ﴾ ''اے اللہ کے رسول! مجھے پاک کیجیے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا تو ہلاک ہو' واپس پلٹ جا' اللہ تعالیٰ سے استغفار کر اور اس کی طرف رجوع کر۔ اس نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ مجھے بھی اسی طرح واپس لوٹانا چاہتے ہیں جیسے آپ نے ماعز بن مالک کو لوٹایا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تجھے کیا مسئلہ ہے؟ اس نے کہا کہ وہ زنا کی وجہ سے حاملہ ہو چکی ہے۔ آپ ﷺ نے (دوبارہ) دریافت کیا' کیا واقعی تو (حاملہ ہو چکی ہے)؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے اس سے کہا جب تیرے پیٹ کا حمل وضع ہو جائے (تو پھر آنا)۔ انصار کے ایک آدمی نے اس کی کفالت کی حتی کہ اس نے حمل وضع کر لیا تو وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ غامدیہ عورت نے حمل وضع کر لیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تب ہم اسے رجم نہیں کر سکتے کہ اس کے بچے کو چھوٹی عمر میں اس طرح چھوڑ دیں کہ اسے کوئی دودھ پلانے والا نہ ہو۔ انصار کے ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا اے اللہ کے نبی! اسے دودھ پلانے کی ذمہ داری مجھ پر ہے تو پھر آپ نے اسے رجم کرا دیا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب غامدیہ عورت حمل وضع کرنے کے بعد بچے کو لے کر آئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے لے جا اور اسے دودھ پلا حتی کہ تو اس کا دودھ چھڑا دے۔ پھر جب اس نے بچے کو دودھ چھڑایا تو اس کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا پکڑا کر لائی اور کہا اے اللہ کے نبی! بلاشبہ میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا ہے اور اس نے کھانا شروع کر دیا ہے تو آپ نے بچہ ایک مسلمان آدمی کے سپرد کیا' پھر اس عورت کے متعلق حکم دیا تو اس کے لیے سینے تک گڑھا کھودا گیا اور آپ نے لوگوں کو حکم دیا تو انہوں نے اسے رجم کر دیا۔ (۱)

## طہارت کی فضیلت

(1) ﴿ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ﴾ [البقرۃ : ۲۲۲] ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔''

(2) ﴿ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ ﴾ [التوبۃ : ۱۰۸] ''اور اللہ تعالیٰ طہارت حاصل کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔''

(3) ﴿ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْۤا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْیَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ یَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿56﴾ فَاَنْجَیْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ﴿57﴾ ﴾ [النمل : ۵۶۔۵۷] ''اس بات کے علاوہ قوم کا جواب کچھ نہ تھا کہ آل لوط کو اپنے شہر سے نکال دو' یہ تو بڑے پاک باز بن رہے ہیں۔

---

(۱) [مسلم (۱۶۹۵) کتاب الحدود : باب من اعترف علی نفسه بالزنی]

پس ہم نے اسے (لوط علیہ السلام) اور اس کے اہل کو بجز اس کی بیوی کے سب کو بچا لیا' اس کا اندازہ تو باقی رہ جانے والوں میں ہم لگا ہی چکے تھے۔''

(4) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ ﴿ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَطَهَّرُ فَيُتِمُّ الطُّهُوْرَ الَّذِيْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَيُصَلِّيْ هٰذِهِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ ﴾ ''جو مسلمان (وضوء کر کے) طہارت حاصل کرتا ہے اور اس طرح طہارت کو مکمل کرتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے پھر یہ پانچ نمازیں ادا کرتا ہے تو یہ نمازیں اپنے درمیان ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں۔'' (۱)

(5) حضرت عبداللہ الصنابحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ فَتَمَضْمَضَ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ فِيْهِ ... وَ صَلَاتُهُ نَافِلَةٌ ﴾ ''جب مومن بندہ وضوء کرتا ہے اور کلی کرتا ہے تو اس کے منہ سے گناہ نکل جاتے ہیں' جب ناک جھاڑتا ہے تو اس کے ناک سے گناہ نکل جاتے ہیں' جب اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے گناہ نکل جاتے ہیں حتی کہ اس کی دونوں آنکھوں کی پلکوں کے نیچے سے بھی گناہ نکل جاتے ہیں' جب اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں سے گناہ نکل جاتے ہیں حتی کہ اس کے دونوں ہاتھوں کے ناخنوں کے نیچے سے بھی گناہ نکل جاتے ہیں' جب اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر سے گناہ نکل جاتے ہیں حتی کہ اس کے دونوں کانوں سے بھی نکل جاتے ہیں' جب وہ اپنے دونوں پاؤں دھوتا ہے تو اس کے دونوں پاؤں سے گناہ نکل جاتے ہیں حتی کہ اس کے دونوں پاؤں کے ناخنوں کے نیچے سے بھی گناہ نکل جاتے ہیں۔ پھر (طہارت حاصل کر لینے کے بعد) مسجد کی جانب اس کا چلنا اور اس کا نماز ادا کرنا اس کے لیے زائد ہوتا ہے (یعنی وہ اس وقت گناہوں سے نجات حاصل کر چکا ہوتا ہے اس لیے اب یہ اعمال اس کے لیے محض اجر و ثواب میں اضافے اور درجات میں بلندی کا باعث ہوتے ہیں)۔'' (۲)

(6) حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْإِيْمَانِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيْزَانَ ... أَوْ مُوْبِقُهَا ﴾ ''طہارت نصف ایمان ہے۔ (کلمہ) الحمد للہ ترازو کو (حسنات) سے بھر دیتا ہے۔ سبحان اللہ اور الحمد للہ (دونوں کلمات) آسمانوں اور زمین کے درمیان ہر جگہ کو (حسنات سے) بھر دیتے ہیں۔ نماز نور ہے۔ صدقہ دلیل ہے۔ صبر روشنی ہے۔ قرآن تیرے حق میں یا تیرے خلاف (روز قیامت) دلیل ہوگا۔ ہر انسان صبح اٹھتا ہے تو اس کا نفس گروی ہوتا ہے' پھر وہ (حسنات کے

---

(۱) [مسلم (۲۳۱) کتاب الطهارة : باب فضل الوضوء والصلاة عقبه]

(۲) [صحیح : صحیح نسائی (۱۰۰) کتاب الطهارة ' صحیح الترغیب (۱۸۵) هداية الرواة (۱۸۲/۱) ابن ماجة (۲۸۲) حاکم (۱۲۹/۱) امام حاکمؒ نے اس روایت کو شیخین کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے۔]

ذریعے) اسے آزاد کرالیتا ہے یا (سیئات کے ذریعے) اسے ہلاک کرڈالتا ہے۔'' (۱)

(7) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ﴿ اِنَّ الْحِلْيَةَ تَبْلُغُ مَوَاضِعَ الْوُضُوْءِ ﴾ ''بلاشبہ (جنت میں مومنوں کو) وضو کی جگہوں پر زیور پہنایا جائے گا۔'' (۲)

امام منذری رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ زیور سے وہ کنگن وغیرہ مراد ہیں جن کے ساتھ اہل جنت کو آراستہ کیا جائے گا۔

## طہارت کے معاملے میں سستی کرنے والوں کا انجام

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِحَائِطٍ مِنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ أَوْ مَكَّةَ فَسَمِعَ صَوْتَ اِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِيْ قُبُوْرِهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَذَّبَانِ وَ مَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ ثُمَّ قَالَ بَلَى كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَ كَانَ الْآخَرُ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيْدَةٍ فَكَسَرَهَا كِسْرَتَيْنِ فَوَضَعَ عَلَى كُلِّ قَبْرٍ مِنْهُمَا كِسْرَةً فَقِيْلَ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللهِ لِمَ فَعَلْتَ هَذَا قَالَ لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ تَيْبَسَا ﴾ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ مدینہ یا مکہ کے ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں کی آواز سنی جنہیں ان کی قبروں میں عذاب دیا جارہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بہت بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بات یہ ہے کہ ان میں سے ایک شخص پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتا تھا اور دوسرا شخص چغل خوری کیا کرتا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کھجور کی) ایک ٹہنی منگوائی اور اسے توڑ کر دو ٹکڑے کیا اور ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر ایک کی قبر پر رکھ دیا۔ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس لیے کہ جب تک یہ ٹہنیاں خشک ہوں شاید اس وقت تک ان پر عذاب کم ہو جائے۔'' (۳)

---

(۱) [مسلم (۲۲۳) كتاب الطهارة : باب فضل الوضوء]

(۲) [صحيح : صحيح الترغيب (۱۷۶) كتاب الطهارة : باب الترغيب فى الوضوء وإسباغه ' ابن خزيمة (۷/۱)]

(۳) [بخارى (۲۱۶ ' ۲۱۸ ' ۱۳۶۱) كتاب الوضوء : باب من الكبائر أن لا يستتر من بوله]

# كتاب الطهارة

## طہارت کے مسائل

- باب المياه — پانی کا بیان
- باب أحكام النجاسات — نجاستوں کے احکام کا بیان
- باب تطهير النجاسات — نجاستوں کی تطہیر کا بیان
- باب قضاء الحاجة — قضائے حاجت کا بیان
- باب السواک — مسواک کا بیان
- باب الوضوء — وضوء کا بیان
- باب المسح على الخفين والجوربين — موزوں اور جرابوں پر مسح کا بیان
- باب الأمور التي يستحب له الوضوء — اُن اُمور کا بیان جن کے لیے وضوء مستحب ہے
- باب نواقض الوضوء — وضوء توڑنے والی اشیاء کا بیان
- باب موجبات الغسل — غسل واجب کرنے والی اشیاء کا بیان
- باب صفة غسل الجنابة — غسل جنابت کے طریقہ کا بیان
- باب الأغسال المسنونة — مسنون غسلوں کا بیان
- باب التيمم — تیمّم کا بیان
- باب الحيض — حیض کا بیان
- باب الاستحاضة — استحاضہ کا بیان
- باب النفاس — نفاس کا بیان

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴾ [المدثر: ٤-٥]

''اپنے کپڑوں کو پاک صاف رکھا کرو اور ناپاکی کو چھوڑ دو۔''

حدیث نبوی ہے کہ

﴿الطهور شطر الايمان﴾

''طہارت نصف ایمان ہے۔''

[مسلم (٥٣٤) كتاب الطهارة: باب فضل الوضوء]

## باب المیاہ

## پانیوں کا بیان

### پانی پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا﴾ [الفرقان : ٤٨] ''اور ہم نے آسمان سے پاک پانی نازل کیا۔''

(2) ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا ﴿وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهِ﴾ [الأنفال : ١١] ''اور وہ تم پر آسمان سے پانی نازل کرتا ہے تا کہ اس کے ذریعے تمہیں پاک کرے۔''

(3) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِنَّ الْمَآءَ طَهُوْرٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْئٌ ﴾ ''پانی پاک ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔''(١)

(4) سادے پانی کے طاہر ومطہر (بذات خود پاک اور پاک کرنے والا) ہونے پر اجماع ہے۔(٢)

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) پانی بذات خود پاک ہے اور اپنے غیر کو پاک کرنے والا بھی ہے۔(٣)

### پانی کب ناپاک ہوتا ہے؟

پانی تب ناپاک ہوتا ہے جب نجاست گرنے کی وجہ سے اس کی بو یا رنگ یا ذائقہ تبدیل ہو جائے۔ اس کے دلائل آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمایئے۔

(1) حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْئٌ إِلَّا مَا غَلَبَ عَلَى رِيْحِهِ وَطَعْمِهِ وَلَوْنِهِ ﴾ ''یقیناً پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی الا کہ پانی پر اس ناپاک چیز کی بو، ذائقہ اور رنگ غالب ہو جائے۔''(٤)

(2) بیہقی کی روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿ الْمَاءُ طَهُوْرٌ إِلَّا إِنْ تَغَيَّرَ رِيْحُهُ أَوْ طَعْمُهُ أَوْ لَوْنُهُ بِنَجَاسَةٍ تَحْدُثُ فِيْهِ ﴾ ''پانی پاک ہے سوائے اس کے کہ نجاست گرنے کی وجہ سے اس کی بو یا اس کا ذائقہ یا اس کا رنگ بدل جائے۔''(٥)

---

(١) [صحيح : صحيح أبو داود (٦٠) كتاب الطهارة: باب ماجاء في بئر بضاعة ' أبو داود (٧٦)]

(٢) [الفقه الإسلامي وأدلته (٢٦٥/١)] (٣) [فتاوى اللجنة الدائمة (٧٣/٥)]

(٤) [ضعيف : ضعيف ابن ماجة (١١٧) الضعيفة (٢٦٤٤) ابن ماجة (٥٢١)] حافظ بوصیریؒ بیان کرتے ہیں کہ رشدین کے ضعف کی بنا پر اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔[الزوائد (١٧٠/١)]

(٥) [بيهقي (٢٠٩/١) دار قطني (٢٨/١)] اس کی سند میں بھی رشدین بن سعد راوی متروک ہے۔ ملاحظہ فرمایئے: فيض القدير (٣٨٣/٢) نيل الأوطار (٦٧/١) دار قطني (٢٩/١) المجموع (١١٠/١) البدر المنير (٨٣/٢)]

اگرچہ درج بالا (استثناء والی) روایات میں ضعف ہے لیکن ان کے معنی ومفہوم کے صحیح و قابل عمل ہونے پر اجماع ہے جیسا کہ ائمہ عظام اور کبار علماء نے یہی نقل فرمایا ہے۔ (۱) شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اور امام ابن منذر رحمہم اللہ نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔ (۲)

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) اصل میں پانی پاک ہے، لیکن اگر کسی نجاست کے گرنے کی وجہ سے اس کا رنگ یا ذائقہ یا بو تبدیل ہو جائے تو وہ نجس ہو جاتا ہے خواہ کم ہو یا زیادہ۔ (۳)

## اگر پاک چیز گرنے سے پانی کا رنگ بو بدلے تو پانی پاک ہے

(1) حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اس وقت تشریف لائے جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اسے تین یا پانچ مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ غسل دو اگر تم ضرورت محسوس کرو ﴿ بِمَآءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُوْرًا ﴾ ''پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخر میں کافور ڈالو۔'' (٤)

(2) حضرت اُم ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں فتح مکہ کے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گنبد میں تشریف فرما تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ٹب میں غسل کیا جس میں آٹے کے آثار نمایاں تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ ﴿ اغْتَسَلَ ﷺ وَمَيْمُوْنَةُ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ فِيْ قَصْعَةٍ فِيْهَا أَثَرُ الْعَجِيْنِ ﴾ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے ایک ایسے ٹب میں غسل کیا جس میں آٹے کے نشانات موجود تھے۔'' (٥)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جیسے پانی میں کافور یا آٹے کی آمیزش سے پانی پاک رہتا ہے اسی طرح دیگر تمام پاک اشیاء کی ملاوٹ سے بھی پانی پاک ہی رہتا ہے۔

## استعمال شدہ پانی پاک ہے بشرطیکہ اس میں نجاست نہ گری ہو

(1) عروہ اور مسور رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ﴿ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلَى وَضُوْئِهِ ﴾ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب وضوء کرتے تھے تو (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) قریب ہوتے کہ کہیں وہ آپ کے وضوء سے

---

(۱) [الإجماع لابن المنذر (۱۰)'(ص/۳۳) المجموع للنووی (۱/۱۱۰) المغنی لابن قدامة (۱/۵۳) البدر المنير لابن الملقن (۲/۸۳) نيل الأوطار (۱/۶۹)]

(۲) [مجموع الفتاوی (۲۱/۳۰) كما في سبل السلام (ص/۲۱)]

(۳) [فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (۵/۶۹)]

(٤) [مسلم (۹۳۹) كتاب الجنائز ، أحمد (٦/٤٠٧) أبو داود (٣١٤٢) ترمذی (٩٩٠) ابن ماجة (١٤٥٨)]

(٥) [ **صحيح** : صحيح ابن ماجة (٣٠٣) ابن ماجة (٣٧٨) أحمد (٦/٣٤٢) إرواء الغليل (١/٦٤)]

(بچے ہوئے) پانی کو لینے میں جھگڑا نہ شروع کر دیں۔'' (۱)

(2) حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ فَأُتِيَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَأْخُذُوْنَ مِنْ فَضْلِ وَضُوْئِهِ فَيَتَمَسَّحُوْنَ بِهِ ﴾ ''رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وضوء کا پانی لایا گیا اور آپ نے اس سے وضوء کیا تو لوگوں کی یہ حالت تھی کہ وہ آپ کے وضوء سے بچے پانی کو حاصل کر کے (اپنے جسموں پر) لگاتے تھے۔'' (۲)

(ابن حجر رحمہ اللہ) یہ حدیث واضح ثبوت ہے کہ استعمال شدہ پانی پاک ہے۔(۳)

(3) جب جابر رضی اللہ عنہ مریض تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وضوء کا پانی ان پر بہایا۔(٤)

(4) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی نے ایک ٹب میں غسل کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس ٹب سے وضوء یا غسل کرنے کے لیے آئے تو انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول! بلا شبہ میں جنبی تھی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِنَّ الْمَاءَ لَا يُجْنِبُ ﴾ ''بے شک پانی ناپاک نہیں ہوتا۔'' (٥)

(شوکانی، ابن رشد، ابن حزم، نواب صدیق حسن خان رحمہم اللہ) ان تمام بزرگ علما کی بھی یہی رائے ہے کہ استعمال شدہ پانی پاک ہے۔(٦)

## سمندری پانی پاک ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سمندر کے پانی سے وضوء کرنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا ﴿ هُوَ الطَّهُوْرُ مَائُهُ وَالْحِلُّ مَيْتَتُهُ ﴾ ''اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار بھی حلال ہے۔'' (٧)

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) سمندری پانی سے وضوء کرنا جائز ہے خواہ آپ کے پاس پانی ہو یا نہ۔(٨)

## بلی کا جھوٹا پانی پاک ہے

(1) حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے حضرت

---

(۱) [ بخاری (۱۸۲) كتاب الوضوء : باب استعمال فضل وضوء الناس ' أحمد (۳۲۹/٤ ـ ۳۳۰)]

(۲) [ بخاری (۱۸۱) كتاب الوضوء : باب استعمال فضل وضوء الناس]

(۳) [كما في الموسوعة الفقهية الميسرة (۲۱/۱)] (٤) [ بخاری (٥٢٤٤) كتاب المرضى ]

(٥) [ **صحيح** : صحيح أبو داود (۱٦) أبو داود (٦٨) ابن ماجة (٣٦٤)]

(٦) [نيل الأوطار (٥٨/١) بداية المجتهد (٥٥/١) المحلى بالآثار (١٨٢/١) الروضة الندية (٦٨/١)]

(٧) [ **صحيح** : صحيح أبو داود (٧٦) أبو داود (٨٣) ترمذی (٦٩) ابن ماجة (٣٨٦)]

(٨) [فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (٧٤/٥)]

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے لیے وضوء کا پانی ڈالا۔ (اچانک) ایک بلی آئی اور اس برتن سے پینے لگی۔ اس پر حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے مزید اس برتن کو بلی کے لیے ٹیڑھا کر دیا حتی کہ بلی نے اس سے پی لیا۔ حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت مجھے دیکھا جبکہ میں انہیں دیکھ رہی تھی تو انہوں نے کہا "اے بھتیجی! کیا تو تعجب کرتی ہے؟ تو میں نے کہا "ہاں" پھر انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ﴿إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ، إِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ﴾ "یہ نجس و پلید نہیں ہے، یہ تو تم پر پھرنے والی ہے۔"(۱)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِفَضْلِهَا﴾ "یقیناً میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اس (یعنی بلی) کے بچے ہوئے پانی سے وضوء کر لیتے تھے۔"(۲)

## برف اور اولوں کا پگھلا ہوا پانی پاک ہے

جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ ﴿اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِي بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ﴾ "اے اللہ! مجھے پانی، برف اور اولے کے ساتھ پاک کر دے۔"(۳) علماء نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔(۴)

## جس پانی میں حشرات اور کیڑے مکوڑے گر جائیں

مکھی، بچھو وغیرہ جیسے جانور کہ جن کا خون بہنے والا نہیں ہوتا اگر پانی میں مر جائیں تو پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ امام ابن منذر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس مسئلہ میں کسی اختلاف کا علم نہیں۔(۵)

## جس پانی میں حائضہ، جنبی اور مشرک اپنے ہاتھ ڈال دیں

ایسا پانی پاک ہے کیونکہ ان کے ہاتھ نجس نہیں۔ امام ابن قدامہ رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے کہ جس پانی میں حائضہ، جنبی اور مشرک اپنے ہاتھ ڈال دیں وہ پاک ہے اور اس میں کوئی اشکال نہیں الا کہ ان کے ہاتھوں پر نجاست لگی ہو (تو پانی ناپاک ہو جائے گا)۔ بلاشبہ ان کے جسم پاک ہیں اور یہ حدث (یعنی حائضہ ہونا یا جنبی ہونا یا مشرک ہونا) انہیں نجس و پلید نہیں بناتا۔(۶)

---

(۱) [حسن: صحیح أبو داود (٦٨) أبو داود (٨٥) ترمذی (٩٢) ابن ماجة (٣٦٧) أحمد (٣٠٣/٥)]

(۲) [صحیح: صحیح أبو داود (٦٩) کتاب الطهارة: باب سؤر الهرة، أبو داود (٧٦)]

(۳) [بخاری (١٠٠) کتاب الآذان: باب ما یقول بعد التکبیر، مسلم (٢٠٧٨) أبو داود (١٨٠)]

(٤) [المغنی لابن قدامه (٣٠/١)]

(٥) [المغنی لابن قدامه (٥٩/١) المبسوط (٥١/١) المحلی (١٤٨/١)]

(٦) [المغنی لابن قدامة (٢٨٠/١)]

## ایسے پانی کا حکم جو کسی جگہ زیادہ دیر ٹھہرنے کی وجہ سے متغیر ہو جائے

ایسا پانی جو نجاست گرنے کی وجہ سے نہیں بلکہ زیادہ دیر ٹھہرنے کی بنا پر متغیر ہو جائے (یعنی اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی وصف بدل جائے) تو اس کے ساتھ وضوء کرنا درست ہے۔ جمہور کا یہی مؤقف ہے اور امام ابن منذرؒ نے تو اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ علاوہ ازیں نبی کریم ﷺ کے متعلق بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایسے کنوئیں سے وضوء کیا جس کا پانی مہندی رنگ کے مشابہ تھا۔ عین ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے اس سے اس لیے وضو کیا ہو کہ اس کا تغیر نجاست کی وجہ سے نہیں تھا۔(۱)

## پانی کے متعلق اگر نجس ہونے کا شبہ ہو؟

جس پانی کے متعلق پلید و نجس ہونے کا شبہ ہو اسے ترک کر دینا ہی اولی و افضل ہے جیسا کہ امام شوکانی رحمہ اللہ نے یہی مؤقف اختیار کیا ہے۔(۲)

---

(۱) [المغنی لابن قدامة (۲٤/۱)]

(۲) [السیل الجرار (۵۸/۱)]

## باب النجاسات — نجاستوں کا بیان

نجس ناپاک چیز کو کہتے ہیں اور بالعموم ہر ایسی چیز نجس ہی ہوتی ہے جسے عمدہ طبیعتوں کے حامل افراد برا گردانتے ہیں اور اس سے حتی الوسع اجتناب کی کوشش کرتے ہیں اور اگر کپڑوں کو لگ جائے تو اسے دھوتے ہیں اور ہر وہ چیز جو ناپاک ہے مثلاً پیشاب و پاخانہ وغیرہ۔

یہاں یہ یاد رہے کہ ہر چیز میں اصل طہارت ہے الا کہ اس کے نجس ہونے کی کوئی دلیل مل جائے یعنی کسی بھی چیز کو اس وقت تک نجس قرار نہیں دیا جا سکتا جب تک اس کے نجس ہونے پر کتاب و سنت میں کوئی دلیل نہ موجود ہو۔ بلا دلیل کسی بھی چیز کو نجس نہیں کہا جا سکتا اگرچہ انسانی نفس اس سے کتنی ہی کراہت رکھتا ہو۔ فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿الْحَلَالُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهِ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهِ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ﴾ ''حلال وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال قرار دیا' حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام کہا اور جس سے خاموشی اختیار کی وہ ایسی اشیاء میں سے ہے جنہیں اس نے معاف کر دیا ہے۔(۱)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جن اشیاء پر حکم لگانے سے سکوت اختیار فرمایا ہے ان پر بعینہٖ خاموشی اختیار کرنا ہی ضروری ہے اور کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ جس چیز کی نجاست کے متعلق کوئی واضح دلیل موجود نہ ہو محض اپنی فاسد رائے اور غلط استدلال سے اس پر نجاست کا حکم لگا دے۔

### انسان کا پیشاب اور پاخانہ نجس ہے

(1) اس پر امت کا اجماع ہے۔(۲)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إِذَا وَطِئَ أَحَدُكُمْ بِنَعْلِهِ الْأَذَى فَإِنَّ التُّرَابَ لَهُ طَهُوْرٌ﴾ ''جب تم میں سے کوئی (چلتے ہوئے) اپنی جوتی کو گندگی لگا دے تو مٹی اسے پاک کر دیتی ہے۔'' ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ﴿إِذَا وَطِئَ الْأَذَى بِخُفَّيْهِ فَطَهُوْرُهُمَا التُّرَابُ﴾ ''جب کوئی اپنے موزوں کو گندگی لگا دے تو انہیں پاک کرنے والی مٹی ہے۔''(۳)

(3) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں پیشاب کرنے والے دیہاتی کے پیشاب پر پانی کا ڈول بہا دینے کا حکم دیا۔(٤)

---

(۱) [حسن : صحیح ابن ماجة (۲۷/۵) ترمذی (۱۷۲٦) کتاب اللباس ، ابن ماجة (۳۳٦۷)]

(۲) [بدایة المجتهد (۷۳/۱) المغنی (۵۲/۱) فتح القدیر (۱۳۵/۱) مغنی المحتاج (۷۷/۱)]

(۳) [صحیح : صحیح أبو داود (۳۷۱ ' ۳۷۲) أبو داود (۳۸۵ ' ۳۸٦) ابن خزیمة (۱٤۸/۱)]

(٤) [بخاری (۲۲۱) مسلم (۲۸٤) ترمذی (۱٤۸) نسائی (۱۷۵/۱) ابن ماجة (۵۲۸)]

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ انسان کا پیشاب نجس ہے اور یہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔

## دودھ پیتے بچے کا پیشاب نجس نہیں

(1) حضرت ابو السمح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْجَارِيَةِ وَيُرَشُّ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ ﴾ ”لڑکی کے پیشاب سے آلودہ کپڑا دھویا جائے گا اور لڑکے کے پیشاب سے آلودہ کپڑے پر پانی کے چھینٹے مارے جائیں گے۔“(۱)

(2) حضرت اُم قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ اپنے چھوٹے بچے کو لے کر‘ جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ اس بچے نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا تو آپ نے پانی منگوایا اور ﴿فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ ﴾ ”اس کپڑے پر پانی کے چھینٹے مارے اور اسے دھویا نہیں۔“(۲)

(3) حضرت اُم فضل رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں پیشاب کر دیا تو آپ نے اسے دھویا نہیں (بلکہ چھینٹے مارنے پر ہی اکتفاء کیا)۔(۳)

(4) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بچہ لایا گیا‘ اس نے آپ پر پیشاب کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوا کر اس پر پھینک دیا ﴿ وَلَمْ يَغْسِلْهُ ﴾ ”اور اسے دھویا نہیں۔“(٤)

معلوم ہوا کہ دودھ پیتے بچے کے پیشاب کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت یہ ہے کہ اسے دھونے کے بجائے محض اس پر پانی کے چھینٹے ہی مار دیے جائیں اور یہ چیز ثبوت ہے کہ دودھ پیتے بچے کا پیشاب نجس و پلید نہیں۔

## ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب نجس نہیں

(1) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرنیین کو اونٹوں کا دودھ اور پیشاب (بطور دوا) پینے کا حکم دیا۔(٥)

(2) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے (حالانکہ وہاں اکثر جگہ ان جانوروں کے پیشاب و پاخانہ سے آلودہ ہی ہوتی ہے)۔(٦)

(3) حرام اشیاء میں شفاء نہیں ہے جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ﴿ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ

---

(۱) [**صحيح** : صحيح أبو داود (٣٦٢) كتاب الطهارة ، أبو داود (٣٧٦) ابن ماجة (٥٦٦)]

(۲) [بخاری (٢٢٣) كتاب الوضوء : باب بول الصبيان ‘ مسلم (٢٨٧) أبو داود (٣٧٤) ترمذی (٧١)]

(۳) [**صحيح** : صحيح أبو داود (٣٦١) أبو داود (٣٧٥) ابن ماجة (٥٢٢)]

(٤) [مسلم (٢٨٦) بخاری (٢٢٢) ابن ماجة (٥٢٣) احمد (٥٢/٦)]

(٥) [بخاری (٢٣٣) مسلم (١٦٧١) أبو داود (٤٣٦٤) ترمذی (٧٢) ابن ماجة (٢٥٧٨)]

(٦) [**صحيح** : ترمذی (٣١٧) كتاب الصلاة . باب ما جآء في الصلاة في مرابض الغنم ......‘ مسلم (٨١٧)]

شِفَائَكُمْ فِيمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ﴾ ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری شفاء ان اشیاء میں نہیں رکھی جنہیں تم پر حرام کیا ہے۔“ (۱)

(4) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ كُلِّ دَوَاءٍ خَبِيْثٍ﴾ ”اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر خبیث دواء (کے استعمال) سے منع فرمایا ہے۔“ (۲)

عرنیین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اونٹوں کا پیشاب بطورِ دواء استعمال کیا اور انہیں شفاء ہوئی جو کہ اس کی حلت وطہارت کا منہ بولتا ثبوت ہے کیونکہ حرام میں شفاء نہیں۔

(شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ) ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب نجس نہیں۔ (۳)

## کتے کا لعاب دہن نجس ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِيْ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيُرِقْهُ ثُمَّ لِيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أُوْلَاهُنَّ بِالتُّرَابِ﴾ ”جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال جائے تو اسے (یعنی پانی کو) بہا دینا چاہیے اور برتن کو سات مرتبہ دھونا چاہیے البتہ پہلی مرتبہ مٹی کے ساتھ دھویا جائے۔“ اور جامع ترمذی میں یہ لفظ ہیں ﴿أُخْرَاهُنَّ أَوْ أُوْلَاهُنَّ﴾ ”آخری مرتبہ یا پہلی مرتبہ (مٹی کے ساتھ دھویا جائے)۔“ (٤)

(ابن تیمیہ، شوکانی رحمہما اللہ) کتے کا لعاب نص کی وجہ سے نجس ہے۔ (٥)

علاوہ ازیں درج بالا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس برتن میں کتا منہ ڈال جائے اسے سات مرتبہ دھونا واجب ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے۔

## کتے کے علاوہ دیگر جانوروں کا لعاب نجس نہیں

تمام حیوانات یعنی گھوڑا، خچر، گدھا، درندے ماکول اللحم ہوں یا غیر ماکول اللحم ان سب کا لعاب پاک ہے اور اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر مقام منیٰ میں ہمیں خطاب

(۱) [بخاری (قبل الحدیث / ٥٦١٤) کتاب الأشربة : باب شراب الحلواء والعسل]

(۲) [صحیح : صحیح أبو داود (۳۲۷۸) أبو داود (۳۸۷۰) ترمذی (۲۰٤۰) ابن ماجة (۳٤٥۹)]

(۳) [مجموع الفتاوی (۲۱/٦١٣)]

(٤) [بخاری (۱۷۲) مسلم (۲۷۹) أبو داود (۷۱) ترمذی (۹۱) شرح معانی الآثار (۱/۲۱)]

(٥) [مجموع الفتاوی (۲۱/۲۱٦ ـ ۲۲۰) السیل الجرار (۱/۳۷)]

فرمایا﴿ وَلُعَابُهَا يَسِيلُ عَلَى كَتِفَيَّ ﴾ ''اور اس (اونٹنی) کا لعاب دہن میرے کندے پر بہہ رہا تھا۔'' (۱)

(امیر صنعانی رحمہ اللہ) یہ حدیث اس بات کا ثبوت ہے کہ ماکول اللحم جانوروں کا لعاب پاک ہے۔(۲)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان حوضوں کے متعلق سوال کیا گیا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان تھے اور کتے اور درندے ان پر آیا کرتے تھے تو آپ نے فرمایا﴿ لَهَا مَا أَخَذَتْ فِي بُطُونِهَا وَ لَنَا مَا بَقِيَ شَرَابٌ وَطَهُورٌ ﴾ ''اُن کے لیے ہے جو انہوں نے اپنے پیٹوں میں داخل کر دیا اور جو باقی رہ گیا وہ ہمارے لیے پینے کی چیز اور پاک کرنے والا ہے۔'' (۳)

(3) ایک روایت میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا ہم ایسے پانی سے وضو کر لیں جسے گدھوں نے (استعمال کے بعد) باقی چھوڑا ہو؟ تو آپ نے فرمایا﴿ نَعَمْ وَبِمَا أَفْضَلَتِ السِّبَاعُ كُلُّهَا ﴾ ''ہاں' اور ایسے پانی کے ساتھ بھی وضوء درست ہے جسے تمام درندوں نے باقی چھوڑا ہو۔'' (٤)

ان احادیث میں وضاحت ہے کہ درندوں (جو کہ غیر ماکول اللحم ہیں) نے جس پانی (میں منہ ڈال کر اس) کو باقی چھوڑ دیا ہو وہ پاک ہے۔(٥)

## گوبر نجس ہے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے چلے تو مجھے حکم دیا کہ میں ان کے لیے تین پتھر لے کر آؤں۔ مجھے دو پتھر ملے تیسرا نہ مل سکا تو میں (مجبوراً) گوبر کا ایک خشک ٹکڑا لے آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں پتھر لے لیے اور گوبر کے ٹکڑے کو دور پھینک کر فرمایا﴿ إِنَّهَا رِكْسٌ ﴾ ''یہ تو بذاتِ خود نجس و پلید ہے۔'' (٦)

## حیض کا خون نجس ہے

(1) حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے کو لگ جانے والے حیض کے خون کے متعلق فرمایا﴿ تَحُتُّهُ ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ تَنْضَحُهُ ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ ﴾ ''پہلے اسے کھرچو' پھر پانی

---

(۱) [صحيح : صحيح ترمذي (۱۷۲۲) ترمذي (۲۱۲۰) نسائي (۳۵۸۲) أحمد (۱۸٦/٤)]

(۲) [سبل السلام (٦٣/۱)] (۳) [دار قطني (۳۱/۱)]

(٤) [معرفة السنن والآثار (۳۱۳/۱)' (۳٦۸)] (٥) [نيل الأوطار (۷۹/۱)]

(٦) [بخاري (۱٥۲) كتاب الوضوء : باب لا يستنجى بروث ' ترمذي (۱۷) نسائي (٤۲) بيهقي (۱۰۲/۱) أبو عوانة (۱۹٥/۱) ابن حبان (۱٤٤۲) ابن خزيمة (۸٥'۸٦) دارمي (۱۳۸/۱) أحمد (۲٥۰/۲) ابن ماجة (۳۱۳) شرح معاني الآثار (۱۲۳/۱)]

کے ساتھ مل کر دھولو پھر اس میں پانی بہا کر اس میں نماز پڑھ لو۔"(۱)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت خولہ بنت یسار رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میرے پاس ایک ہی کپڑا ہے اور میں اس میں حائضہ ہو جاتی ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ فَـإِذَا طَهُـرْتِ فَـاغْسِلِي مَوْضِعَ الدَّمِ ثُمَّ صَلِّي فِيهِ ﴾ "جب تو پاک ہو جائے تو خون کی جگہ کو دھو لے پھر اس میں نماز پڑھ لے۔" تو انہوں نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول! خواہ اس کا نشان ختم نہ ہو؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إِنَّمَا يَكْفِيكَ الْمَاءُ وَلَا يَضُرُّكَ أَثَرُهُ﴾ "تمہیں صرف پانی (کے ساتھ دھونا) ہی کافی ہو جائے گا اس کا نشان تمہیں کچھ نقصان نہیں دے گا۔"(۲)

(3) حضرت اُم قیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ حُكِّيهِ بِضِلَعٍ وَاغْسِلِيهِ بِمَاءٍ وَ سِدْرٍ ﴾ "اسے کسی ٹیڑھی لکڑی کے ساتھ کھرچو پھر اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ دھو ڈالو۔"(۳)

ان احادیث میں موجود حیض کے خون کو دھونے اور کھرچنے کا حکم اس کے نجس و پلید ہونے کا ثبوت ہے۔

(نووی، البانی رحمہما اللہ) حیض کے خون کی نجاست پر اجماع ہے۔(٤)

## عام جسم سے نکلنے والا خون نجس نہیں

(1) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گھاٹی میں اُتر کر صحابہ سے کہا "آج رات کون ہمارا پہرہ دے گا؟ تو مہاجرین و انصار میں سے ایک ایک آدمی کھڑا ہو گیا پھر انہوں نے گھاٹی کے دہانے پر رات گزاری۔ انہوں نے رات کا وقت پہرے کے لیے تقسیم کر لیا لہٰذا مہاجر سو گیا اور انصاری کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ اچانک دشمن کے ایک آدمی نے آ کر انصاری کو دیکھا اور اسے تیر مار دیا۔ انصاری نے تیر نکال دیا اور اپنی نماز جاری رکھی۔ پھر اس نے دوسرا تیر مارا تو انصاری نے پھر اسی طرح کیا۔ پھر اس نے تیسرا تیر مارا تو اس نے تیر نکال کر رکوع و سجدہ کیا اور اپنی نماز کو مکمل کر لیا۔ پھر اس نے اپنے ساتھی کو جگایا جب اس نے اسے ایسی (خون آلود) حالت میں دیکھا تو کہا جب پہلی مرتبہ اس نے تمہیں تیر مارا تو تم نے مجھے کیوں نہیں جگایا؟ تو اس نے کہا میں ایک سورت کی تلاوت کر رہا تھا جسے کاٹنا میں نے پسند نہیں کیا۔(٥)

(۱) [بخاری (۳۰۷) مسلم (۲۹۱) أبو داود (۳٦۰) ترمذی (۱۳۸) نسائی (۱۵۵/۱) ابن ماجة (٦۲۹)]
(۲) [صحيح: إرواء الغليل (۱۹۰/۱) أبو داود (۳٦۵) كتاب الطهارة: باب المرأة تغسل ثوبها]
(۳) [صحيح: صحيح أبو داود (۳٤۹) أيضا، أبو داود (۳٦۳) ابن ماجة (٦۲۸) ابن خزيمة (۱٤۱/۱)]
(٤) [شرح مسلم للنووی (۲۰۰/۳) الصحيحة (تحت الحديث / ۳۰۰) نظم الفرائد (۲۸۱/۱)]
(٥) [صحيح: صحيح أبو داود (۱۹۳) أبو داود (۱۹۸) احمد (۳٤۳/۳) دار قطنی (۲۲۲/۱)]

(2) امام حسن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ مَا زَالَ الْمُسْلِمُوْنَ يُصَلُّوْنَ فِيْ جِرَاحَاتِهِمْ ﴾ ''ہمیشہ سے مسلمان اپنے زخموں میں نماز پڑھتے چلے آرہے ہیں۔'' امام بخاریؒ نے اسے معلق بیان کیا ہے جبکہ امام ابن ابی شیبہؒ نے اسے صحیح سند کے ساتھ موصول بیان کیا ہے۔(۱)

(شیخ البانی رحمہ اللہ) یہ حدیث (یعنی جس میں صحابی کو تیر لگنے کا قصہ ہے) حکماً مرفوع ہے کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع نہ ہوئی ہو اگر خون کا بہت زیادہ بہنا وضو توڑ دیتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے بیان کر دیتے کیونکہ (( تاخير البيان عن وقت الحاجة لا يجوز )) ''ضرورت کے وقت سے وضاحت کو مؤخر کر دینا جائز نہیں۔'' جیسا کہ علم الاصول میں یہ بات معروف ہے۔ اور اگر بالفرض یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مخفی رہ گئی ہو تو اللہ تعالیٰ پر یہ بات مخفی نہیں رہ سکتی تھی کہ جس پر زمین و آسمان کی کوئی چیز مخفی نہیں ہو سکتی لہٰذا اگر خون ناقضِ وضو یا نجس و پلید ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی طرف وحی نازل فرما دیتے۔ امام بخاری رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔(۲)

(شوکانی، نواب صدیق حسن خان رحمہما اللہ) عام خون کے نجس ہونے کی کوئی صریح دلیل موجود نہیں۔(۳)

## خنزیر کا گوشت نجس ہے

(1) جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا ......... اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ﴾ [الأنعام: ١٤٥] ''(اے پیغمبر!) آپ کہہ دیجئے کہ جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ان میں تو میں کوئی حرام نہیں پاتا کسی کھانے والے کے لیے جو اس کو کھائے مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا کہ بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو کیونکہ وہ بالکل ناپاک ہے۔''

(2) خنزیر کے نجس ہونے پر علما نے اجماع کیا ہے اور اسے خواہ ذبح کر دیا جائے یہ نجس ہی رہتا ہے۔(٤)

## مردہ انسان نجس نہیں

(1) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ ﴾ ''مسلمان نجس نہیں ہوتا۔''(٥)

(2) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ﴿ اَلْمُسْلِمُ لَا يَنْجُسُ حَيًّا وَلَا مَيِّتًا ﴾ ''مسلمان نہ تو زندہ حالت

(۱) [فتح الباری (۲۸۱/۱)]

(۲) [تمام المنه (ص/٥٢)]

(۳) [السيل الجرار (٤٠/١) الروضة الندية (٨٢/١)]

(٤) [بداية المجتهد (٧٣/١) المغنى (٥٢/١) كشاف القناع (٢١٣/١) القوانين الفقهية (ص/٣٤)]

(٥) [بخاری (٢٨٣) مسلم (٣٧١) أبو داود (٢٣١) ترمذی (١٢١) ابن ماجة (٥٣٤)]

میں نجس ہوتا ہے اور نہ ہی مردہ حالت میں۔''(۱)

اور جن آیات میں مردار کی حرمت کا ذکر ہے جیسے ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾ [المائدۃ :۳] تو ان سے زیادہ سے زیادہ صرف مردار کھانے کی ہی حرمت ثابت ہوتی ہے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مردار نجس و پلید ہے جیسا کہ ایک حدیث میں بھی ہے کہ ﴿ إِنَّمَا حُرِّمَ مِنَ الْمَيْتَةِ أَكْلُهَا ﴾ ''مردار سے صرف اس کا کھانا ہی حرام کیا گیا ہے۔''(۲) اور اگر بالفرض یہ قاعدہ مسلم ہوتا کہ ہر حرام چیز نجس بھی ہے تو یہ آیت ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ﴾ [النساء : ۲۳] ''تمہاری مائیں تم پر حرام کر دی گئیں ہیں۔'' ماؤں کے نجس ہونے کا ثبوت ہوتی۔

## مردار کا چمڑا نجس ہے

فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ أَيُّمَا إِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ ﴾ ''جس چمڑے کو رنگ دیا جائے وہ پاک ہو جاتا ہے۔''(۳) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رنگنے سے پہلے چمڑا نجس ہوتا ہے۔

(شوکانی، البانی رحمہما اللہ) اسی کے قائل ہیں۔(٤)

## زندہ جانوروں سے کاٹا ہوا گوشت نجس نہیں

کیونکہ اس کے مردار ہونے کی تو دلیل موجود ہے لیکن نجس ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ چنانچہ فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ مَا قُطِعَ مِنَ الْبَهِيمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهُوَ مَيِّتٌ ﴾ ''زندہ جانور سے جو کچھ کاٹ لیا جائے وہ مردار ہے۔''(٥)

(شوکانی رحمہ اللہ) اس حدیث سے زیادہ سے زیادہ اُس (کٹے ہوئے حصے کا) مردار ہونا ہی ثابت ہوتا ہے کہ محض جس کا کھانا حرام ہے اور رہی بات یہ کہ وہ نجس ہے حدیث میں اس کی کوئی دلیل نہیں۔(٦)

---

(۱) [بخاری مع الفتح (۱۲۷/۳) المغنی لابن قدامۃ (۶۳/۱) البدر المنیر لابن الملقن (٦٦٠/٤) التحقیق فی احادیث الخلاف (۸۵۵)] حافظ ابن حجرؒ نے اسے موقوفاً صحیح کہا ہے۔[تغلیق التعلیق (٤٦٠/٢)] امام ابن دقیق العیدؒ نے نقل فرمایا ہے کہ امام حاکمؒ نے اسے شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے۔[الالمام باحادیث الاحکام (۱۵۵)] شیخ البانیؒ نے بھی اس کی سند کو شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے۔[الضعیفۃ (تحت الحدیث / ٦٣٠٤)]

(۲) [بخاری (۵۵۳۱) کتاب الذبائح و الصید : باب جلود المیتۃ ' مسلم (٥٤٢)]

(۳) **صحیح** : صحیح ابن ماجۃ (۲۹۰۷) کتاب اللباس : باب لبس جلود المیتۃ إذا دبغت ' ابن ماجۃ (۳۶۰۹) أبو داود (٤١٢٣) ترمذی (۱۷۲۸) شرح معانی الآثار (٤٦٩/١) أحمد (٢١٩/١)]

(٤) [السیل الجرار (٤٠/١) تمام المنۃ (ص/٤٩)]

(٥) [**حسن** : غایۃ المرام (٤١) أبو داود (٢٨٥٨) ترمذی (١٤٨٠) أحمد (٢١٨/٥) حاکم (٢٣٩/٤)]

(٦) [السیل الجرار (٣٩/١)]

## مچھلی اور ٹڈی مردار بھی حلال اور پاک ہیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ أُحِلَّ لَكُمْ مَيْتَتَانِ : السَّمَكُ وَ الْجَرَادُ ﴾ ”تمہارے لیے دو مردار حلال کیے گئے' مچھلی اور ٹڈی۔“ (۱)

## منی کی نجاست مختلف فیہ ہے

منی نجس ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔ کچھ علما اسے پاک جبکہ کچھ دوسرے علما اسے ناپاک قرار دیتے ہیں۔ پاک کہنے والوں کا مستدل وہ روایات ہیں جن میں ذکر ہے کہ کپڑوں میں منی کے اثرات ونشانات کے باوجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان میں نماز ادا فرمالیا کرتے تھے۔ اور ناپاک کہنے والوں کا مستدل وہ روایات ہیں جن میں منی کو کپڑوں سے کھرچنے اور دھونے کا ذکر ہے۔ تاہم سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی کا فتویٰ یہ ہے کہ منی میں اصل طہارت ہے اور ہمارے علم میں کوئی ایسی دلیل نہیں جو اس کے نجس و پلید ہونے پر دلالت کرتی ہو (واللہ اعلم بالصواب)۔ (۲)

## مذی اور ودی نجس ہے

مذی ایسا رقیق پانی ہے جو کمزور شہوت کے وقت' یا اپنی بیوی سے کھیلتے وقت' یا اس جیسے کسی کام میں بغیر اُچھلنے کے خارج ہو۔ جبکہ ودی ایسا سفید' گدلا' بغیر بدبو کے پانی ہے جو پیشاب کے بعد خارج ہو۔(۳) ان دونوں کے نجس ہونے پر اجماع ہے۔(۴) مزید ان کے نجس ہونے کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

(1) حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے بہت زیادہ مذی آنے کی وجہ سے اکثر غسل کرنا پڑتا تھا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کرتے ہوئے اس کے متعلق سوال کیا؟ تو آپ نے فرمایا ”تمہیں تو صرف وضو ہی کافی ہے“۔ پھر میں نے کہا اے اللہ کے رسول! میرے کپڑے کو جہاں مذی لگ گئی ہو اس کا کیا کروں؟ آپ نے فرمایا ﴿ يَكْفِيكَ أَنْ تَأْخُذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَتَنْضَحُ بِهِ ثَوْبَكَ حَيْثُ تَرَى أَنَّهُ قَدْ أَصَابَ مِنْهُ ﴾ ”تمہیں اتنا ہی کافی ہے کہ پانی کا ایک چلو لے کر اپنے کپڑے پر اس جگہ بہا دو جہاں تم مذی کو لگا ہوا دیکھتے ہو۔“ (۵)

---

(۱) [صحيح : الصحيحة (۱۱۱۸) ابن ماجة (۳۳۱٤) أحمد (۹۷/۲) بيهقي (۲٥٤/۱)]

(۲) [فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (۵/)]

(۳) [تحفة الأحوذي (۳۸۸/۱) فتح الباري (٤٥١/۱) شرح مسلم للنووي (۲۱٦/۲)]

(٤) [المجموع (٥٥۲/۲) نيل الأوطار (۱۰۳/۱) بداية المجتهد (۷۳/۱) فتح القدير (۱۳٥/۱)]

(٥) [حسن : صحيح أبو داود (۱۹۰) أبو داود (۲۱۰) ترمذى (۱۱٥) ابن ماجة (٥٠٦)]

(2) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی معنی میں حدیث مروی ہے اور اس میں یہ لفظ ہیں ﴿فِيهِ الْوُضُوءُ﴾ "اس میں وضوء ہے۔" اور صحیح مسلم میں ہے ﴿يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ﴾ "وہ اپنے ذکر کو دھوتے اور وضو کر لیتے۔" (۱)

## سوئے ہوئے شخص کے منہ سے بہنے والا پانی پاک ہے

کیونکہ اس کے نجس ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ (۲)

## قے نجس نہیں

کیونکہ اس کے نجس ہونے کی کوئی بھی صحیح دلیل موجود نہیں اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے مروی جس روایت میں ہے کہ "ہم پاخانے' پیشاب' مذی' منی' خون اور قے سے کپڑے کو دھویا کرتے تھے۔" وہ ضعیف ہے جیسا کہ امام دار قطنی' امام عقیلی' امام بزار' امام ابن عدی اور امام ابونعیم رحمہم اللہ وغیرہ نے اسے ضعیف کہا ہے۔ (۳)

(ابن حزم، شوکانی، البانی رحمہم اللہ) مسلمان کی قے نجس نہیں۔ (٤)

## شراب کی نجاست معنوی ہے حسی نہیں

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ﴾ [المائدة: ۹۰] اس آیت میں لفظ رجس صرف شراب کے لیے نہیں بلکہ انصاب (تھان' آستانوں) اور ازلام (فال کے تیروں) کے لیے بھی استعمال ہوا ہے اور یہ بات معلوم و معروف ہے کہ انہیں چھونے سے انسان نجس نہیں ہوتا۔

(2) ایک اور آیت میں ہے ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ﴾ [الحج: ۳۰] اس آیت میں مذکور لفظِ اوثان یعنی بت بھی معنوی طور پر نجس ہیں کیونکہ انہیں بھی چھونے سے آپ یقیناً نجس نہیں ہوں گے۔

معلوم ہوا کہ دیگر حرام چیزوں کی طرح شراب کا پینا ہی حرام ہے یہ بذاتِ خود نجس و پلید نہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ بھی اسی رائے کو ترجیح دیتے ہیں۔ (٥)

## شرک کی نجاست معنوی ہے حسی نہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ﴾ [التوبة: ۲۸] "بیشک مشرکین نجس ہیں۔"

---

(۱) [بخاری (۱۷۸) مسلم (۳۰۳) أبو داود (۲۰۶) ابن ماجة (۵۰٤) أحمد (۱۲۹/۱)]

(۲) [ملاحظه فرمائیے: مغنی المحتاج (۷۹/۱) کشاف القناع (۲۲۰/۱)]

(۳) [دار قطنی (۱۲۷/۱) الضعفاء للعقیلی (۱۷٦/۱) الکامل لابن عدی (۹۸/۲) بیهقی (۱٤/۱)]

(٤) [المحلی (۱۸۳/۱) السیل الجرار (۱٥٤/۱) تمام المنه (ص/۵۳)]

(٥) [تمام المنة (ص/٥٥)]

بظاہر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین بھی بقیہ نجاستوں کی طرح نجس و پلید ہیں۔ لیکن درج ذیل دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ مشرک کی نجاست حسی نہیں بلکہ شراب کی طرح معنوی ہی ہے۔

(1) رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو ایک مشرکہ عورت کے مشکیزے سے پانی پینے اور وضو کرنے کا حکم دیا۔(۱)

(2) رسول اللہ ﷺ نے جب وفد ثقیف کو مسجد میں ٹھہرایا تو بعض صحابہ نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ انہیں مسجد میں ٹھہرا رہے ہیں حالانکہ یہ تو پلید ہیں تو آپ نے فرمایا ﴿ لَيْسَ عَلَى الْأَرْضِ مِنْ أَنْجَاسِ الْقَوْمِ شَيْئٌ إِنَّمَا أَنْجَاسُ الْقَوْمِ عَلَى أَنْفُسِهِمْ ﴾ ''ان لوگوں کا پلید ہونا زمین پر کچھ مؤثر نہیں ہے بلکہ ان کا نجس ہونا صرف ان کے اپنے نفسوں پر ہی ہے۔''(۲)

(3) رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کا کھانا تناول فرمایا جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ﴿ أَنَّهُ ﷺ أَكَلَ مِنَ الشَّاةِ الَّتِي أَهْدَتْهَا لَهُ يَهُودِيَّةٌ مِنْ خَيْبَرَ وَهِيَ مَسْمُومَةٌ ﴾ ''آپ ﷺ نے اس بکری کا گوشت کھایا جو خیبر کی ایک یہودی عورت نے آپ کو ہدیہ دیا تھا اور اس میں زہر تھا۔''(۳)

(4) رسول اللہ ﷺ نے قیدی مشرکہ عورتوں کے اسلام لانے سے پہلے ان کے ساتھ وطی و جماع درست قرار دیا۔(٤)

(5) اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کا کھانا اور ان کی عورتوں سے نکاح حلال قرار دیا ہے جیسا کہ قرآن میں ہے کہ ﴿وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ... وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ﴾[المائدة : ٥]

(6) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ کے ساتھ جہاد کرتے اور مشرکین کے برتن اور مشکیزے ہمارے ہاتھ آتے تو ہم ان سے فائدہ اٹھاتے اور یہ عمل لوگوں پر معیوب نہیں ہوتا تھا۔(٥)

البتہ ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے مروی جس حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اہل کتاب کے برتنوں کو دھونے کا حکم دیا تھا تو وہ اس وجہ سے تھا کہ وہ اس میں شراب پیتے تھے اور خنزیر کا گوشت پکاتے تھے۔(٦)

---

(۱) [بخاری (٣٤٤) كتاب التيمم : باب الصعيد الطيب وضوء المسلم ......' مسلم (٦٨٢)]

(۲) [شرح معانی الآثار (١٣/١) عن الحسن مرسلا ' زاد المعاد (٤٩٩/٣) طبقات ابن سعد (٣١٢/١)]

(۳) [بخاری (٥٧٧٧) كتاب الطب : باب ما يذكر فی سم النبی ...... ' دلائل النبوة للبيهقی (٢٥٦/٤)]

(٤) [فتح الباری (٤١٦/٩) الاستذكار لابن عبدالبر (٢٦٢/١٦) الناسخ والمنسوخ للنحاس (البقرة : ٢٢١)]

(٥) [صحيح : إرواء الغليل (٧٦/١) أبو داود (٣٨٣٨) أحمد (٣٧٩/٣)] شیخ عبدالقادر ارنؤوط اور شیخ شعیب ارناؤوط نے اسے صحیح کہا ہے۔[تخريج جامع الأصول (٣٨٧/١) شرح السنة (٢٠١/١١)]

(٦) [أبو داود مع العون (٣١٤/١٠) ترمذی مع التحفة (٥١٥/٥) مستدرك حاكم (١٤٤/١)]

ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ مشرک دیگر نجاستوں (مثلاً پیشاب وغیرہ) کی طرح نجس نہیں ہے کہ جسے ہاتھ لگ جانے سے ہاتھ نجس ہو جائے گا بلکہ اس کی نجاست معنوی ہے۔

(امیر صنعانی رحمہ اللہ) حق بات یہی ہے کہ تمام اعیان (ذوات واجسام وغیرہ) میں اصل طہارت ہے اور تحریم نجاست کو مستلزم نہیں۔ لہٰذا بھنگ حرام ہے لیکن پاک ہے نیز تمام نشہ آور اشیاء اور قتل کر دینے والے زہروں کے نجس ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ تاہم نجاست حرمت کو مستلزم ہے یعنی ہر نجس شے حرام ہے لیکن ہر حرام چیز نجس نہیں کیونکہ نجاست میں یہ حکم ہوتا ہے کہ اسے چھونا ہر حال میں منع ہے اس لیے نجس عین کا حکم تحریم کا ہوتا ہے جبکہ حرام میں ایسا نہیں ہوتا جیسا کہ ریشم اور سونا پہننا (مردوں کے لیے) حرام ہے لیکن بالاتفاق پاک ہے۔(۱)

## مشرکین کے برتن نجس نہیں

اس کے دلائل کے لیے سابقہ عنوان کے تحت ذکر کردہ آیات واحادیث ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) [سبل السلام (۷٦/۱)]

## باب ازالة النجاسات نجاستوں کو دور کرنے کا بیان

### طہارت حاصل کرنے کا اصل ذریعہ پانی ہے

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا﴾ [الفرقان : ٤٨] ''اور ہم نے آسمان سے پاک پانی نازل کیا'' واضح رہے کہ طَهُور اس پانی کو کہتے ہیں جس سے طہارت حاصل کی جاتی ہے۔

(2) ایک دوسرا ارشاد یوں ہے کہ ﴿وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ﴾ [الأنفال : ١١] ''اللہ تعالیٰ تم پر آسمان سے پانی برسارہا تھا تاکہ اس کے ذریعے تمہیں پاک کر دے۔''

(3) حدیث نبوی ہے ﴿اَلْمَاءُ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْئٌ﴾ ''پانی پاک ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔''(١)

معلوم ہوا کہ اشیاء کو پاک کرنے کے لیے اصل پانی ہے کیونکہ کتاب وسنت میں اسی کو اس وصف کے ساتھ متصف کیا گیا ہے۔ تاہم ہر نجاست کو پاک کرنے کے لیے صرف پانی کو ہی متعین کر لینا اس لیے درست نہیں کیونکہ وہ احادیث' جن میں منی اور حیض کے خون کو کھرچنے اور جوتی کو زمین پر رگڑنے اور پانی کے علاوہ دیگر طریقوں کا ذکر ہے' اس کا رد کرتی ہیں اور اگر ہر پاک مائع چیز کے ذریعے تطہیر کی اجازت دی جائے تو شارع علیہ السلام نے اس کا کہیں ذکر نہیں کیا (اس وجہ سے بھی یہ درست نہیں) لہٰذا ﴿خَيْرُ الْأُمُوْرِ أَوْسَطُهَا﴾ کے تحت متوسط و معتدل راہ یہی ہے کہ شریعت میں جن اشیاء کو پانی کے علاوہ کسی اور طریقے سے پاک کرنا منقول ہے انہیں اسی طرح پاک کیا جائے (مثلا جوتی کو زمین پر رگڑنا وغیرہ) اور جن اشیاء کو پاک کرنے کا حکم تو موجود ہے لیکن شارع علیہ السلام نے ان کی تطہیر کا کوئی خاص طریقہ و کیفیت نہیں بتائی تو انہیں پانی کے ساتھ ہی اچھی طرح دھو کر پاک کیا جائے کیونکہ تطہیر میں اصل یہی ہے۔(٢)

### جوتا زمین پر رگڑنے سے پاک ہو جاتا ہے

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' جب تم میں سے کوئی (چلتے ہوئے) اپنی جوتی کو گندگی لگا دے تو مٹی اسے پاک کر دیتی ہے۔'' ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ'' جب کوئی اپنے موزوں کو

---

(١) [صحيح : إرواء الغليل (١٤) أبو داود (٦٧) ترمذی (٦٦) أحمد (١٥/٣) الأم (٢٣/١) ابن أبی شيبة (١٤٢/١) بيهقی (٤/١) دار قطنی (٢٩/١)] امام نوویؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔[المجموع (٨٢/١)]

(٢) [نيل الأوطار (٨٤/١) السيل الجرار (٤٩/١) الروضة الندية (٩٦/١)]

گندگی لگا دے تو انہیں پاک کرنے والی مٹی ہے۔''(۱)

(2) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد آئے تو اپنے جوتوں کو پھیر کر دیکھے ﴿ فَإِنْ رَأَى خَبَثًا فَلْيَمْسَحْهُ بِالْأَرْضِ ثُمَّ لِيُصَلِّ فِيهِمَا ﴾ ''اگر کسی میں گندگی نظر آئے تو اسے زمین کے ساتھ رگڑ کر ان میں نماز پڑھ لے۔''(۲)

جوتوں کی طرح موزوں کو پاک کرنے کا بھی یہی طریقہ ہے جیسا کہ گزشتہ پہلی حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔

## کتا منہ ڈال جائے تو برتن سات مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال جائے تو اسے (یعنی پانی کو) بہا دینا چاہیے اور برتن کو سات مرتبہ دھونا چاہیے البتہ پہلی مرتبہ مٹی کے ساتھ دھویا جائے۔'' اور جامع ترمذی میں یہ لفظ ہیں ''آخری مرتبہ یا پہلی مرتبہ (مٹی کے ساتھ دھویا جائے)۔''(۳)

## شیر خوار بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارنا ہی کافی ہے

فرمانِ نبوی ہے کہ ''لڑکی کے پیشاب سے آلودہ کپڑا دھویا جائے اور لڑکے کے پیشاب سے آلودہ کپڑے پر پانی کے چھینٹے مارے جائیں۔''(۵)

## منی لگا کپڑا کھرچنے اور پانی بہانے سے پاک ہو جاتا ہے

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿ أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَرْكًا فَيُصَلِّيْ فِيهِ ﴾ ''میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو کھرچ دیا کرتی تھی پھر آپ اسی کپڑے میں نماز ادا فرما لیتے تھے۔''(٦)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ﴿ كُنْتُ أَغْسِلُ الْجَنَابَةَ مِنْ ثَوْبِ النَّبِيِّ ﷺ فَيَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ وَإِنَّ بُقَعَ الْمَاءِ فِي ثَوْبِهِ ﴾ ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو دھویا کرتی تھی پھر

---

(۱) [صحيح : صحيح أبو داود (۳۷۱ ' ۳۷۲) أبو داود (۳۸۵ '۳۸٦) ابن خزيمة (۱٤۸/۱)]

(۲) [صحيح : إرواء الغليل (۲۸٤) أبو داود (٦٥۰) كتاب الصلاة : باب الصلاة في النعل ' ابن خزيمة (۱۰۱۷) ابن حبان (۳٦۰) حاكم (۲٦۰/۱) بيهقي (٤۳۱/۲) دارمي (۳۲۰/۱)]

(۳) [بخاری (۱۷۲) مسلم (۲۷۹) أبو داود (۷۱) ترمذی (۹۱) شرح معانی الآثار (۲۱/۱)]

(٥) [صحيح : صحيح أبو داود (۳٦۲) كتاب الطهارة ، أبو داود (۳۷٦) ابن ماجة (٥٦٦)]

(٦) [مسلم (۲۸۸) أبو داود (۳۷۱) ترمذی (۱۱٦) ابن ماجة (٥۳۷) طحاوی (۲۹/۱)]

آپ نماز کے لیے نکلتے اور پانی سے دھونے کے نشانات آپ کے کپڑے میں موجود ہوتے۔''(۱)

معلوم ہوا کہ دھونے کے بعد خواہ کپڑے پر منی کے نشانات ہی کیوں نہ باقی ہوں کپڑا پاک ہی ہوتا ہے۔

## حیض آلود کپڑا کھرچنے اور پانی بہانے سے پاک ہو جاتا ہے

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے کو لگ جانے والے حیض کے خون کے متعلق فرمایا ''پہلے اسے کھرچو' پھر پانی کے ساتھ مل کر دھولو' پھر اس میں پانی بہا کر اس میں نماز پڑھ لو۔''(۲)

## مردار کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ﴾ ''جب چمڑے کو رنگ دیا جاتا ہے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔''(۳)

(2) ایک روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں ''جس چمڑے کو بھی رنگ دیا جائے پاک ہو جاتا ہے۔''(٤)

## زمین کو پاک کرنے کا طریقہ

زمین کو پاک کرنے کے دو طریقے ہیں۔ایک یہ کہ نجاست کی جگہ پر پانی بہا دیا جائے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ ایک دیہاتی نے مسجد کے ایک کونے میں پیشاب کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر پانی کا ایک ڈول بہانے کا حکم دیا۔(٥)

(شوکانی رحمہ اللہ) یہ حدیث اس بات کا ثبوت ہے کہ پانی بہانے سے زمین پاک ہو جاتی ہے' اسے کھودنا ضروری نہیں۔(٦)

زمین کو پاک کرنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اسے اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے اور جب وہ سورج یا ہوا کی وجہ سے خشک ہو جائے حتی کہ نجاست کا اثر بھی زائل ہو جائے تو وہ پاک ہو جائے گی۔اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد میں رات گزارتا تھا ﴿وَكَانَتِ الْكِلَابُ تَبُوْلُ وَتُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ فَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرُشُّوْنَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ﴾

---

(۱) [بخاری (۲۲۹) مسلم (۲۸۹) أبو داود (۳۷۳) ترمذی (۱۱۷) ابن ماجة (٥۳٦)]

(۲) [بخاری (۳۰۷) مسلم (۲۹۱) أبو داود (۳٦۰) ترمذی (۱۳۸) نسائی (۱٥٥/۱) ابن ماجة (٦۲۹)]

(۳) [مسلم (۳٦٦) ابن ماجة (۳٦۰۹) دارمی (۱۹۸٦) دار قطنی (٤٦/۱) أبو یعلی (۲۳۸٥)]

(٤) [صحیح : صحیح ابن ماجة (۲۹۰۷) ابن ماجة (۳٦۰۹) ترمذی (۱۷۲۸) أبو داود (٤۱۲۳)]

(٥) [بخاری (۲۲۱) مسلم (۲۸٤) ترمذی (۱٤۸) ابن ماجة (٥۲۸) دارمی (۱۸۹/۱)]

(٦) [نیل الأوطار (۸۸/۱)]

''اور کتے مسجد میں پیشاب کرتے اور آتے جاتے تھے لیکن وہ (یعنی صحابہ) اس وجہ سے کوئی چھینٹے نہیں مارتے تھے (یعنی پیشاب کی جگہ کو پاک کرنے کے لیے پانی نہیں بہاتے تھے)۔(۱)

(ابن حجر رحمہ اللہ) امام ابوداود رحمہ اللہ نے حدیث کے ان الفاظ ''لیکن وہ کوئی چھینٹے نہیں مارتے تھے'' سے استدلال کیا ہے کہ نجاست لگی زمین خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے کیونکہ اگر زمین خشک ہونے سے پاک نہ ہوتی تو صحابہ اسے ایسے ہی نہ چھوڑتے۔(۲)

(عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ) اس حدیث سے امام ابوداود رحمہ اللہ کا یہ استدلال کہ ''زمین خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے'' صحیح ہے اور مجھے اس میں کوئی خدشہ نہیں۔(۳)

## جس مشروب میں مکھی گر جائے اسے پاک کرنے کا طریقہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي شَرَابِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ ثُمَّ لِيَنْزِعْهُ، فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءً وَفِي الْآخَرِ شِفَاءً﴾ ''جب تم میں سے کسی کے مشروب میں مکھی گر جائے تو وہ اسے مکمل طور پر ڈبو کر پھینک دے کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہے۔''(٤)

## گھی میں چوہا گر جائے تو اسے پاک کرنے کا طریقہ

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے گھی کے متعلق سوال کیا گیا جس میں چوہیا گر گئی ہو تو آپ نے فرمایا ﴿أَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوْهُ﴾ ''چوہیا کو اور اس کے اردگرد جگہ سے گھی کو پھینک دو اور اسے (یعنی بقیہ گھی کو) کھا لو۔''(٥)

معلوم ہوا کہ جس گھی میں چوہیا گر جائے اسے پاک کرنے کے لیے چوہیا اور اس کے اردگرد حصے کے گھی کو پھینک دیا جائے تو گھی پاک ہو جائے گا۔

---

(١) [صحيح: صحيح أبو داود (٣٦٨) كتاب الطهارة: باب في طهور الأرض إذا يبست، أبو داود (٣٨٢) بخاري تعليقا (١٧٤) ابن خزيمة (٣٠٠) شرح السنة (٨٢/٢) بيهقي (٢٤٣/١)]

(٢) [فتح الباري (٢٧٩/١)] (٣) [تحفة الأحوذي (٤٦٢/١)]

(٤) [بخاري (٣٣٢٠) كتاب بدء الخلق: باب إذا وقع الذباب في شراب أحدكم، أبو داود (٣٨٤٤) ابن ماجه (٣٥٠٥) احمد (٢٢٩/٢) ابن الجارود (٥٥) ابن خزيمة (١٠٥)]

(٥) [بخاري (٥٥٣٨، ٥٥٤٠) كتاب الذبائح والصيد: باب إذا وقعت الفارة في السمن الجامد والذائب، مؤطا (٩٧١/٢) أبو داود (٣٨٤١) ترمذي (١٧٩٩) نسائي (١٨٧/٧) حميدي (١٤٩/١)]

## ایسی اشیاء کو پاک کرنے کا طریقہ جن میں مسام نہ ہوں

شیشہ، چھری، تلوار، ناخن، ہڈی، رنگ کیے ہوئے برتن اور ہر ایسی صاف چیز جس میں مسام (یعنی سوراخ و اجزاء وغیرہ) نہ ہوں وہ اس قدر رگڑنے سے پاک ہو جاتی ہے کہ نجاست کا اثر زائل ہو جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی پر کاربند تھے۔ (۱)

## نجاست دور کرنے کے لیے بایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہیے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ﴿ كَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْيُمْنٰى لِطُهُوْرِهٖ وَطَعَامِهٖ وَكَانَتْ يَدُهُ الْيُسْرٰى لِخَلَائِهٖ وَمَا كَانَ مِنْ اَذًى ﴾ ''رسول اللہ ﷺ کا داہنا ہاتھ وضو اور کھانے (جیسے کاموں) کے لیے (مخصوص) تھا اور بایاں ہاتھ استنجا اور دیگر مکروہات وغیرہ میں استعمال کرتے تھے۔'' (۲)

## نجاست کی ذات، رنگ، بو اور ذائقہ باقی نہیں رہنا چاہیے

کسی نجاست کا ذائقہ یا بو باقی رہنا اس بات کا ثبوت ہے کہ اس نجس چیز کی ذات کا کوئی جزا بھی موجود ہے اگرچہ اس کا جسم اور اس کا رنگ ختم ہو چکا ہو کیونکہ بو کے لیے اس چیز کا ہونا ضروری ہے جس کی وہ بو ہے اور اسی طرح ذائقے کے لیے بھی اس چیز کا وجود ضروری ہے کہ جس کا وہ ذائقہ ہے۔ لہٰذا ان کے ختم ہونے تک نجس چیز کو دھونا یا کسی اور طریقے سے پاک کرنا ضروری ہے۔

## نجاست کی حالت کا بدل جانا اسے پاک کرنے کا ذریعہ ہے

جب ایک چیز کسی دوسری چیز میں تبدیل ہو جائے حتی کہ دوسری چیز پہلی چیز کے رنگ، ذائقے اور بو میں بالکل مختلف ہو (مثلاً پاخانے کا مٹی یا راکھ بن جانا اور شراب کا سرکہ بن جانا وغیرہ) تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جس نجاست کی وجہ سے اس پر پلید ہونے کا حکم لگایا گیا تھا اب وہ ختم ہو چکی ہے، نہ تو اس پر وہ نام باقی ہے جس وجہ سے نجس ہونے کا حکم لگایا گیا تھا اور نہ ہی وہ صفت۔ لہٰذا جب وہ چیز تبدیل ہو گئی تو اس کا حکم بھی تبدیل ہو جائے گا۔ ثابت ہوا کہ نجاست کی حالت کا بدل جانا بھی اسے پاک کرنے کا باعث ہے۔

---

(۱) [فقہ السنۃ (۲۳/۱)]

(۲) [صحیح: صحیح ابو داود (۲۶) کتاب الطہارۃ، ابو داود (۳۳)] حافظ ابن حجرؒ نے اسے حسن کہا ہے۔ [نتائج الافکار (۱٤۱/۱)]

## باب قضاء الحاجة — قضائے حاجت کا بیان

قضائے حاجت کا معنی ہے ضرورت پوری کرنا یا حاجت سے فارغ ہونا۔ لفظِ قضاء مصدر ہے باب قَضَى يَقْضِي (ضرب) سے جبکہ حَاجَة پیشاب اور پاخانہ خارج ہونے سے کنایہ ہے۔

### اگر گھر میں بیت الخلاء نہ ہو تو آبادی سے دور نکل جانا چاہیے

(1) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ كَانَ إِذَا ذَهَبَ لِحَاجَتِهِ أَبْعَدَ فِي الْمَذْهَبِ ﴾ ''جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے جاتے تو بہت دور چلے جاتے۔''(۱)

(2) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری روایت میں ہے کہ ﴿ فَانْطَلَقَ حَتَّى تَوَارَى عَنِّي فَقَضَى حَاجَتَهُ ﴾ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے (اتنی دور) چلے گئے کہ میری نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ وہاں آپ اپنی حاجت سے فارغ ہوئے۔''(۲)

(3) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں نکلے ﴿ فَكَانَ لَا يَأْتِي الْبَرَازَ حَتَّى يَغِيبَ فَلَا يُرَى ﴾ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے جب بھی جاتے تو غائب ہو جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نہیں جا سکتا تھا۔''(۳)

### اگر گھر میں بیت الخلاء موجود ہو تو اس میں داخل ہو جانا چاہیے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دن میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر (کی چھت) پر چڑھا تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (گھر میں موجود بیت الخلاء میں) شام کی طرف منہ کیے ہوئے اور کعبہ کی طرف پشت کیے ہوئے قضائے حاجت کرتے دیکھا۔(٤)

### بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں رکھنا چاہیے

بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں اور اس سے خارج ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں آگے کرنا چاہیے اور اس کا سبب یہ ہے کہ (ہر) معزز و محترم کام کو دائیں طرف سے شروع کرنا اور (ہر) غیر محترم کام کو

---

(۱) [**حسن** : صحیح أبو داود (۱) أبو داود (۱) ترمذی (۲۰) ابن ماجة (۳۳۱) دارمی (۱/۱٦۹)]

(۲) [بخاری (۳٦۳) کتاب الصلاة : باب الصلاة فی الجبة الشامیة ' مسلم (٤۰٤) أبو داود (۱۲۸)]

(۳) [**صحیح** : صحیح أبو داود (۲) ابن ماجة (۳۳۵) بیهقی (۱/۹۳) ترمذی (۲۰) نسائی (۱/۱۸)]

(٤) [بخاری (۱٤۸) مسلم (۲٦٦) أبو داود (۱۲) ترمذی (۱۱) نسائی (۱/۲۳) ابن ماجة (۳۲۲)]

بائیں جانب سے شروع کرنا مستحب ہے۔ (۱) یہاں یہ یاد رہے کہ ایسا کرنا بہتر تو ہے مگر ضروری نہیں اس لیے اگر کوئی اس کی مخالفت بھی کرتا ہے تو کوئی گناہ والی بات نہیں۔

## قضائے حاجت کے ممنوعہ مقامات سے بچنا چاہیے

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اتَّقُوا اللَّاعِنَيْنِ الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ فِي ظِلِّهِمْ ﴾ ''دو لعنت کا سبب بننے والی جگہوں سے اجتناب کرو: ایک لوگوں کے راستے میں' دوسرا (ان کے بیٹھنے' آرام کرنے کی) سایہ دار جگہ میں قضائے حاجت سے۔ (۲)

(2) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَةَ : الْبَرَازُ فِي الْمَوَارِدِ' وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ' وَالظِّلِّ ﴾ ''لعنت کے تین اسباب سے اجتناب کرو: گھاٹوں پر' شاہراہ عام پر اور سائے کے نیچے قضائے حاجت سے۔'' (۳)

(ابن حجر ہیثمی رحمہ اللہ) انہوں نے راستوں میں پاخانہ کرنا کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ (٤)

## غسل خانے میں پیشاب کرنے سے بچنا چاہیے

(1) حدیث نبوی ہے کہ ﴿ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ يَمْتَشِطَ أَحَدُنَا كُلَّ يَوْمٍ أَوْ يَبُولَ فِي مُغْتَسَلِهِ ﴾ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزانہ کنگھی کرنے اور نہانے کی جگہ میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔'' (٥)

## جانور کی بل میں پیشاب کرنے سے بچنا چاہیے

حضرت عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ يُبَالَ فِي الْجُحْرِ ﴾ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جانور کی) بل میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔'' (٦)

یہ روایت اگرچہ کمزور ہے لیکن احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ بلوں میں پیشاب سے اجتناب کیا جائے کیونکہ بلوں میں بالعموم موذی جانور رہوتے ہیں جو ان میں پیشاب کرنے والے کو کوئی نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں۔

---

(۱) [السيل الجرار (٦٤/١)]

(۲) [مسلم (٢٦٩) كتاب الطهارة : باب النهي عن التخلي في الطرق والظلال' أبو داود (٢٥)]

(۳) [حسن : إرواء الغليل (٦٢) أبو داود (٢٦) كتاب الطهارة ، ابن ماجة (٣٢٨) حاكم (١٦٧/١)]

(٤) [الزواجر (٢٦٦/١)]

(٥) [صحيح : صحيح أبو داود (٢١) أبو داود (٢٨) أحمد (١١٠/٤) نسائي (١٣٠/١)]

(٦) [ضعيف : ارواء الغليل (٥٥) ضعيف الجامع الصغير (٦٠٠٣) تمام المنة (ص : ٦١) أبو داود (٢٩)]

## کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے بچنا چاہیے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ ﴾ ''نبی کریم ﷺ نے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔''(۱)

## بوقتِ ضرورت برتن میں پیشاب کیا جا سکتا ہے

(1) حضرت رقیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿ كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَدَحٌ مِنْ عِيدَانٍ تَحْتَ سَرِيرِهِ يَبُولُ فِيهِ بِاللَّيْلِ ﴾ ''نبی ﷺ کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ تھا جو آپ ﷺ کی چارپائی کے نیچے ہوتا' آپ رات کو اس میں پیشاب کرتے۔''(۲)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿ لَقَدْ دَعَا بِالطَّسْتِ لِيَبُولَ فِيهَا ﴾ ''آپ ﷺ نے ایک تھال منگوایا تاکہ اس میں پیشاب کریں۔''(۳)

معلوم ہوا کہ بیماری اور سخت سردی وغیرہ جیسا کوئی عذر ہو تو کسی برتن میں پیشاب کرنے اور پھر اسے باہر گرا دینے میں کوئی حرج نہیں۔

## تمام قابل احترام اشیاء اپنے آپ سے علیحدہ کر دینی چاہییں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتَمَهُ ﴾ ''نبی کریم ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو اپنی انگوٹھی اتار دیتے تھے۔''(۴) (انگوٹھی اتارنے کا سبب یہ تھا کہ) آپ کی انگوٹھی میں ''محمد رسول الله'' کا نقش موجود تھا۔

اس لیے جن اشیاء میں ذکرِ الٰہی یا مقدس نام ہوں انہیں قضائے حاجت کے مقام سے علیحدہ کر لینا چاہیے کیونکہ ان کی تعظیم و تقدیس کا یہی تقاضا ہے۔(۵)

قرآن کو تو بالاولیٰ الگ کر لینا چاہیے لیکن اگر ایسا کرنے سے قرآن (یا مقدس اشیاء) کے چوری یا ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہو تو انہیں اپنے لباس میں ہی کہیں چھپا لینا چاہیے (کیونکہ بیت الخلاء میں جاتے وقت حافظِ قرآن

---

(۱) [مسلم (۲۸۱) کتاب الطهارة : باب النهي عن البول في الماء الراكد ' ابن ماجة (۳٤۳)]

(۲) [حسن : صحیح أبو داود (۱۹) ' أبو داود (۲٤) نسائي (۳۱/۱) حاكم (۱٦۷/۱) بيهقي (۹۹/۱)]

(۳) [صحيح : نسائي (۲۳/۱) بخاري (۲۷٤۱) مسلم (۱٦۳٦) ابن خزيمة (۳٦/۱) بيهقي (۹۹/۱)]

(٤) [حاكم (۱۸۷/۱) بيهقي (۹٥/۱) تلخيص الحبير (۱۹۱/۱)]

(٥) [المغني (۱٦۲/۱) المهذب (٥/۱) مغني المحتاج (۳۹/۱) الشرح الصغير (۸۷/۱)]

کے سینے سے قرآن کو تو کبھی بھی علیحدہ نہیں کیا جا سکتا)۔(۱)

## بہر صورت اپنے ستر کی حفاظت کرنی چاہیے

(1) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ الْحَاجَةَ لَمْ يَرْفَعْ ثَوْبَهُ حَتَّى يَدْنُوَ مِنَ الْأَرْضِ ﴾ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رفعِ حاجت کا ارادہ فرماتے تو زمین کے قریب ہونے سے پہلے اپنا کپڑا نہیں اٹھاتے تھے۔''(۲)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ أَتَى الْغَائِطَ فَلْيَسْتَتِرْ ﴾ ''جو قضائے حاجت کے لیے جائے اسے پردہ کر کے بیٹھنا چاہیے۔''(۳)

(3) حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قضائے حاجت کے وقت چھپنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو چیز سب سے زیادہ پسند تھی وہ زمین سے بلند جگہ اور کھجور کے درختوں کا جھنڈ تھا۔(٤)

معلوم ہوا کہ قضائے حاجت کے وقت انسان کو لوگوں سے چھپنا چاہیے اور اگر کوئی دیوار یا ٹیلہ یا درخت یا اُونٹ موجود ہو تو اسی کے ذریعے چھپے اور اگر کچھ بھی موجود نہ ہو تو اس قدر دور چلا جائے کہ اسے کوئی دیکھ نہ سکے۔

## بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے ﴿ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ ﴾ ''اے اللہ! میں خبیث جنوں اور خبیث چڑیلوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''(٥)

ایک دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بیت الخلاء میں داخلے کے وقت بِسْمِ اللّٰهِ بھی کہہ لینا چاہیے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت اگر

---

(۱) [فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (٤٠/٤)]

(۲) [صحيح : صحيح أبو داود (١١) ترمذى (١٤)]

(۳) [أبو داود (٣٥) ابن ماجة (٣٣٧) أحمد (٣٧١/٢) بيهقى (٩٤/١) دارمى (١٦٩/١) ابن حبان (١٢٢ـ الموارد] شیخ حازم علی قاضی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔[التعليق على سبل السلام (١٦٩/١)] اور صاحب بدر المنیر کہتے ہیں کہ حق بات یہی ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اسے ایک جماعت نے صحیح کہا ہے جن میں ابن حبان' حاکم اور نووی رحمہ اللہ قابل ذکر ہیں۔[مختصر البدر المنير (ص/٢٨) السيل الجرار (٦٣/١)]

(٤) [مسلم (٧٤٣) كتاب الحيض ، ابن ماجة (٣٤٠) أبو داود (٢٥٤٩) أحمد (٢٠٤/١)]

(٥) [بخارى (١٤٢) كتاب الصلاة : باب ما يقول عندالخلاء' الأدب المفرد (٦٩٢) مسلم (٣٧٥) أبو داود (٤) ترمذى (٦٠٥) ابن ماجة (٢٩٨) الأوسط لابن المنذر (٢٥٨) بيهقى (٩٥/١) شرح السنة (٢٨٣/١)]

کوئی بسم اللہ پڑھ لے تو جنوں کی آنکھوں اور اولادِ آدم کے ستروں کے مابین پردہ حائل ہو جاتا ہے۔'' (۱)

## قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پشت نہیں کرنی چاہیے

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا وَلَكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا﴾ ''قضائے حاجت کے وقت قبلہ رخ مت بیٹھو اور نہ ہی اس کی طرف پشت کرو بلکہ مشرق یا مغرب کی جانب پھر جاؤ۔'' حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم شام آئے تو ہم نے ایسے بیت الخلاء دیکھے جو کعبہ کی جانب بنے ہوئے تھے تو ہم کعبہ سے انحراف کرتے اور اللہ سے استغفار کرتے تھے۔ (۲)

مشرق یا مغرب کی جانب رخ کرنے کا حکم اہل مدینہ کو ہے کیونکہ ان کا قبلہ بجانب جنوب تھا۔ علاوہ ازیں مقصود صرف یہ ہے کہ قبلہ کی طرف منہ یا پشت نہ ہو خواہ کسی سمت میں بھی رخ کرنا پڑے۔

معلوم ہوا کہ قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی جانب منہ یا پشت نہیں کرنی چاہیے۔ یہاں یہ یاد رہے کہ اگر عمارت یا گھر میں تعمیر شدہ بیت الخلاء قبلہ رخ ہی بنے ہوں تو وہاں بھی احتیاط اسی میں ہے کہ کچھ ٹیڑھے ہو کر ہی قضائے حاجت کی جائے جیسا کہ اوپر حدیث میں صحابہ کا عمل مذکور ہے۔ لیکن اگر وہاں قبلہ کی جانب منہ یا پشت ہو جائے تو اس میں کوئی گناہ نہیں کیونکہ ممانعت صرف فضا اور کھلے میدان کے ساتھ ہی خاص ہے۔ حافظ ابن حجر اور امام نووی رحمہما اللہ (۳) نے بھی اسی رائے کو ترجیح دی ہے۔ مزید اس کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک دن میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر (کی چھت) پر چڑھا تو ﴿فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى حَاجَتِهِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ وَمُسْتَدْبِرَ الْكَعْبَةِ﴾ ''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شام کی طرف منہ اور کعبہ کی طرف پشت کر کے قضائے حاجت کرتے ہوئے دیکھا۔'' (٤)

(2) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پیشاب کے وقت قبلہ رخ ہونے سے منع فرمایا ﴿فَرَأَيْتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ بِعَامٍ يَسْتَقْبِلُهَا﴾ ''لیکن میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی وفات سے ایک سال پہلے قبلہ کی طرف رخ (کر کے قضائے حاجت) کرتے ہوئے دیکھا۔'' (٥)

---

(۱) [**صحیح** : إرواء الغليل (٥٠) تمام المنة (ص/٥٨) صحيح الجامع الصغير (٣٦١١)]

(۲) [بخاری (٣٩٤) مسلم (٢٦٤) أبو داود (٩) ترمذی (٨) ابن ماجة (٣١٨) نسائی (٢٣/١)]

(۳) [فتح الباری (٣٣١/١) شرح مسلم (١٥٦/٢)]

(٤) [بخاری (١٤٥) مسلم (٢٦٦) أحمد (١٢/٢) أبو داود (١٢) ترمذی (١١) ابن ماجة (٣٢٢)]

(٥) [**حسن** : صحیح أبو داود (١٠) أبو داود (١٣) ترمذی (٩) ابن ماجة (٣٢٥) ابن خزيمة (٣٤/١)]

(3) مروان اصفر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا انہوں نے قبلہ کی جانب اپنی سواری بٹھائی پھر اس کی طرف پیشاب کرنے لگے تو میں نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن! کیا اس سے منع نہیں کیا گیا؟ تو انہوں نے کہا کیوں نہیں ﴿إِنَّمَا نُهِيَ عَنْ هٰذَا فِي الْفَضَاءِ فَإِذَا كَانَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ شَيْءٌ يَسْتُرُكَ فَلَا بَأْسَ﴾ ''اس عمل سے صرف فضاء (کھلے میدان وغیرہ) میں منع کیا گیا ہے اور جب تمہارے اور قبلہ کے درمیان کوئی اوٹ حائل ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔'' (۱)

## دورانِ قضائے حاجت پیشاب کے چھینٹوں سے بچنا چاہیے

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے قریب سے گزرے تو فرمایا ''انہیں عذاب دیا جا رہا ہے اور ان میں سے ایک کو عذاب دیے جانے کا سبب یہ ہے ﴿فَكَانَ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنْ بَوْلِهِ﴾ ''وہ اپنے پیشاب (کے چھینٹوں) سے نہیں بچتا تھا۔'' (۲)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿أَكْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ﴾ ''قبر کا اکثر عذاب پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے۔'' (۳)

(ابن حجر ہیثمی رحمہ اللہ) انہوں نے پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ (٤)

## کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے بچنا چاہیے

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے اس لیے بچنا چاہیے کیونکہ اس میں قضائے حاجت کے فطری طریقے کی مخالفت ہے اور دوسرے یہ کہ اس حالت میں پیشاب کے چھینٹوں سے بچنا مشکل ہے حالانکہ پیشاب کے چھینٹوں سے اجتناب ضروری ہے۔ اور تیسرے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول یہی تھا کہ آپ بیٹھ کر ہی پیشاب کیا کرتے تھے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَبُولُ إِلَّا قَاعِدًا﴾ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف بیٹھ کر ہی پیشاب کرتے تھے۔'' مسند ابو عوانہ میں یہ لفظ ہیں ﴿مَا بَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمًا مُنْذُ أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ﴾ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت سے کھڑے ہو کر

---

(۱) [حسن: صحيح أبو داود (٨) كتاب الطهارة: باب الرخصة فى ذلك' أبو داود (١١)]

(۲) [مسلم (٢٩٢) كتاب الطهارة: باب الدليل على نجاسة البول و وجوب الاستبراء منه' بخاری (٢١٦) (٢٦٤٦) (١٢٢/١) أبو داود (٢٠) ترمذی (٧٠) ابن ماجة (٣٤٧) ابن حبان (٣١١٨)]

(۳) [صحيح: صحيح ابن ماجة (٢٧٨) كتاب الطهارة وسننها: باب التشديد فى البول' إرواء الغليل (٢٨٠) ابن ماجة (٣٤٨) أحمد (٣٢٦/٢) (١٢٨/١)] حافظ بوصیری نے اسے صحیح کہا ہے۔ [الزوائد (١٤٦/١)]

(٤) [الزواجر (٢٦٧/١)]

پیشاب نہیں کیا جب سے آپ پر قرآن نازل کیا گیا۔‘‘ (۱)

تاہم اگر کہیں ضرورت پیش آ جائے، بیٹھنے کی جگہ نہ ہو یا کوئی اور عذر ہو تو پھر کھڑے ہو کر بھی پیشاب کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ چھینٹوں سے بچنا ممکن ہو۔ اس کے چند دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے گندگی کے ڈھیر پر آئے ﴿ فَبَالَ قَائِمًا ﴾ ’’اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔‘‘ (۲)

(2) حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَبُوْلُ قَائِمًا ﴾ ’’میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا۔‘‘ (۳)

(ابن حجر رحمہ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل (یعنی کھڑے ہو کر پیشاب کرنا بوقتِ ضرورت) اس طریقے کے جواز کی وضاحت کے لیے تھا۔ (٤)

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) انسان کا کھڑے ہو کر پیشاب کرنا حرام نہیں کیونکہ صحیحین میں ثابت ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قوم کے ایک گندگی کے ڈھیر پر آئے اور آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ اور مذکورہ حدیث کی وجہ سے حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن عمر اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے بھی کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی رخصت ثابت ہے۔ لیکن آدمی کے لیے مسنون یہ ہے کہ وہ بیٹھ کر پیشاب کرے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ: جو تمہیں بیان کرے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے تو اس کی تصدیق مت کرو، آپ ہمیشہ بیٹھ کر ہی پیشاب کیا کرتے تھے۔ یہی طریقہ زیادہ پردہ پوشی کا ذریعہ ہے اور اسی طرح انسان صحیح طور پر اپنے پیشاب کے چھینٹوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ (۵)

## قضائے حاجت کے دوران گفتگو نہیں کرنی چاہیے

(1) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ عَلَى غَائِطِهِمَا فَإِنَّ اللّٰهَ يَمْقُتُ عَلَى ذٰلِكَ ﴾

(۱) [صحیح: الصحیحۃ (۲۰۱) ترمذی (۱۲) کتاب الطھارۃ: باب ما جاء فی النھی عن البول قائما، ابن ماجۃ (۳۰۷) نسائی (۲٦/۱) طیالسی (۱۵۱۵) ابن أبی شیبۃ (۱۲۳/۱) أحمد (۱۳٦/٦)]

(۲) [بخاری (۲۲٤) کتاب الوضوء: باب البول قائما وقاعدا، مسلم (۲۷۳) أبو داود (۲۳) نسائی (۱۹/۱) ابن ماجۃ (۳۰۵) أحمد (۳۸۲/۵) أبو عوانۃ (۱۹۷/۱) ابن خزیمۃ (۳۵/۱) ابن حبان (۱٤۲٤) حمیدی (٤٤۲) ابن أبی شیبۃ (۱۷٦/۱) الأوسط لابن المنذر (۲۵۲) بیھقی (۱۰۰/۱)]

(۳) [مؤطا (۵۰/۱)]

(٤) [فتح الباری (۳۹٤/۱)]

(۵) [فتاوی إسلامیۃ (۲۰۱/۱)]

”دورانِ قضائے حاجت دو شخص باہم گفتگو نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس فعل پر ناراض ہوتے ہیں۔“ (١)

(2) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کر رہے تھے کہ ایک آدمی نے گزرتے ہوئے سلام کہا ﴿ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ ﴾ ”لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جواب نہیں دیا۔“ (٢)

(3) ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم کرنے کے بعد اسے سلام کا جواب دیا۔ (٣)

(4) حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب نہ دینے کا یہ سبب مذکور ہے کہ ﴿إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكُرَ اللَّهَ إِلَّا عَلَى طُهْرٍ﴾ ”(میں نے جواب اس لیے نہیں دیا کیونکہ) میں نے ناپاک حالت میں ذکرِ الٰہی کرنا پسند نہیں کیا۔“ (٤)

## قضائے حاجت کے دوران بائیں پاؤں پر وزن دینا

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿عَلَّمَنَا رَسُولُ اللَّهِ ا فِي الْخَلَاءِ أَنْ نَقْعُدَ عَلَى الْيُسْرَى وَ نَنْصِبَ الْيُمْنَى﴾ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قضائے حاجت کے متعلق سکھلایا کہ ہم بائیں پاؤں پر وزن دے کر بیٹھیں اور دائیں کو کھڑا رکھیں۔“ (٥)

اگرچہ مذکورہ روایت میں ضعف ہے لیکن اہل علم کا کہنا ہے کہ اس میں موجود کیفیت فضلات کے اخراج کو آسان بنا دیتی ہے۔ نیز ڈاکٹر محمد علی بار کا کہنا ہے کہ اخراجِ فضلات کے لیے قضائے حاجت کا سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ بائیں پاؤں پر وزن دے کر بیٹھا جائے (کیونکہ اسی طرف معدہ ہوتا ہے)۔ (٦)

## استنجاء کے لیے کم از کم تین ڈھیلے استعمال کرنے چاہییں

(1) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ نَهَانَا أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِأَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ ﴾ ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تین ڈھیلوں سے کم کے ساتھ استنجاء کرنے سے منع فرمایا ہے۔“ (٧)

---

(١) [**صحیح لغیرہ**: الصحیحة (٣١٢٠) صحیح الترغیب (١٠٠) أبو داود: كتاب الطهارة، أحمد (٣٦/٣) ابن ماجة (٣٤٢) حاكم (١٥٧/١) ابن خزيمة (٣٩/١) بيهقي (١٠٠/١) شرح السنة (٢٨٦/١)]

(٢) [مسلم (٣٧٠) كتاب الحيض: باب التيمم، أبو داود (١٦) ترمذي (٩٠) ابن ماجة (٣٥٣)]

(٣) [**صحيح**: صحيح أبو داود (٣١٩) كتاب الطهارة: باب التيمم في الحضر، أبو داود (٣٢٩)]

(٤) [**صحيح**: صحيح أبو داود (١٣) كتاب الطهارة، أبو داود (١٧) ابن ماجة (٣٥٠) نسائي (٣٧/١)]

(٥) [**ضعيف**: بيهقي (٩٦/١)] شیخ حازم علی قاضی اور شیخ محمد صبحی حسن حلاق نے اسے ضعیف کہا ہے۔ [التعليق على سبل السلام للحازم (١٧٦/١) التعليق على السيل الجرار لحلاق (١٨٧/١)]

(٦) [توضيح الأحكام (٣٦٠/١)]

(٧) [مسلم (٢٦٢) كتاب الطهارة: باب الاستطابة، أبو داود (٧) ترمذي (١٦) ابن ماجة (٣١٦)]

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَاْمُرُ بِثَلاثَةِ اَحْجَارٍ ﴾ ''نبی کریم ﷺ تین ڈھیلوں کے ساتھ (استنجاء کرنے کا) حکم دیتے تھے۔''(۱)

(3) نبی کریم ﷺ نے قضائے حاجت کے لیے جاتے وقت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو تین ڈھیلے لانے کا ہی حکم دیا تھا۔(۲)

## تین سے زیادہ ڈھیلوں کی ضرورت ہو تو طاق عدد کو ملحوظ رکھنا چاہیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ ﴾ ''اور جو شخص ڈھیلوں سے استنجاء کرے اسے چاہیے کہ طاق عدد سے استنجاء کرے۔''(۳)

معلوم ہوا کہ اگر انسان تین ڈھیلوں سے زیادہ کی ضرورت محسوس کرے تو بہتر یہ ہے کہ طاق عدد میں ڈھیلے استعمال کرے یعنی پانچ یا سات یا نو یا اسی کے مطابق اس سے زیادہ ڈھیلوں کے ساتھ استنجاء کرے۔(٤)

## ڈھیلوں کے استعمال کے بعد پانی کا استعمال ضروری نہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ اِذَا ذَهَبَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْغَائِطِ فَلْيَذْهَبْ مَعَهُ بِثَلاثَةِ اَحْجَارٍ يَسْتَطِيْبُ بِهِنَّ ، فَاِنَّهَا تُجْزِئُ عَنْهُ ﴾ ''جب تم میں سے کوئی پاخانے کے لیے جانے لگے تو اپنے ساتھ تین ڈھیلے لے جایا کرے، ان سے استنجا کر لیا کرے۔ بے شک یہ اس کے لیے کفایت کریں گے۔''(٥)

## پانی سے استنجاء کرنا افضل ہے

(1) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو میں اور میرا ہم عمر ایک لڑکا پانی کا ایک برتن اور ایک چھوٹا سا نیزہ لے کر ہمراہ جاتے پھر اس پانی سے آپ ﷺ استنجاء فرماتے۔(٦)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے خواتین سے کہا ﴿ مُرْنَ اَزْوَاجَكُنَّ اَنْ يَسْتَطِيْبُوْا

---

(۱) [حسن : صحیح أبو داود (٦) کتاب الطھارة ، أبو داود (٨) نسائی (٤٠) ابن ماجة (٣١٣)]
(۲) [بخاری (١٥٢) ترمذی (١٧) ابن ماجة (٣١٣) نسائی (٣٩/١) أحمد (٤١٨/١)]
(۳) [بخاری (١٦٢) کتاب الوضوء : باب الاستجمار وترا]
(٤) [المغنی لابن قدامة (٢٠٩/١) فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (١٠٧/٥)]
(٥) [صحیح : صحیح أبو داود (٣١) أبو داود (٤٠)]
(٦) [بخاری (١٥٠) کتاب الوضوء : باب الاستنجاء بالماء' مسلم (٢٧٠)]

بِالْمَاءِ فَإِنِّي أَسْتَحْيِيهِمْ وَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُهُ ﴾ ''اپنے شوہروں کو پانی کے ساتھ استنجاء کرنے کا حکم دو کیونکہ میں ان سے حیا کرتی ہوں اور بلاشبہ رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کرتے تھے۔''(١)

(3) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا یہ آیت ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَّتَطَهَّرُوا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ﴾ [التوبة : ١٠٨] اہل قباء کے بارے میں نازل ہوئی۔ (کیونکہ) ﴿كَانُوا يَسْتَنْجُونَ بِالْمَاءِ﴾ ''وہ پانی کے ساتھ استنجاء کرتے تھے۔''(٢)

پانی سے استنجاء کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا اظہار محبت کرتے ہوئے آیت نازل فرما دینا اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ پانی سے استنجاء کرنا افضل ہے۔ پانی کی افضلیت اس وجہ سے بھی ہے کہ پانی نجاست کو دور کرنے میں پتھروں سے زیادہ مؤثر ہے۔

## خوراک اور کسی قابل احترام چیز سے استنجا کرنا منع ہے

(1) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی جس حدیث میں نبی ﷺ کی جنوں سے ملاقات کا تذکرہ ہے اس میں آپ ﷺ نے ہڈی کو جنوں کا زادِ راہ اور گوبر کو جانوروں کا چارہ قرار دینے کے بعد فرمایا ﴿ فَلَا تَسْتَنْجُوا بِهِمَا فَإِنَّهُمَا طَعَامُ إِخْوَانِكُمْ ﴾ ''تم ان دونوں سے استنجاء نہ کرو کیونکہ یہ تمہارے بھائیوں کی خوراک ہے۔''(٣)

جب جنوں اور جانوروں کی خوراک سے استنجاء کرنا جائز نہیں تو انسانوں کی خوراک سے بالاولیٰ جائز نہیں۔

اسی طرح مقدس و محترم اشیاء سے بھی استنجاء کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ یہ ان کی حرمت کے خلاف ہے۔

## ہڈی، گوبر اور کوئلے سے استنجا کرنا منع ہے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَّسْتَنْجِيَ أَحَدٌ بِعَظْمٍ أَوْ رَوْثَةٍ أَوْ حُمَمَةٍ ﴾ ''نبی کریم ﷺ نے ہڈی، گوبر اور کوئلے کے ساتھ استنجاء کرنے سے منع فرمایا ہے۔''(٤)

## دائیں ہاتھ سے استنجا کرنا منع ہے

(1) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ وَلَا يَسْتَطِبْ بِيَمِينِهِ ﴾ ''اور (کوئی شخص) اپنے دائیں ہاتھ سے استنجاء نہ کرے۔''(٥)

---

(١) [**صحيح** : صحيح ترمذی (١٨) ترمذی (١٩) امام نوویؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔[المجموع (١٠١/٢)]

(٢) [**صحيح** : صحيح ابن ماجة (٢٨٢) أبو داود (٤٤) ترمذی (٣١٠٠) ابن ماجة (٣٥٧)]

(٣) [مسلم (٤٥٠) كتاب الصلاة ، أحمد (٤٣٦/١) أبو داود (٨٥) ترمذی (١٨) طيالسی (٤٧/١)]

(٤) [**صحيح** : صحيح الجامع الصغير (٦٨٢٦)]

(٥) [**صحيح** : صحيح أبو داود (٦) أبو داود (٨) ابن ماجة (٣١٣) نسائی (٤٠) أحمد (٢٤٧/٢)]

(2) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ ﴿ وَلَا يَسْتَنْجِي بِيَمِينِهِ ﴾ "اور (کوئی شخص) اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ استنجاء نہ کرے۔"(۱)

(نووی رحمہ اللہ) دائیں ہاتھ سے استنجے کی ممانعت پر علماء کا اجماع ہے۔(۲)

## ٹشو پیپر کے ساتھ استنجا منع نہیں

جیسا کہ سابقہ احادیث میں ڈھیلے استعمال کرنے کا ذکر ہے۔آج کل ٹشو پیپر اس کا قائم مقام ہے۔اس لیے بوقتِ ضرورت اس کے ساتھ بھی استنجا کیا جا سکتا ہے۔تاہم افضلیت پانی کے استعمال میں ہی ہے۔

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) استنجے میں رومال' اوراق یا ان جیسی اشیاء استعمال کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ شرمگاہ سے نجاست کے مقام کو صحیح طور پر صاف کر دیں۔اور افضل یہ ہے کہ جس چیز کے ساتھ استنجا کیا جائے اس کی تعداد طاق عدد میں ہو اور اس کے بعد پانی کا استعمال ضروری نہیں۔(۳)

## استنجا کرنے کے بعد زمین پر ہاتھ مَل لینے چاہییں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ اسْتَنْجَى مِنْ تَوْرٍ ثُمَّ دَلَكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ ﴾ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قضائے حاجت کی' پھر ٹب (کے پانی) سے استنجاء کیا اور پھر زمین کے ساتھ اپنا ہاتھ مَلا۔"(٤) واضح رہے کہ آج کل صابن وغیرہ کا استعمال اس عمل سے کفایت کر جاتا ہے۔

## بیت الخلا سے باہر نکلتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے باہر نکلتے تو یہ دعا پڑھتے تھے ﴿ غُفْرَانَكَ ﴾ "اے باری تعالیٰ! تیری بخشش مطلوب ہے۔"(٥)

---

(۱) [بخاری (۱٥٤) كتاب الوضوء: باب لا يمسك ذكره بيمينه إذا بال' مسلم (۲٦۷) أبو عوانة (۱/۲۲۰) أبو داود (۳۱) ترمذی (۱٥) ابن ماجة (۳۱۰) نسائی (۲٤) دارمی (۱/۱۳۷) أحمد (٤/۳۸۳)]

(۲) [شرح مسلم (۲/۱٥۹)]

(۳) [فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (٥/۱۰۷)]

(٤) [حسن: صحيح ابن ماجة (۲۸۷) ابن ماجة (۳٥۸) ابو داود (٤٥)]

(٥) [صحيح: صحيح ابو داود' ابو داود (۳۰) ترمذی (۷) ابن ماجه (۳۰۰)]

## باب السواک — مسواک کا بیان

لغوی اعتبار سے مسواک کا معنی ہے مَلنا یا مَلنے کا آلہ۔ اور اصطلاحی اعتبار سے مسواک اُس لکڑی کو کہتے ہیں جسے دانتوں کی زردی یا میل کچیل صاف کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

### مسواک کی اہمیت

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ ﴾ "اگر مجھے اپنی امت کو مشقت و تکلیف میں مبتلا کرنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دے دیتا۔" اور صحیح بخاری میں تعلیقاً یہ لفظ مذکور ہیں کہ ﴿ مَعَ كُلِّ وُضُوءٍ ﴾ "ہر وضوء کے ساتھ مسواک کا حکم دے دیتا۔"(۱)

(2) حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَفَرَضْتُ عَلَيْهِمُ السِّوَاكَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ كَمَا فَرَضْتُ عَلَيْهِمُ الْوُضُوءَ ﴾ "اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ میں اپنی امت کو مشقت میں ڈال دوں گا تو میں ان پر ہر نماز کے وقت اس طرح مسواک فرض کر دیتا جیسے میں نے ان پر وضوء فرض کیا ہے۔"(۲)

(3) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ لَقَدْ أُمِرْتُ بِالسِّوَاكِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ يَنْزِلُ عَلَيَّ فِيهِ قُرْآنٌ أَوْ وَحْيٌ ﴾ "بے شک مجھے مسواک کرنے کا اس قدر حکم دیا گیا حتی کہ مجھے گمان ہوا کہ اس کے متعلق مجھ پر قرآن یا وحی نازل کر دی جائے گی۔"(۳)

(4) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ لَقَدْ أُمِرْتُ بِالسِّوَاكِ حَتَّى خَشِيتُ أَنْ أُدْرَدَ ﴾ "بے شک مجھے مسواک کا اس قدر حکم دیا گیا حتی کہ مجھے اپنے دانت گر جانے کا خدشہ لاحق ہو گیا۔"(٤)

---

(۱) [بخاری (۸۸۷) کتاب الجمعة : باب السواك يوم الجمعة ' مسلم (۲۵۲) أبو داود (٤٦) ابن ماجة (۲۸۷) ترمذی (۲۲) نسائي (۱/۱۲) أحمد (۲/٤٥٠) حمیدی (۹٦٥) ابن خزيمة (۱۳۹)]

(۲) [صحيح لغيره : صحيح الترغيب (۲۰۸) كتاب الطهارة : باب الترغيب في السواك وما جاء في فضله ' رواه البزار والطبراني في الكبير]

(۳) [حسن لغيره : صحيح الترغيب (۲۱۳) كتاب الطهارة : باب الترغيب في السواك وما جاء في فضله ' احمد (۱/۳۳۷) أبو يعلى (۲۳۳۰)]

(٤) [حسن لغيره : صحيح الترغيب (۲۱٤) كتاب الطهارة ، بزار في كشف الأستار (٤۹۷)]

(5) حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ أُمِرْتُ بِالسِّوَاكِ حَتّٰى خَشِيْتُ اَنْ يُكْتَبَ عَلَيَّ ﴾ ''مجھے مسواک کا حکم دیا گیا حتی کہ مجھے یہ ڈر ہوا کہ یہ مجھ پر فرض نہ کر دی جائے۔''(۱)

(6) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اَمَرَنِيْ جِبْرِيْلُ بِالسِّوَاكِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنِّيْ سَاُدْرَدُ ﴾ ''جبرئیل علیہ السلام نے مجھے مسواک کا حکم دیا حتی کہ مجھے گمان ہوا کہ یقیناً عنقریب میرے دانت گر جائیں گے۔''(۲)

(7) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے روز کے متعلق فرمایا ﴿ إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ عِيْدًا لِلْمُسْلِمِيْنَ فَمَنْ جَاءَ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ وَإِنْ كَانَ طِيْبٌ فَلْيَمَسَّ مِنْهُ وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ ﴾ ''بے شک یہ دن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے عید بنایا ہے۔ لہٰذا جو بھی جمعہ کے لیے آئے اسے چاہیے کہ غسل کرے اور اگر خوشبو موجود ہو تو وہ بھی لگائے اور مسواک کو لازم پکڑو۔''(۳)

(8) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَسْتَكْ فَإِنَّ اَحَدَكُمْ إِذَا قَرَاَ فِيْ صَلَاتِهِ وَضَعَ مَلَكٌ فَاهُ عَلٰى فِيْهِ ﴾ ''جب تم میں سے کوئی رات کو نماز پڑھنے کے لیے اٹھے تو مسواک کرے کیونکہ تم میں سے کوئی ایک جب اپنی نماز میں قراءت کرتا ہے تو فرشتہ اس کے منہ پر اپنا منہ رکھ لیتا ہے۔''(٤)

(9) ایک روایت میں یہ لفظ موجود ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ ثَلَاثٌ حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ : اَلْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، وَالسِّوَاكُ ، وَالطِّيْبُ ﴾ ''تین چیزیں ہر مسلمان پر حق ہیں: جمعہ کے دن غسل کرنا، مسواک کرنا اور خوشبو لگانا۔''(٥)

(10) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ : ...... وَالسِّوَاكُ ...... ﴾ ''دس چیزیں فطرت سے ہیں: (ان میں سے ایک) مسواک ہے۔''(٦)

---

(۱) [حسن : صحیح الجامع الصغير (۱۳۷٦) احمد (٤/٥٤٤)، (١٥٥٧٧)]

(۲) [صحيح : صحيح الجامع الصغير (۱۳۸۳) الصحيحة (١٥٥٦)]

(۳) [صحيح : صحيح الجامع الصغير (۲۲۵۸) الترغيب (۲/۲۰۳)]

(٤) [صحيح : صحيح الجامع الصغير (۷۲۰) الصحيحة (۱۲۱۳)]

(٥) [صحيح : الصحيحة (۱۷۹٦) صحيح الجامع الصغير (۳۰۲۸)]

(٦) [حسن : صحيح أبو داود (٤٣) كتاب الطهارة : باب السواك من الفطرة، ابو داود (٥٣)]

(11) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ﴿ إِنَّ أَفْوَاهَكُمْ طُرُقٌ لِلْقُرْآنِ فَطَيِّبُوْهَا بِالسِّوَاكِ ﴾ ''بلاشبہ تمہارے منہ قرآن کے لیے راستے ہیں لہٰذا تم انہیں مسواک کے ذریعے پاکیزہ بناؤ۔''(۱)

(نووی رحمہ اللہ) مسواک تمام اوقات میں مستحب ہے لیکن پانچ اوقات میں بہت ہی زیادہ مستحب ہے:

① نماز کے وقت۔ ② وضوء کے وقت۔ ③ تلاوتِ قرآن کے وقت۔

④ نیند سے بیدار ہونے کے وقت۔ ⑤ منہ کے (کسی بھی وجہ سے) متغیر ہو جانے کے وقت۔(۲)

(شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ) مسواک تمام اوقات میں مستحب ہے۔(۳)

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) مسواک سنت ہے اور اُس وقت یہ زیادہ مؤکد ہو جاتی ہے جب وضوء، نماز، قراءتِ قرآن، منہ کے تغیر اور اس کی مثل کسی وجہ سے اس کی ضرورت پیش آ جائے۔(٤)

## مسواک کی فضیلت

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ ، مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ ﴾ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسواک منہ کی طہارت اور رب کی رضامندی کا ذریعہ ہے۔''(٥)

(2) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ عَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ فَإِنَّهُ مَطْيَبَةٌ لِلْفَمِ ، مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ ﴾ ''مسواک کو لازم پکڑو' بلاشبہ یہ منہ کو پاکیزہ بناتی ہے اور رب کو راضی کرتی ہے۔''(٦)

(3) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا تَسَوَّكَ ...... فَطَهِّرُوْا أَفْوَاهَكُمْ لِلْقُرْآنِ ﴾ ''بلاشبہ بندہ جب مسواک کرتا ہے پھر کھڑا ہوتا ہے اور نماز پڑھتا ہے تو اس کے پیچھے فرشتہ کھڑا ہو جاتا ہے اور اس کی قراءت سنتا ہے اور اس سے قریب ہو کر کھڑا ہوتا ہے حتی کہ وہ اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ دیتا ہے۔ پھر قرآن کا جو حصہ بھی اس کے منہ سے نکلتا ہے فرشتے کے پیٹ میں چلا جاتا ہے۔ لہٰذا تم قرآن کے لیے (مسواک کے ذریعے) اپنے منہ پاک کرو۔''(۷)

---

(۱) [**صحيح** : الصحيحة (۱۲۱۳) صحيح ابن ماجة (۲۳٦) كتاب الطهارة ، ابن ماجة (۲۹۱)]

(۲) [شرح مسلم للنووی (۱٤٦/۲)]

(۳) [أخبار العلمية من الاختيارات الفقهية (ص / ۱۸)]

(٤) [فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (۱۰۹/٥)]

(٥) [**صحيح** : صحيح الترغيب (۲۰۹) إرواء الغليل (٦٦) أحمد (۱۲٤/٦) ابن خزيمة (۱۳٥)] اس حدیث کو امام نوویؒ نے صحیح جبکہ امام بغویؒ نے حسن قرار دیا ہے۔[المجموع (۳۲٤/۱) شرح السنة (۲۹٤/۱)]

(٦) [**صحيح** : صحيح الترغيب (۲۱۰) كتاب الطهارة ، احمد (۱۰۸/۲)]

(۷) [**حسن صحيح** : صحيح الترغيب (۲۱٥) بزار فی كشف الاستار بإسناد لا باس به (٤۹٦)]

## کیا مسواک کے ساتھ نماز کی کوئی فضیلت ہے؟

جس روایت میں مذکور ہے کہ ﴿فَضْلُ الصَّلَاةِ بِالسِّوَاكِ عَلَى الصَّلَاةِ بِغَيْرِ سِوَاكٍ سَبْعُوْنَ ضِعْفًا﴾ ''مسواک کے ساتھ نماز کی فضیلت بغیر مسواک کیے (پڑھی گئی) نماز پر ستر (70) گنا زیادہ ہے۔'' وہ قابل حجت نہیں۔(۱)

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول

(1) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ﴾ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اٹھتے تو منہ کو مسواک سے ملتے۔''(۲)

(2) حضرت شریح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿سَأَلْتُ عَائِشَةَ قُلْتُ بِأَيِّ شَيْئٍ كَانَ يَبْدَأُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ قَالَتْ بِالسِّوَاكِ﴾ ''میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلے کیا کام کرتے تھے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مسواک کرتے تھے۔''(۳)

(نووی رحمہ اللہ) اس حدیث میں تمام اوقات میں مسواک کرنے اور شدت کے ساتھ اس کا اہتمام کرنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔(۴)

(3) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَطَرَفُ السِّوَاكِ عَلَى لِسَانِهِ﴾ ''میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو (آپ کی) مسواک کا ایک کنارہ آپ کی زبان پر تھا۔''(۵)

---

(۱) [ضعیف : احمد (۲۷۲/۶) مسند ابو یعلی (۴۷۳۸) مستدرك حاکم (۱۴۶/۱) بیهقی فی السنن الکبری (۳۸/۱) ابن خزیمة (۷۱/۱) ' (۱۳۷) بزار فی کشف الاستار (۲۴۴/۱) ' (۵۰۱) مجمع الزوائد (۹۸/۲) دارقطنی فی العلل (۲۴/۵) الکامل لابن عدی (۲۳۹۵/۶) شیخ عبدالرزاق مہدی نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔[التعلیق علی شرح فتح القدیر (۲۳/۱)] شیخ شعیب اُرنؤوط نے کہا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے' اس کی سند منقطع ہے کیونکہ محمد بن اسحاق نے یہ حدیث امام زہریؒ سے نہیں سنی۔[مسند احمد محقق (۲۶۳۴۰)] حافظ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ امام ابن معینؒ نے فرمایا: اس روایت کی کوئی سند بھی صحیح نہیں اور یہ روایت باطل ہے۔[تلخیص الحبیر (۶۸/۱)]

(۲) [بخاری (۲۴۵) کتاب الوضوء : باب السواك' مسلم (۲۵۵) أبو عوانة (۱۹۲/۱) أبو داود (۵۵) ابن ماجة (۲۸۶) ابن أبی شیبة (۱۶۸/۱) أحمد (۳۸۲/۵) دارمی (۱۴۰/۱) حمیدی (۴۴۱)]

(۳) [مسلم (۲۵۳) کتاب الطهارة : باب السواك' نسائی (۱۳/۱) أبو داود (۵۱) ابن ماجة (۲۹۰) أحمد (۱۱۰/۶) ابن خزیمة (۷۰/۱) ابن حبان (۱۰۷۱) الأوسط لابن المنذر (۳۴۱)]

(۴) [شرح مسلم للنووی (۴۳/۳)]

(۵) [مسلم (۲۵۴) کتاب الطهارة : باب السواك' بخاری (۲۴۴) ابو داود (۴۹) نسائی (۳)]

(4) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ لِيَتَهَجَّدَ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ ﴾ ''رسول اللہ ﷺ جب تہجد کے لیے اٹھتے تو مسواک کرتے تھے۔''(۱)

(5) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گزاری۔ اللہ کے نبی ﷺ رات کے آخری حصے میں اٹھے اور نکل کر آسمان کی طرف دیکھنے لگے۔ پھر سورۂ آل عمران کی یہ آیت تلاوت کی ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ﴾ حتی کہ آپ ﷺ یہاں تک پہنچ گئے ﴿فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ [آل عمران: ۱۹۰۔۱۹۱] ﴿ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْبَيْتِ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى ثُمَّ اضْطَجَعَ ثُمَّ قَامَ فَخَرَجَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ فَتَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ ثُمَّ رَجَعَ فَتَسَوَّكَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى ﴾ ''پھر آپ گھر کی طرف لوٹے، مسواک کی اور وضو کیا، پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی اور پھر لیٹ گئے۔ پھر اٹھے اور نکل کر آسمان کی طرف دیکھنے لگے اور یہی آیت تلاوت کی۔ پھر واپس آئے، مسواک کی اور وضو کیا، پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔''(۲)

(6) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَسْتَاكُ ﴾ ''رسول اللہ ﷺ رات کی نماز دو دو رکعتیں کر کے ادا کرتے تھے پھر پھرتے اور مسواک کرتے تھے۔''(۳)

(7) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ﴿ كَانَ لَا يَنَامُ إِلَّا وَالسِّوَاكُ عِنْدَ رَأْسِهِ فَإِذَا اسْتَيْقَظَ بَدَأَ بِالسِّوَاكِ ﴾ ''آپ ﷺ سوتے تو لازماً مسواک آپ کے سر کے قریب ہوتی اور جب بیدار ہوتے تو مسواک شروع کر دیتے۔''(٤)

(8) حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ لِشَيْءٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ حَتّٰى يَسْتَاكَ ﴾ ''رسول اللہ ﷺ مسواک کیے بغیر کسی بھی نماز کے لیے اپنے گھر سے نہیں نکلتے تھے۔''(٥)

---

(۱) [مسلم (۲۵۵) كتاب الطهارة : باب السواك ' بخاري (۲٤٥) ابو داود (٥٥) ابن ماجة (۲۸٦)]

(۲) [مسلم (۲٥٦) كتاب الطهارة : باب السواك]

(۳) [**صحيح** : صحيح ابن ماجة (۲۳٤) كتاب الطهارة : باب السواك ' ابن ماجة (۲۸۸)]

(٤) [**حسن** : الصحيحة (۲۱۱۱) صحيح الجامع الصغير (٤٨٧۲)]

(٥) [مجمع الزوائد (۲/۹۹) كتاب الصلاة : باب ما جاء في السواك]

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں مسواک

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ أَرَانِيْ فِي الْمَنَامِ أَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ فَجَاءَ نِيْ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْأَصْغَرَ مِنْهُمَا فَقِيْلَ لِيْ كَبِّرْ فَدَفَعْتُهُ إِلَى الْأَكْبَرِ مِنْهُمَا ﴾ ''مجھے نیند (یعنی خواب) میں دکھایا گیا کہ میں مسواک کر رہا ہوں۔ پھر میرے پاس دو آدمی آئے ان میں سے ایک دوسرے سے بڑا تھا تو میں نے ان میں سے چھوٹے کو مسواک دے دی۔ پھر مجھے کہا گیا کہ بڑے کو دیجئے تو میں نے (وہ مسواک) ان میں سے بڑے کو دے دی۔'' (۱)

## مسواک کے فوائد

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ وہ فرماتے ہیں مسواک میں دس فوائد ہیں: اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا باعث ہے' شیطان کو ناراض کرتی ہے' فرشتوں کو خوش کرتی ہے' مسوڑھے مضبوط کرتی ہے' دانتوں کی زردی مٹا دیتی ہے' نظر تیز کرتی ہے' منہ پاکیزہ بناتی ہے' بلغم کم کر دیتی ہے اور یہ سنت ہے لہٰذا نیکیوں میں بھی اضافہ کرتی ہے۔(۲)

اگرچہ اس روایت کی سند میں ضعف ہے لیکن اس روایت میں مذکور اکثر فوائد مسواک میں یقیناً موجود ہیں جو کہ تجربے اور مشاہدے سے ثابت ہیں۔

(شیخ وہبہ زحیلی) علماء نے مسواک کے یہ فوائد ذکر کیے ہیں کہ مسواک منہ کو پاکیزہ بناتی ہے' رب کو راضی کرتی ہے' دانتوں کو سفید کرتی ہے' منہ کی بو کو پاک کر دیتی ہے' کمر کو سیدھا رکھتی ہے' مسوڑھے مضبوط کرتی ہے' بڑھاپا دور کر دیتی ہے' فطری ہیئت صاف کر دیتی ہے' فہم و فراست (یعنی ذہن) کو تیز کر دیتی ہے' اجر بڑھا دیتی ہے' قریب الموت حالت کو آسان بنا دیتی ہے اور موت کے وقت کلمہ شہادت یاد کرا دیتی ہے۔(۳)

(ملا علی قاری رحمہ اللہ) مسواک میں ستر (70) فائدے ہیں جیسے افیون میں ستر (70) نقصان ہیں۔(٤)

مزید برآں آج کی جدید سائنس بھی یہ بات ثابت کر چکی ہے کہ جو طہارت و نظافت اور قوت و مضبوطی مسواک دانتوں کو پہنچاتی ہے کوئی ٹوتھ پیسٹ (Tooth Paste) نہیں پہنچا سکتا۔(٥)

---

(۱) [بخاری تعلیقا (۲٤٦) کتاب الوضوء : باب دفع السواك إلى الأكبر' مسلم (۲۲۷۱)]

(۲) [دارقطنی (۵۸/۱) اس روایت کی سند میں معلّی بن میمون راوی متروک ہے لہٰذا یہ ضعیف ہے۔]

(۳) [الفقه الإسلامي وأدلته (۳۰۵/۱) مغني المحتاج (۵۷/۱)]

(٤) [مرقاة المفاتيح (۳/۲)]

(٥) [مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: سنت نبوی اور جدید سائنس از حکیم طارق محمود چغتائی (۱۱/۱)]

## کس درخت کی مسواک افضل ہے؟

مسواک کسی بھی درخت کی لکڑی سے کی جا سکتی ہے لیکن ایک حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ پیلو کے درخت کی مسواک مستحب ہے جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ ﴿ أَنَّهُ كَانَ يَجْتَنِي سِوَاكًا مِنْ أَرَاكٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ ...... ﴾ ''وہ نبی کریم ﷺ کے لیے پیلو کی مسواک چنا کرتے تھے۔''(۱)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) مستحب یہ ہے کہ مسواک کسی ایسی نرم لکڑی کی ہو جو منہ کو صاف کر دے لیکن نہ اسے زخمی کرے، نہ اسے نقصان پہنچائے اور نہ ہی اس کی قوت کمزور کرے۔ مثلاً پیلو کے درخت اور کھجور کے گچھوں کی جڑ کی مسواک۔(۲)

## اجازت کے ساتھ کسی دوسرے کی مسواک کرنا جائز ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ﴿ كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ يَسْتَاكُ فَيُعْطِينِي السِّوَاكَ لِأَغْسِلَهُ فَأَبْدَأُ بِهِ فَأَسْتَاكُ ثُمَّ أَغْسِلُهُ وَأَدْفَعُهُ إِلَيْهِ ﴾ ''اللہ کے نبی ﷺ مسواک کرتے تھے پھر وہ مسواک مجھے دھونے کے لیے دے دیتے تو میں اس کے ساتھ خود مسواک کرنا شروع کر دیتی اور پھر اسے دھو کر آپ کو لوٹا دیتی۔''(۳)

(طیبی رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ دلیل موجود ہے کہ کسی دوسرے کی مسواک اس کی رضامندی کے ساتھ استعمال کرنا مکروہ نہیں۔(٤)

## مسواک کس ہاتھ سے کرنی چاہیے؟

بہتر یہ ہے کہ انسان اپنے دائیں ہاتھ سے مسواک کرے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ﴿ كَانَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ فِي طُهُوْرِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَتَنَعُّلِهِ، قَالَ مُسْلِمٌ وَسِوَاكِهِ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ ﴾ ''رسول اللہ ﷺ حسب استطاعت اپنے تمام کاموں مثلاً وضو کرنے، کنگھی کرنے اور جوتا پہننے میں دائیں جانب سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے۔ امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اور آپ ﷺ مسواک بھی دائیں ہاتھ سے پسند فرماتے تھے۔ نیز انہوں نے ''وفی شأنه كله'' کے الفاظ ذکر نہیں کیے۔''(٥)

---

(۱) [حسن : إرواء الغليل (٦٥)، (١٠٤/١) احمد (٤٢٠/١) حاكم (٣١٧/٣) الحلية لأبي نعيم (١٢٧/١)]

(۲) [المغني لابن قدامة (١٣٦/١)]

(۳) [حسن : صحيح ابو داود (٤٢) كتاب الطهارة : باب غسل السواك، ابو داود (٥٢)]

(٤) [كما في مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (٨٩/٢)]

(٥) [صحيح : صحيح ابو داود (٣٤٨٧) كتاب اللباس : باب في الانتعال، ابو داود (٤١٤٠)]

(نووی رحمہ اللہ) شریعت میں یہ مستقل قاعدہ ہے کہ جو کام عزت و شرف سے تعلق رکھتے ہوں مثلاً کپڑے شلوار یا موزے پہننا' مسجد میں داخل ہونا' مسواک کرنا..... کھانا پینا' مصافحہ کرنا' حجر اسود کو بوسہ دینا اور اس طرح کے دیگر کام وغیرہ انہیں دائیں طرف سے شروع کرنا مستحب ہے۔(۱)

## مسجد میں مسواک کا حکم

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ﴿ فَرَأَيْتُ زَيْدًا يَجْلِسُ فِي الْمَسْجِدِ وَإِنَّ السِّوَاكَ مِنْ أُذُنِهِ مَوْضِعِ الْقَلَمِ مِنْ أُذُنِ الْكَاتِبِ فَكُلَّمَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ اسْتَاكَ ﴾ ''میں نے حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کو مسجد میں بیٹھے ہوئے دیکھا اور بلاشبہ مسواک ان کے کان میں اس جگہ موجود تھی جہاں کاتب کے کان میں قلم ہوتا ہے۔ اور جب بھی وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو مسواک کرتے۔''

جامع ترمذی کی روایت میں یہ لفظ ہیں کہ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نمازوں کے لیے مسجد میں حاضر ہوتے تھے اور ان کی مسواک ان کے کان پر اس جگہ ہوتی جہاں کاتب کے کان پر قلم ہوتا ہے ﴿ لَا يَقُومُ إِلَى الصَّلَاةِ إِلَّا اسْتَنَّ ثُمَّ رَدَّهُ إِلَى مَوْضِعِهِ ﴾ ''وہ جب بھی نماز کے کھڑے ہوتے تو مسواک کرتے اور پھر اسے (مسواک کو) اس کی جگہ (یعنی کان) کی طرف لوٹا دیتے۔''(۲)

(ابن تیمیہ رحمہ اللہ) آثار اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ سلف مسجد میں مسواک کیا کرتے تھے۔(۳)

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) مسجد کے اندر اور باہر (ہر جگہ) مسواک کرنا جائز ہے کیونکہ کوئی ایسی نص موجود نہیں جو مسجد کے اندر مسواک کرنے سے روکتی ہو۔(۴) ایک اور فتویٰ کے الفاظ یوں ہیں کہ نماز میں داخل ہوتے وقت تکبیر (تحریمہ) سے پہلے مسواک کرنا مشروع ہے۔(۵)

## کیا روزہ دار مسواک کر سکتا ہے؟

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَسْتَاكُ وَهُوَ صَائِمٌ مَا لَا أَعُدُّ وَلَا أُحْصِي ﴾ ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو روزے کی حالت میں اس قدر مسواک کرتے دیکھا

---

(۱) [شرح مسلم للنووی (۱۳۲/۱)]

(۲) [صحیح : صحیح أبو داود (۳۷) كتاب الطهارة : باب السواك ' ابو داود (٤٧) ترمذی (۲۳) ابن ماجة (٦٩٠) نسائی (٥٣٤) أحمد (١١٦/٤) ' (١٩٣/٥) ابن خزيمة (١٣٩) ' (٧٢/١)]

(۳) [أخبار العلمية من الاختيارات الفقهية (ص / ١٨)]

(٤) [فتاوى اللجنة الدائمة (١٠٩/٥)] (٥) [فتاوى اللجنة الدائمة (١١٠/٥)]

ہے کہ جسے میں گنتی اور شمار میں نہیں لا سکتا۔'' (۱)

اگرچہ اس روایت کی سند میں ضعف ہے لیکن مسواک کی مشروعیت کے عام دلائل میں روزہ دار بھی شامل ہے اور اسی طرح تمام اوقات بھی شامل ہیں الا کہ کوئی ایسی دلیل مل جائے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ روزہ دار کو مسواک نہیں کرنی چاہیے یا روزہ دار فلاں اور فلاں وقت میں مسواک نہیں کر سکتا۔ جب ایسی کوئی صحیح دلیل موجود نہیں تو عام لوگوں کی طرح روزہ دار بھی مسواک کر سکتا ہے اور دن کے تمام اوقات میں مسواک کر سکتا ہے۔

جیسا کہ ایک روایت میں بھی ہے کہ حضرت عبد الرحمن بن غنم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ﴿ أَتَسَوَّكُ وَأَنَا صَائِمٌ ﴾ ''کیا میں روزے کی حالت میں مسواک کروں؟'' تو انہوں نے فرمایا ﴿ نَعَمْ ﴾ ''ہاں' کرلو'' میں نے کہا ﴿ أَيُّ النَّهَارِ ؟ ﴾ ''دن کے کس حصے میں مسواک کروں؟'' انہوں نے فرمایا ﴿ غُدْوَةً أَوْ عَشِيَّةً ﴾ ''دن یا رات کو (جب چاہو کرو)۔'' (عبد الرحمن کہتے ہیں کہ) میں نے کہا ﴿ إِنَّ النَّاسَ يَكْرَهُونَهُ عَشِيَّةً وَيَقُولُونَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ؟ ﴾ ''لیکن لوگ تو شام کے وقت (روزے کی حالت میں) مسواک کو ناپسند کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری سے زیادہ پاکیزہ ہے۔'' انہوں نے فرمایا ﴿ سُبْحَانَ اللَّهِ لَقَدْ أَمَرَهُمْ بِالسِّوَاكِ وَمَا كَانَ بِالَّذِي يَأْمُرُهُمْ أَنْ يُنْتِنُوا أَفْوَاهَهُمْ عَمَدًا مَا فِي ذَلِكَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْءٌ بَلْ فِيهِ شَرٌّ ﴾ ''سبحان اللہ! اسی نے تو ان کو مسواک کا حکم دیا ہے۔ اور جان بوجھ کر وہ لوگوں کو ایسی چیز کا حکم نہیں دیتا کہ وہ اپنے منہ بدبودار کرلیں۔ اس بات میں کچھ بھی خیر نہیں ہے بلکہ اس میں برائی ہے۔'' (۲)

(شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ) زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ اگرچہ انسان زوال کے بعد روزہ دار ہی کیوں نہ ہو (اس کے لیے مسواک مستحب ہے)۔ (۳)

(شیخ البانی رحمہ اللہ) دلائل کے عموم کی وجہ سے یہی (ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا) مؤقف برحق ہے۔ (٤)

---

(۱) [ضعیف : ضعیف ابو داود (۵۱۱) إرواء الغليل (۶۸) ابو داود (۲۳۶٤) حافظ ابن حجرؒ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے اور اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اس کی سند میں عاصم بن عبید اللہ راوی ہے۔ لیکن دوسرے مقام پر حافظ ابن حجرؒ خود اسی روایت کو حسن درجہ کی قرار دیا ہے۔ [تلخيص الحبير (ص/۲۲۔۲٤)]

(۲) [شیخ البانیؒ نے اس روایت کو نہایت ہی عمدہ قرار دیا ہے۔ [إرواء الغليل (۱۰٦/۱)] حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس کی سند جید ہے۔ [تلخيص الحبير (ص: ۱۱۳)]

(۳) [أخبار العلمية من الاختيارات الفقهية (ص/ ۱۸)] (٤) [إرواء الغليل (۱۰۷/۱)]

جن حضرات کا یہ مؤقف ہے کہ روزہ دار کے لیے زوال کے بعد مسواک کرنا مکروہ ہے ان کی دلیل یہ ضعیف روایت ہے ﴿إِذَا صُمْتُمْ فَاسْتَاكُوا بِالْغَدَاةِ وَلَا تَسْتَاكُوا بِالْعَشِيِّ﴾ ''جب تم روزہ رکھو تو صبح کے وقت مسواک کرو شام کے وقت مسواک نہ کرو۔'' (۱)

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) مسواک کے مسئلے میں واردشدہ احادیث کے عموم کی وجہ سے روزہ دار کے لیے روزے کے سارے دن میں مسواک کرنا جائز ہے۔(۲)

## کیا آدمی زبان پر بھی مسواک پھیر سکتا ہے؟

زبان پر بھی مسواک پھیری جا سکتی ہے جیسا کہ حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿أَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَرَأَيْتُهُ يَسْتَاكُ عَلَى لِسَانِهِ﴾ ''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو میں نے آپ کو دیکھا آپ اپنی زبان پر مسواک پھیر رہے تھے۔'' (۳)

## مسواک کی لمبائی کتنی ہونی چاہیے؟

مسواک کی لمبائی کی حد کے متعلق کوئی صحیح حدیث موجود نہیں اور جو لوگ اس کی حد مقرر کرتے ہیں وہ محض رائے کا سہارا لیتے ہیں جس سے حجت قائم نہیں ہو سکتی لہٰذا اتنی لمبی مسواک جس سے بآسانی دانت صاف کیے جا سکیں استعمال کر لینی چاہیے۔

## عورتوں کے لیے مسواک مستحب ہے

مسواک کے گذشتہ تمام مسائل میں عورتیں بھی مردوں کی شریک ہیں کیونکہ کسی صحیح حدیث میں ان کے مابین تفریق ثابت نہیں اور وہ تمام مسائل جن میں مردوں اور عورتوں کے مابین تفریق ثابت نہیں وہ عورتوں کے لیے بھی اسی طرح مشروع ہیں جیسے مردوں کے لیے ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں کی طرف مبعوث کیا گیا تھا۔

علاوہ ازیں صحیح روایات سے عورتوں کا مسواک کرنا بھی ثابت ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک دھونے کے لیے لی لیکن اس کے ساتھ خود مسواک شروع کر دی۔(٤)

---

(۱) [**ضعیف** : إرواء الغليل (٦٧) ' (١٠٦/١) بيهقي (٢٧٤/٤) دارقطني (٢٤٩) اس روایت کی سند میں کیسان ابو عمر راوی قوی نہیں ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ [تلخيص الحبير (ص/٢٢)]

(۲) [فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (١١٠/٥)]

(۳) [**صحيح** : صحيح ابو داود (٣٩) كتاب الطهارة : باب كيف يستاك ' ابو داود (٤٩)]

(٤) [**حسن** : صحيح ابو داود (٤٢) كتاب الطهارة : باب غسل السواك ' ابو داود (٥٢)]

## باب الوضوء　　　وضو کا بیان

لغوی وضاحت: لفظ "وُضُوء" واؤ کی پیش کے ساتھ ہو تو مصدر ہے جس کا معنی "وضو کرنا" ہے۔ اور "وَضُوء" واؤ کی زبر کے ساتھ ہو تو ایسے پانی کے لیے بولا جاتا ہے جس سے وضو کیا جاتا ہے۔ اور اگر واؤ کے کسرہ کے ساتھ ہو یعنی "وِضُوء" تو اس برتن کو کہتے ہیں جس سے وضو کیا جاتا ہے۔ اصل میں وضوء "وضاءة" سے ماخوذ ہے جس کا معنی خوبصورتی و نظافت ہے اور نماز کے وضو پر (یہ لفظ) اسی لیے بولا جاتا ہے کیونکہ یہ وضو کرنے والے کو صاف اور خوبصورت بنا دیتا ہے۔(۱)

### وضو کی اہمیت

وضو نماز کے لیے شرط ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اس کے چند دلائل ملاحظہ فرمایئے۔

(1) ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ [المائدة : ٦] "اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے جانے کا ارادہ کرو تو اپنے چہروں اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے قدموں کو ٹخنوں تک دھولو۔"

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ ﴾ "بے شک اللہ تعالیٰ تم میں سے بے وضو شخص کی نماز قبول نہیں کرتا تا وقتیکہ وہ وضو نہ کر لے۔"(۲)

### وضو کی فضیلت

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِنَّ أُمَّتِيْ يَأْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ ﴾ "میری اُمت کے لوگ وضو کے نشانات کی وجہ سے قیامت کے دن سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں والوں کی شکل میں بلائے جائیں گے۔"(۳)

(2) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے آپ نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا اور پھر فرمایا کہ ﴿ مَنْ تَوَضَّأَ هٰكَذَا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَكَانَتْ

---

(۱) [القاموس المحيط (ص/٥٣) النهاية (١٥٩/٥) الصحاح (٨١/١) المغرب (٣٥٨/٢)]

(۲) [بخاری (١٣٥) كتاب الوضوء : باب لا تقبل صلاة بغير طهور، مسلم (٢٣٠)]

(۳) [بخاری (١٣٦) كتاب الوضوء : باب فضل الوضوء والغر المحجلون من آثار الوضوء، مسلم (٢٤٦)]

صَلَاتُهُ وَمَشْيُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً ﴾ ''جس نے اس طرح وضو کیا اس کے سابقہ تمام گناہ بخش دیے جائیں گے اور اس کی نماز اور اس کا مسجد کی طرف چلنا نفل (یعنی اضافی) ہوگا۔'' (۱)

(3) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

﴿ أَلَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا لَوْلَا آيَةٌ مَا حَدَّثْتُكُمُوهُ؟ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: لَا يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ وَيُصَلِّي الصَّلَاةَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ حَتَّى يُصَلِّيَهَا، قَالَ عُرْوَةُ: الْآيَةُ "إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ" [البقرة: ۱۵۹] ﴾ ''میں تم کو ایک حدیث سناتا ہوں، اگر قرآن پاک کی ایک آیت (نازل) نہ ہوتی تو میں یہ حدیث تم کو نہ سناتا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ جب بھی کوئی شخص اچھی طرح وضو کرتا ہے اور (خلوص کے ساتھ) نماز پڑھتا ہے تو اس کے ایک نماز سے دوسری نماز کے پڑھنے تک کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ عروہ کہتے ہیں کہ وہ آیت یہ ہے ''جو لوگ اللہ کی اُس نازل کی ہوئی ہدایت کو چھپاتے ہیں جو اس نے لوگوں کے لیے اپنی کتاب میں بیان کی ہے، اُن پر اللہ کی لعنت ہے اور (دوسرے) لعنت کرنے والوں کی بھی لعنت ہے۔'' (۲)

(4) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ مَنْ أَتَمَّ الْوُضُوءَ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى فَالصَّلَوَاتُ الْمَكْتُوبَاتُ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ ﴾ ''جس نے اُس طرح مکمل وضو کیا جس طرح اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے تو پانچوں فرض نمازیں ان کے درمیان (ہونے والے گناہوں) کے لیے کفارہ بن جائیں گی۔'' (۳)

(5) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ایک دن بہترین وضو کیا پھر کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے وضو کیا اور نہایت ہی عمدہ وضو کیا پھر فرمایا ﴿ مَنْ تَوَضَّأَ هٰكَذَا ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يَنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ﴾ ''جس نے اس طرح وضو کیا پھر وہ مسجد کی طرف نکلا اور اسے صرف نماز نے حرکت دی تو اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔'' (٤)

(6) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا ...... حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ

(۱) [مسلم (۲۲۹) كتاب الطهارة: باب فضل الوضوء والصلاة عقبه]

(۲) [بخاری (۱٦۰) كتاب الوضوء: باب الوضوء ثلاثا ثلاثا، مسلم (۲۲۷)]

(۳) [مسلم (۲۳۱) كتاب الطهارة: باب فضل الطهور والصلاة عقبه]

(٤) [مسلم (۲۳۲) كتاب الطهارة: باب فضل الوضوء والصلاة عقبه]

الذُّنُوبِ ﴾ ''جب مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے اور اپنا چہرہ دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا (فرمایا) پانی کے آخری قطرے کے ساتھ ہر وہ گناہ اس کے چہرے سے خارج ہو جاتا ہے جس کی طرف اس نے اپنی آنکھوں کے ساتھ دیکھا ہوتا ہے۔ پھر جب اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا (فرمایا) پانی کے آخری قطرے کے ساتھ ہر وہ گناہ اس کے دونوں ہاتھوں سے خارج ہو جاتا ہے جسے اس نے اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر کیا ہوتا ہے۔ پھر جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا (فرمایا) پانی کے آخری قطرے کے ساتھ ہر وہ گناہ خارج ہو جاتا ہے جس کی طرف اس کے قدم چلے ہوتے ہیں۔ حتی کہ وہ گناہوں سے صاف، ستھرا ہو کر نکلتا ہے۔'' (۱)

(7) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ﴾ ''جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا تو اس کے جسم سے اس کے گناہ نکل جاتے ہیں حتی کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔'' (۲)

(8) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلًا عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ﴾ ''جو کوئی مسلمان وضو کرتا ہے تو اچھا وضو کرتا ہے پھر اپنے دل اور چہرے کو مکمل متوجہ کر کے دو رکعت (نفل) نماز ادا کرتا ہے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔'' (۳)

(9) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا پھر کہا '' أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ '' تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جائیں گے کہ وہ جس سے چاہے داخل ہو جائے۔'' (۴)

(10) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوْءُ﴾ ''مومن کو وہاں تک زیور پہنایا جائے گا جہاں تک وضو پہنچتا ہے۔'' (۵)

(11) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کیا میں تمہاری ایسے کام پر رہنمائی نہ کروں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتے ہیں اور درجات کو بلند کرتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے

(۱) [مسلم (۲٤٤) کتاب الطهارة : باب خروج الخطايا مع ماء الوضوء]
(۲) [مسلم (۲٤٥) کتاب الطهارة : باب خروج الخطايا مع ماء الوضوء]
(۳) [مسلم (۲۳٤) کتاب الطهارة : باب الذكر المستحب عقب الوضوء]
(٤) [مسلم (۲۳٤) کتاب الطهارة : باب الذكر المستحب عقب الوضوء]
(٥) [مسلم (۲٥۰) کتاب الطهارة : باب تبلغ الحلية حيث يبلغ الوضوء]

عرض کیا کہ کیوں نہیں اے اللہ کے رسول ! تو آپ ﷺ نے فرمایا: مشقت کے اوقات میں مکمل وضو کرنا 'مساجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا اور یہی رباط ہے۔''(١)

(12) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا﴿ لَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ ﴾ ''وضو کی حفاظت صرف مومن ہی کرتا ہے۔''(٢)

(13) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ! آپ قیامت کے روز اپنی اُمت کے اُن افراد کو کیسے پہچانیں گے جنہیں آپ نے دیکھا ہی نہیں تو آپ نے فرمایا﴿ فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ غُرًّا مُحَجَّلُونَ مِنَ الْوُضُوءِ ﴾ ''بلاشبہ وہ وضو کی وجہ سے سفید پیشانیوں اور سفید ہاتھ پاؤں والے بن کر آئیں گے۔''(٣)

(14) ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا﴿ إِذَا تَوَضَّأَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ خَرَجَتْ ذُنُوبُهُ مِنْ سَمْعِهِ وَبَصَرِهِ وَيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ ﴾ ''جب مسلمان آدمی وضو کرتا ہے تو اس کے کان' اس کی آنکھ' اس کے ہاتھ اور اس کے پاؤں سے اس کے گناہ خارج ہو جاتے ہیں۔''(٤)

(15) حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا﴿ الْوُضُوءُ شَطْرُ الْإِيمَانِ ﴾ ''وضو نصف ایمان ہے۔''(٥)

## وضو کا طریقہ

حضرت حمران رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ﴿ أَنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَعَا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَضْمَضَ وَ اسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ : رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هَذَا ﴾ ''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وضو کے لیے پانی منگوایا۔ پہلے تین مرتبہ اپنی دونوں ہتھیلیاں دھوئیں ۔ پھر کلی کی اور ناک جھاڑا۔ پھر تین مرتبہ اپنا چہرہ دھویا۔ پھر تین مرتبہ اپنا دایاں ہاتھ کہنی تک دھویا۔ پھر اسی طرح بایاں ہاتھ بھی تین مرتبہ کہنی تک دھویا۔ پھر سر کا مسح کیا۔ پھر

---

(١) [مسلم (٢٥١) كتاب الطهارة : باب فضل إسباغ الوضوء على المكاره ' نسائی (٨٩/١)]

(٢) [**صحيح** : صحيح ابن ماجة (٢٢٤) كتاب الطهارة : باب المحافظة على الوضوء ' حاکم (١٣٠/١) امام حاکمؒ اور امام ذہبیؒ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔]

(٣) [مسلم (٢٤٩) كتاب الطهارة : باب استحباب إطالة الغرة والتحجيل من الوضوء]

(٤) [**صحيح لغيره** : صحيح الترغيب (١٨٧) كتاب الطهارة : باب الترغيب في الوضوء وإسباغه]

(٥) [**صحيح** : صحيح ترمذی (٢٧٩١) كتاب الدعوات : باب ......' ترمذی (٣٥١٧)]

دایاں پاؤں تین مرتبہ ٹخنوں تک دھویا۔ پھر اسی طرح بایاں پاؤں تین مرتبہ ٹخنوں تک دھویا۔ پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے۔''(١)

## وضو سے پہلے نیت ضروری ہے

کیونکہ نیت تمام نیک اعمال میں ضروری ہے اور وضو بھی ایک نیک عمل ہے۔

(1) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ﴾ ''تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔''(٢)

(2) ایک روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿ لَا عَمَلَ وَلَا قَوْلَ إِلَّا بِالنِّيَّةِ ﴾ ''کوئی بھی عمل اور کوئی بھی قول نیت کے بغیر قبول نہیں۔''(٣)

⇦ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ زبان کے ساتھ نیت کرنا نہ تو نبی ﷺ سے ثابت ہے اور نہ ہی صحابہ رضی اللہ عنہم سے۔ درحقیقت نیت محض دل کے ارادے کا نام ہے، زبان کا اس سے کوئی تعلق ہے ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم، امام نووی رحمہم اللہ اور سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی وغیرہ نے فتویٰ دیا ہے کہ الفاظ کے ساتھ نیت کرنا بدعت ہے اور اگر کوئی حضرت نوح علیہ السلام کی عمر (950 سال) کے برابر بھی رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے زبان کے ساتھ نیت کرنا تلاش کرتا رہے تب بھی کامیاب نہیں ہوگا۔(٤)

## وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہیے

فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ لَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ﴾ ''جو شخص وضو کے وقت بسم اللہ نہیں پڑھتا اس کا وضو نہیں ہوتا۔''(٥)

معلوم ہوا کہ وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔ تاہم اگر کوئی بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو یقیناً اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اسے جب یاد آئے اسی وقت پڑھ لے کیونکہ شریعت میں بھول چوک کی معافی ہے جیسا کہ فرمانِ

---

(١) [مسلم (٢٢٦) كتاب الطهارة : باب صفة الوضوء، بخاری (١٩٣٤) ابوداود (١٠٦) نسائی (٨٤)]

(٢) [بخاری (١) كتاب بدء الوحی: باب بدء الوحی' مسلم (١٩٠٧) أبو داود (٢٢٠١) نسائی (٥٨/١) ترمذی (١٦٤٧) ابن ماجة (٤٢٢٧) أحمد (٢٥/١) حمیدی (٢٨) ابن خزيمة (١٤٢)]

(٣) [**صحيح بالشواهد** : العلل المتناهية لابن الجوزی (٣٤٦/٢)]

(٤) [الفتاوى الكبرى (٢١٤/١) مجموع الفتاوی (٢٦٢/١٨) إغاثة اللهفان (١٥٨/١) زاد المعاد (٦٩/١) شرح المهذب (٣٥٢/١) فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (٢٠٣/٥)]

(٥) [**صحيح** : صحيح أبو داود (٩٢) أبو داود (١٠١) أحمد (٤١٨/٢) ابن ماجة (٣٩٩) حاكم (١٤٦٣١) شرح السنة (٤٠٩/١) دار قطنی (٧٢/١) بیہقی (٤٣/١)]

نبوی ہے کہ ﴿ رُفِعَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأُ وَالنِّسْيَانُ وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ ﴾ ''میری اُمت سے خطا، بھول اور جس کام پر مجبور کیا گیا ہو، کے گناہ کو معاف کر دیا گیا ہے۔''(۱)

(سعودی مستقل فتوی کمیٹی) جو شخص بھول کر یا شرعی حکم سے لاعلمی کی وجہ سے بسم اللہ پڑھے بغیر وضو کر لے تو اس کا وضو صحیح ہوگا اور جو جان بوجھ کر بسم اللہ نہ پڑھے تو علما کا صحیح تر قول یہ ہے کہ اس کا وضو باطل ہے۔(۲)

## وضو کی ابتدا دائیں اعضا سے کرنی چاہیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَؤُوا بِمَيَامِنِكُمْ ﴾ ''جب تم وضو کرو تو دائیں اعضا سے ابتدا کرو۔''(۳)

## ابتدائے وضو میں دونوں ہاتھ کلائیوں تک دھونے چاہییں

(1) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے وضو کی ابتدا میں اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا ﴿ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ﴾ ''پھر انہیں تین مرتبہ دھویا۔''(٤)

(2) حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وضو کے متعلق سوال کیا تو آپ نے پانی منگوایا ﴿ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا ﴾ ''اور اپنے دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا'' پھر اپنے چہرے اور پھر بازوؤں کو تین تین مرتبہ دھویا۔(٥)

(3) حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ﴿ تَوَضَّأَ فَاسْتَوْكَفَ ثَلَاثًا ﴾ ''آپ نے وضو کیا تو اپنے ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا۔''(٦)

## ہاتھ دھوتے ہوئے انگلیوں کا خلال کرنا چاہیے

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلْ أَصَابِعَ

---

(۱) [**صحیح** : صحيح الجامع الصغير (۳۵۱۵) إرواء الغليل (۸۲) ابن ماجة (۲۰٤۳، ۲۰٤۵)]

(۲) [فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (۲۰۳/۵)]

(۳) [**صحیح** : صحيح أبو داود (۳٤۸۸) أبو داود (٤۱٤۱) أحمد (۳۵٤/۲) ابن ماجة (٤۰۲)]

(٤) [بخاری (۱٦٤) كتاب الوضوء : باب المضمضة في الوضوء، مسلم (۲۲٦)]

(٥) [**صحیح** : صحيح أبو داود (۱۲۳) كتاب الطهارة: باب الوضوء ثلاثا ثلاثا، أبو داود (۱۳۵) نسائی (۱٤۰) ابن ماجة (٤۲۲)]

(٦) [**صحیح** : صحيح نسائی (۸۱) كتاب الطهارة : باب كم تغسلان، نسائی (۸۳) أحمد (۲۱/۲)]

يَدَيْكَ ﴾ ''جب تم وضو کرو تو اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال کرو۔''(۱)

## پھر کلی کرنی چاہیے اور ناک میں پانی ڈالنا چاہیے

(1) حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِذَا تَوَضَّأْتَ فَمَضْمِضْ ﴾ ''جب تم وضو کرو تو کلی کرو۔''(۲)

(2) حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ وَبَالِغْ فِي الْاِسْتِنْشَاقِ إِلَّا اَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا ﴾ ''ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرو الا کہ تم روزہ دار ہو۔''(۳)

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِذَا تَوَضَّأَ اَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي اَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَنْتَثِرْ ﴾ ''تم میں سے جب کوئی وضو کرے تو اپنے ناک میں پانی داخل کرے پھر اسے جھاڑے۔''(٤)

## پھر مکمل چہرہ دھونا چاہیے

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ ﴾ [المائدة : ٦] ''(دورانِ وضو) اپنے چہروں کو دھولو۔''

(2) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے وضوء کے طریقے میں مروی حدیث میں یہ لفظ ہیں ﴿ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ﴾ ''پھر انہوں نے اپنا چہرہ دھویا۔''(٥)

(3) مکمل چہرہ دھونے کے وجوب پر اجماع ہے۔(٦)

## پھر داڑھی کا خلال کرنا چاہیے

(1) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تو پانی کا ایک چلو بھر کے اپنی تھوڑی کے نیچے داخل کرتے اور اس کے ساتھ اپنی داڑھی کا خلال کرتے اور فرماتے ﴿ هٰكَذَا اَمَرَنِيْ رَبِّيْ ﴾ ''میرے رب نے

---

(۱) [حسن : صحيح ابن ماجة (٣٦١) ترمذى (٣٩) ابن ماجة (٤٤٧) أحمد (٢٨٧/١)]

(۲) [صحيح : صحيح أبو داود (١٣١) كتاب الطهارة : باب الاستنثار ' أبو دود (١٤٤)] حافظ ابن حجرؒ اور امام نوویؒ نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔[فتح البارى (٣٤٩/١) شرح مسلم (١٠٨/٢)]

(۳) [صحيح : صحيح أبو داود (١٢٩) أيضا ' أبو داود (١٤٢) ترمذى (٣٨) نسائى (٨٧) ابن ماجة (٤٠٧) دارمى (١٧٩/١) أحمد (٣٢/٤) ابن الجارود (٨٠) ابن أبى شيبة (١١/١)]

(٤) [بخارى (١٦٢) كتاب الوضوء : باب الاستجمار وترا ' مسلم (٢٣٧) مؤطا (١٩/١) أحمد (٢٤٢/٢) أبو داود (١٤٠) نسائى (٦٥/١) بيهقى (٤٩/١) أبو عوانة (٢٤٧/١) ابن الجارود (٣٩)]

(٥) [بخارى (١٦٤) كتاب الوضوء : باب المضمضة فى الوضوء]

(٦) [المغنى (١٤٤/١) المهذب (١٦/١) بداية المجتهد (١٠/١) البدائع (٣/١) مغنى المحتاج (٥٠/١)]

مجھے اسی طرح حکم دیا ہے۔'' (۱)

(2) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یُخَلِّلُ لِحْیَتَهُ ﴾ ''نبی ﷺ اپنی داڑھی کا خلال کیا کرتے تھے۔'' (۲)

## پھر کہنیوں سمیت دونوں بازو دھونے چاہییں

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ ﴾ [المائدة: ٦] ''اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھولو۔''

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وضو کیا تو ﴿ غَسَلَ یَدَهُ الْیُمْنٰى حَتّٰى اَشْرَعَ فِى الْعَضُدِ، ثُمَّ غَسَلَ یَدَهُ الْیُسْرٰى حَتّٰى اَشْرَعَ فِى الْعَضُدِ ﴾ ''اپنے دائیں بازو کو بغل تک دھویا پھر اسی طرح اپنے بائیں بازو کو بغل تک دھویا۔'' پھر کہا میں نے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے دیکھا ہے۔ (۳)

## پھر مکمل سر کا مسح کرنا چاہیے

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ ﴾ [المائدة: ٦] ''اور اپنے سروں کا مسح کرو۔''

⇦ سر کے مسح کا طریقہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے سر کا مسح اس طرح کیا ﴿ فَاَقْبَلَ بِیَدَیْهِ وَاَدْبَرَ ﴾ ''کہ اپنے دونوں ہاتھ سر کے آگے سے پیچھے کی طرف لے گئے اور پھر پیچھے سے آگے کی جانب واپس لے آئے۔'' اور ایک روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿ بَدَاَ بِمُقَدَّمِ رَاْسِهِ حَتّٰى ذَهَبَ بِهِمَا اِلٰى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتّٰى رَجَعَ اِلٰى مَكَانِ الَّذِیْ بَدَاَ مِنْهُ ﴾ ''آپ ﷺ ہاتھوں کو سر کے اگلے حصے سے شروع کر کے سر کے پچھلے حصے یعنی گدی تک لے گئے اور پھر اسی طرح دونوں ہاتھوں کو سر کے بالوں کا مسح کرتے ہوئے اسی جگہ واپس لے گئے جہاں سے مسح کا آغاز کیا تھا۔'' (٤)

---

(١) [**صحيح**: صحيح أبو داود (١٣٣) كتاب الطهارة: باب تخليل اللحية، أبو داود (١٤٥) بيهقي (٤٥/١) شرح السنة (٣٠٩/١) أبو عبيد في كتاب الطهور (ص/٣٤٦) إرواء الغليل (١٣٠/١)]

(٢) [**صحيح**: صحيح ابن ماجة (٣٤٥) ترمذي (٣١) كتاب الطهارة: باب ماجاء في تخليل اللحية، ابن ماجة (٤٣٠) ابن خزيمة (١٠١، ١٠٢) دارمي (١٧٨/١) عبدالرزاق (١٢٥) ابن أبي شيبة (١٣/١) شرح معاني الآثار (٣٢/١) حاكم (١٤٩/١) بيهقي (٥٤/١)] امام بیہقیؒ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے جبکہ شیخ احمد شاکر اس کی تصحیح کی طرف مائل ہیں۔ [خلافيات للبيهقي (٣٠٩/١) التعليق على الترمذي للشاكر (٤٦/١)]

(٣) [مسلم (٢٤٦) كتاب الطهارة: باب استحباب إطالة الغرة والتحجيل في الوضوء، بيهقي (٥٧/١)]

(٤) [بخاري (١٨٥) كتاب الوضوء: باب مسح الرأس كله، مسلم (٢٣٥) أبو داود (١٨) ترمذي (٣٢) نسائي (٧٢/١) ابن ماجة (٤٣٤) حميدي (٢٠٢/١) ابن الجارود (ص/٣٥) شرح السنة (٣١٦/١)]

⇦ اگر سر پر پگڑی وغیرہ ہو تو اس پر بھی مسح کیا جا سکتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ﴿ مَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ ﴾ "آپ ﷺ نے اپنی پیشانی کے بالوں اور پگڑی پر مسح کیا۔"(۱)

⇦ سر کے مسح کے لیے ہاتھوں کے بچے پانی کے علاوہ نیا پانی لینا ضروری نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے نیا پانی لینا اور نہ لینا دونوں طرح ہی ثابت ہے جیسا کہ درج ذیل احادیث اس کا ثبوت ہیں۔

(1) ﴿ مَسَحَ بِرَأْسِهِ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدَيْهِ ﴾ "آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کے بچے ہوئے پانی کے علاوہ (نئے) پانی سے اپنے سر کا مسح کیا۔"(۲)

(2) ﴿ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَسَحَ بِرَأْسِهِ مِنْ فَضْلِ مَاءٍ كَانَ فِيْ يَدِهِ ﴾ "نبی ﷺ نے اپنے سر کا مسح اسی زائد پانی سے کیا جو آپ کے ہاتھ میں موجود تھا۔"(۳)

## پھر کانوں کا مسح کرنا چاہیے

حدیث میں ہے کہ ﴿ فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَاُذُنَيْهِ ﴾ "آپ ﷺ نے اپنے سر اور دونوں کانوں کا مسح کیا۔(۴)

⇦ کانوں کے مسح کا طریقہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ "آپ ﷺ نے اپنے سر کا مسح کیا اور اپنے ہاتھوں کی دونوں انگشت ہائے شہادت کو کانوں میں داخل کیا اور انگوٹھوں سے کانوں کے باہر والے حصے کا مسح کیا۔"(۵)

⇦ واضح رہے کہ کانوں کے مسح کے لیے نیا پانی لینا نبی ﷺ سے ثابت نہیں۔(۶)

⇦ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ گردن کا مسح سنت سے ثابت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ائمہ محدثین جیسے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم اور امام نووی رحمہم اللہ وغیرہ نے اسے وضو کی بدعت قرار دیا ہے۔(۷) اور سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ کتاب وسنت سے ایسا کچھ بھی ثابت نہیں کہ گردن کا مسح وضو کی سنت ہے۔(۸) نیز جن روایات

---

(۱) [مسلم (۲۷٤) كتاب الطهارة : باب المسح على الناصية والعمامة]

(۲) [مسلم (۲٣٦) كتاب الطهارة : باب في وضوء النبي ' أحمد (۱٥٨٤٥) دارمي (۷۰۳)]

(۳) [حسن : صحيح أبو داود (۱۲۰) كتاب الطهارة : باب صفة وضوء النبي ' أبو داود (۱۳۰) ترمذي (۳۳)]

(٤) [صحيح : الصحيحة (۳٦)]

(٥) [صحيح : صحيح أبو داود (۱۲۳) كتاب الطهارة : باب الوضوء ثلاثا ثلاثا ' أبو داود (۱۳٥)]

(٦) [زاد المعاد (۱/۱۹٥)]

(۷) [مجموع الفتاوى (۲۱/۱۲۷) زاد المعاد (۱/۱۹٥) المجموع (۱/٤٨۹)]

(٨) [فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (٥/۲۳٦)]

میں گردن کے مسح کا ذکر ہے وہ ضعیف ہیں۔ان روایات کے لیے اس کتاب کا آخری باب ''طہارت سے متعلقہ ضعیف احادیث کا بیان'' ملاحظہ فرمائیے۔

## پھر ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونے چاہییں

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ [المائدة : ٦] ''اور اپنے قدموں کو ٹخنوں تک دھولو۔''

(2) وضو کے بیان میں رسول اللہ ﷺ سے ثابت تمام احادیث اس بات کا ثبوت ہیں کہ آپ ﷺ ہمیشہ پاؤں دھویا کرتے تھے۔(۱)

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جس نے اپنی ایڑھی کو نہیں دھویا تھا تو فرمایا﴿ وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ ﴾ ''ان ٹخنوں کے لیے آگ سے ہلاکت ہے۔''(۲)

(4) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دیہاتی سے ارشاد فرمایا﴿ تَوَضَّأْ كَمَا أَمَرَكَ اللّٰهُ ﴾ ''اس طرح وضو کرو جیسے اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے اسے وضو کا طریقہ بتلایا اور پاؤں بھی دھوئے۔(۳)

## پاؤں دھوتے ہوئے انگلیوں کا خلال کرنا چاہیے

(1) حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا﴿ وَخَلِّلْ بَيْنَ الْأَصَابِعِ ﴾ ''اور انگلیوں کے درمیان خلال کرو۔''(٤) اس عام حکم میں ہاتھ اور پاؤں دونوں کی انگلیاں شامل ہیں۔

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا﴿ إِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلْ أَصَابِعَ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ ﴾ ''جب تم وضو کرو تو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرو۔''(٥)

---

(١) [جامع الأصول لابن الأثير (١٤٩/٧)]

(٢) [بخاری (١٦٥) كتاب الوضوء : باب غسل الأعقاب ' مسلم (٢٤٢) عبدالرزاق (٦٢) نسائی (٧٧/١) دارمی (١٧٩/١) أحمد (٢٢٨/٢) ترمذی (٤١) ابن ماجة (٤٥٣)]

(٣) [**صحيح** : صحيح ابن ماجة (٥٣٩) كتاب الطهارة : باب من توضأ فترك موضعا لم يصبه الماء' ابن ماجة (٦٦٥) أبو عوانة (٢٥٣/١) بيهقی (٨٣/١) إرواء الغليل (٨٦)]

(٤) [**صحيح** : صحيح أبو داود (١٢٩) أبو داود (١٤٢) ترمذی (٣٨) نسائی (٨٧) ابن ماجة (٤٠٧) دارمی (١٧٩/١) أحمد (٣٢/٤) ابن الجارود (٨٠) ابن أبي شيبة (١١/١)]

(٥) [**حسن** : صحيح ابن ماجة (٣٦١) ترمذی (٣٩) كتاب الطهارة : باب ما جاء في تخليل الأصابع' ابن ماجة (٤٤٧) أحمد (٢٨٧/١)]

(شوکانی،عبدالرحمن مبارکپوری، امیر صنعانی، البانی ؒ) ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال واجب ہے۔(۱)

⇐ واضح رہے کہ پاؤں کی انگلیوں کا خلال چھوٹی انگلی سے کرنا چاہیے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا یہی عمل تھا۔(۲)

## وضو کے بعد یہ دعائیں پڑھنی چاہئیں

(1) ﴿ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ ﴾ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص وضو مکمل کرنے کے بعد یہ کلمات کہے گا اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جائیں گے کہ وہ جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔(۳)

(2) ﴿ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴾ ''اے اللہ مجھے بہت توبہ کرنے والوں میں سے بنا دے اور مجھے بہت پاک رہنے والوں میں سے بنا دے۔''(۴)

(3) ﴿ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْكَ ﴾ ''پاک ہے تو اے اللہ! اپنی تعریف کے ساتھ، میں شہادت دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔''(۵)

## وضو سے متعلقہ چند ضروری مسائل

❀ اعضائے وضو کو پے درپے دھونا چاہیے:

(1) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے وضو کیا تو اس کے قدم پر ایک ناخن کے برابر جگہ

---

(۱) [نيل الأوطار (۲٤١/۱) تحفة الأحوذي (۱٥٦/۱) سبل السلام (۸۹/۱) تمام المنة (ص/۹۳)]

(۲) [صحيح : صحيح ابن ماجة (۳٦۰) كتاب الطهارة وسننها : باب تخليل الأصابع ' ابن ماجة (٤٤٦) ترمذي (٤۰) أبو داود (۱٤۸)]

(۳) [مسلم (۲۳٤) كتاب الطهارة : باب الذكر المستحب عقب الوضوء ' أحمد (۱۹/۱) أبو داود (۱٦۹) نسائي (۹۲/۱) دارمي (۱۸۲/۱) أبو يعلى (۱۸۰)]

(٤) [صحيح : تمام المنة (ص/۹۷) ترمذي (٥٥) كتاب الطهارة: باب فيما يقال بعد الوضوء ] شیخ احمد شاکرؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور امام ابن قیمؒ نے بھی بالجزم اس زیادتی کے اثبات کو ہی ترجیح دی ہے۔[التعليق على الترمذي للشاكر (۷۷/۱) زاد المعاد (٦۹/۱)]

(٥) [صحيح : صحيح الترغيب (۲۲٥) نسائي (۲٥/٦)]

خشک رہ گئی چنانچہ نبی ﷺ نے اسے دیکھا تو فرمایا ﴿ اِرْجِعْ فَاَحْسِنْ وُضُوْئَكَ ﴾ ''واپس جاؤ اور اپنا وضو درست کرو۔'' وہ واپس گیا اور اس نے دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھی۔(۱)

(2) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ﴿ فَاَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّعِيْدَ الْوُضُوْءَ ﴾ ''نبی ﷺ نے اسے دوبارہ وضو کرنے کا حکم دیا۔''(۲)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اعضائے وضو کو پے در پے دھونا ضروری ہے کیونکہ نبی ﷺ نے اس شخص کو صرف خشک جگہ دھونے کا حکم نہیں دیا بلکہ مکمل وضو دوبارہ کرنے کا حکم دیا۔ اگر پے در پے وضو ضروری نہ ہوتا تو آپ ﷺ محض اسے خشک جگہ دھونے کا ہی حکم دے دیتے۔

(ابن تیمیہ، ابن قدامہ، شوکانی، شمس الحق عظیم آبادی، شیخ صالح عثیمین رحمہ اللہ، سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) ان تمام بزرگ علما کی یہی رائے ہے کہ وضو میں اعضا کو پے در پے دھونا واجب ہے۔(۳)

✿ وضو میں مسنون ترتیب کو ملحوظ رکھنا چاہیے:

(1) کیونکہ نبی ﷺ نے ہمیشہ مرتب وضو کیا اور اسی کا دوسروں کو حکم دیا۔

(2) فرمانِ نبوی ہے ﴿ إِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَأُوْا بِمَيَامِنِكُمْ ﴾ ''جب وضو کرو تو اپنی دائیں اطراف سے شروع کرو۔''(۴) اس حدیث میں بھی مرتب وضو کے وجوب کی طرف واضح اشارہ ہے۔

(3) نبی ﷺ نے ایک دیہاتی سے کہا ﴿ تَوَضَّأْ كَمَا اَمَرَكَ اللّٰهُ ﴾ ''اسی طرح وضو کرو جیسے اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے اسے مرتب وضو سکھایا۔(۵)

(ابن قیم، شوکانی، نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ) وضو میں ترتیب واجب ہے اور غیر مرتب وضو کافی نہیں۔(۶)

✿ اعضائے وضو تین تین مرتبہ تک دھونا مسنون ہے:

نبی ﷺ سے ایک ایک مرتبہ، دو دو مرتبہ اور تین تین مرتبہ سب طرح سے وضو کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔

---

(۱) [مسلم (۲٤۳) کتاب الطهارة : باب وجوب استيعاب جميع أجزاء محل الطهارة ' ابن ماجة (٦٦٦)]

(۲) [صحيح : صحيح أبو داود (۱٦۱) كتاب الطهارة : باب تفريق الوضوء ' أبو داود (۱۷٥)]

(۳) [مجموع الفتاوى (۲۱/۱۳٥) المغني لابن قدامة (۱/۱٥۸) السيل الجرار (۱/۹۲) عون المعبود (۱/٦۸) فتاوى ابن عثيمين (٤/۱٤۱) فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (٥/۲۱٥)]

(٤) [صحيح : صحيح ابن ماجة (۳۲۳) أبو داود (٤۱٤۱) كتاب اللباس : باب في الانتعال ' ترمذی (۱۷٦٦) ابن خزيمة (۱۷۸)]

(٥) [صحيح : أبو عوانة (۱/۲٥۳) بيهقي (۱/۸۳)]

(٦) [زاد المعاد (۱/٦۹) السيل الجرار (۱/۸۷) الروضة الندية (۱/۱٤۰)]

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرَّةً مَرَّةً ﴾ ''رسول اللہ ﷺ نے ایک ایک مرتبہ وضو کیا۔'' (۱)

(2) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ﴿ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ﴾ ''نبی ﷺ نے دو دو مرتبہ وضو کیا۔'' (۲)

(3) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ﴾ ''نبی ﷺ نے تین تین مرتبہ وضو کیا۔'' (۳)

⇦ ایک ایک مرتبہ وضو کرنا فرض ہے جبکہ تین تین مرتبہ وضو کرنا بالا جماع سنت ہے۔(٤) لیکن یاد رہے کہ تین مرتبہ سے تجاوز کرنا جائز نہیں جیسا کہ اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر سوال کرنے لگا تو آپ ﷺ نے اسے تین تین مرتبہ (وضو کر کے) دکھایا اور فرمایا ﴿ هٰذَا الْوُضُوْءُ فَمَنْ زَادَ عَلَى هٰذَا فَقَدْ اَسَاءَ وَتَعَدّٰى وَظَلَمَ ﴾ ''یہ وضو ہے اور جس نے اس پر زیادتی کی تو بے شک اس نے برا کیا' حد سے تجاوز کیا اور ظلم کیا۔'' (٥)

(2) حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''عنقریب اس اُمت میں ایسے لوگ ہوں گے جو وضو اور دعا میں حد سے تجاوز کریں گے اور بلا شبہ ایسا شخص برائی کرنے والا اور ظالم ہے۔'' (٦)

❁ بعض اعضا کو ایک مرتبہ اور بعض کو زیادہ مرتبہ بھی دھویا جا سکتا ہے:

---

(۱) [بخاری (۱۵۷) کتاب الوضوء : باب الوضوء مرة مرة ' ترمذی (٤۲) أبو داود (۱۳۸) ابن ماجة (٤۱۱) نسائی (۱/٦۲)]

(۲) [بخاری (۱۵۸) کتاب الوضوء : باب الوضوء مرتين مرتين' أبو داود (۱۸) مسلم (۱۸) ترمذی (۳۲) عبدالرزاق (٥) موطا (۱/۱۸) دار قطنی (۱/۹۳) بیهقی (۱/۷۹) أحمد (٤/٤۱)]

(۳) [مسلم (۲۳۰) کتاب الطهارة : باب فضل الوضوء والصلاة عقبه' أبو داود (۱۰٦) ابن ماجة (۲۸٥) نسائی (۱/٦٤) بیهقی (۱/٤۹) دار قطنی (۱/۸۳) أحمد (۱/٥۷)]

(٤) [المجموع (۱/٤٦٥) شرح مسلم للنووی (۲/۱۰۸) نیل الأوطار (۱/۲٦۷)]

(٥) [**حسن** : صحیح أبو داود (۱۲۳) کتاب الطهارة : باب الوضوء ثلاثا ثلاثا ' أبو داود (۱۳٥) أحمد (۲/۱۸۰) نسائی (۱/۸۸) ابن ماجة (٤۲۲) ابن خزیمة (۱۷٤) ابن الجارود (۸٥) بیهقی (۱/۷۹)]

(٦) [**صحیح** : صحیح أبو داود (۸۷) کتاب الطهارة : باب الإسراف فی الوضوء' أبو داود (۹٦) ابن ماجة (۳۸٦٤) أحمد (٤/۸٦) عبد بن حمید (٥۰۰)]

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا' اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دو دو مرتبہ دھویا اور سر کا مسح ایک مرتبہ کیا۔ یہ حدیث آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمائیے۔

ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ مجھے دکھا سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کس طرح وضو کیا ہے؟ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں ﴿ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ ﴾ ''پھر انہوں نے پانی کا برتن منگوایا' پہلے پانی اپنے ہاتھوں پر ڈالا اور دو مرتبہ ہاتھ دھوئے۔ پھر تین مرتبہ کلی کی' تین بار ناک صاف کیا' پھر تین مرتبہ اپنا چہرہ دھویا۔ پھر کہنیوں تک اپنے دونوں ہاتھ دو دو مرتبہ دھوئے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کا (ایک مرتبہ) مسح کیا۔ اس طور پر آپ اپنے ہاتھ پہلے آگے لائے پھر پیچھے لے گئے۔''(۱)

### ❀ وضو کے دوران حسب ضرورت گفتگو کی جا سکتی ہے:

(1) کیونکہ ممانعت کی کوئی دلیل نہیں۔

(2) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے موزے اتارنے کے لیے جھکا تو آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ دَعْهُمَا فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ ﴾ ''انہیں چھوڑ دو میں نے جب انہیں پہنا تھا اس وقت میں باوضو تھا۔'' پھر آپ ﷺ نے ان پر مسح کر لیا۔(۲)

معلوم ہوا کہ جب نبی ﷺ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے کلام کیا تو اس وقت آپ کا وضو مکمل نہیں ہوا تھا بلکہ آپ نے موزوں پر مسح بعد میں کیا لہٰذا ثابت ہوا کہ وضو کے دوران گفتگو کی جا سکتی ہے۔

### ❀ وضو کے دوران کوئی دعا ثابت نہیں:

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) وضو کے دوران اعضا دھوتے ہوئے یا مسح کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ سے کوئی دعا ثابت نہیں۔ اور اس کے متعلق جو دعائیں ذکر کی جاتی ہیں وہ بدعت ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں۔(۳)

---

(۱) [بخاری (۱۸۵) كتاب الوضوء : باب مسح الرأس كله ' عارضة الأحوذی (۱/٤٦) نسائی (۱/٦۱) كتاب الطهارة : باب صفة مسح الرأس ' دارمی (۱/۱۸۰) موطا (۱/۱۸) كتاب الطهارة : باب العمل فی الوضوء ' احمد (٤/۳۸-۳۹-٤۱)]

(۲) [بخاری (۲۰٦) كتاب الوضوء : باب إذا أدخل رجليه وهما طاهرتان ' مسلم (٤۰۸) أبو داود (۱٥۰) ترمذی (۱۰۰) نسائی (۱/۷٦) ابن ماجة (٥٤٥) أبو عوانه (۱/۲٥۹) ابن الجارود (۸۳) شرح معانی الآثار (۱/۳۰) دار قطنی (۱/۱۹۲) بیهقی (۱/۵۸) طيالسی (٦۹۹) أحمد (٤/۲٤٤)]

(۳) [فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (٥/۲۰٥)]

### وضو کے لیے کسی کا تعاون بھی کیا جا سکتا ہے:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں مذکور ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پانی بہایا اور آپ نے اس سے وضو کیا۔(۱)

### ہر نماز کے لیے الگ وضو اور ایک وضو سے کئی نمازیں دونوں طرح درست ہے:

(1) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ ﴾ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے ساتھ وضو کرتے تھے۔''(۲)

(2) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ بِوُضُوْءٍ وَاحِدٍ ﴾ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ایک ہی وضو کے ساتھ پانچ نمازیں ادا کیں۔''(۳)

(3) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے وضو فرماتے ﴿ وَكُنَّا نُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوْءٍ وَاحِدٍ ﴾ ''اور ہم ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھ لیتے۔''(٤)

(4) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ لَا وُضُوْءَ إِلَّا مِنْ حَدَثٍ ﴾ ''وضو صرف بے وضو ہونے کی صورت میں ہی (کرنا پڑتا) ہے۔''(٥)

### وضو کے بعد آسمان کی طرف دیکھنا اور انگلی اٹھانا ثابت نہیں:

یہی وجہ ہے کہ علما نے اس عمل کو بدعات میں شمار کیا ہے۔ نیز جس روایت میں نظر اٹھانے کا ذکر ملتا ہے اس میں ابن عم ابی عقیل راوی مجہول ہے اس لیے وہ ضعیف ہے۔(٦)

### وضو کے بعد تولیہ وغیرہ استعمال کیا جا سکتا ہے:

---

(۱) [مسلم (۲۷٤) کتاب الطهارة : باب المسح على الخفين' نسائی (۱/٥٥) کتاب الطهارة : باب صفة الوضوء' احمد (٤/٢٤٤)]

(۲) [بخاری (۲۱٤) ترمذی (٦٠) نسائی (۳۱) أبو داود (۱۷۱) ابن ماجة (٥٠٩)]

(۳) [مسلم (۲۷۷) أبو داود (۱۷۲) ترمذی (٦١) ابن ماجة (٥١٠) نسائی (۱۳۳)]

(٤) [بخاری (۲۱٤) کتاب الوضوء، ترمذی (٦٠) أبو داود (۱۷۱) ابن ماجة (٥٠٩)]

(٥) [**صحیح** : صحیح ابن ماجة (٤١٦) إرواء الغليل (۱/١٤٥) أحمد (۹۲٤۱) ترمذی (۷٤) کتاب الطهارة : باب ماجاء في الوضوء من الريح' دارمی (۱/۱۸۳) ابن ماجة (٥١٥)]

(٦) [**ضعیف** : ضعيف أبو داود (۳۱) کتاب الطهارة : باب ما يقول الرجل إذا توضأ' أبو داود (۱۷۰) ابن السنی (۳۱) أحمد (٤/١٥٠)] حافظ ابن حجرؒ نے اسے ضعیف کہا ہے۔[تلخيص الحبير (۱/۱۳۰)]

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ خِرْقَةٌ يُنَشِّفُ بِهَا بَعْدَ الْوُضُوْءِ﴾ ''نبی ﷺ کے پاس ایک کپڑے کا ٹکڑا تھا جس سے وضو کے بعد آپ ﷺ (پانی کو) خشک کرتے تھے۔'' (۱)

(2) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے غسل کے متعلق بیان کرتی ہیں کہ (جب آپ نے غسل کر لیا تو) ﴿فَنَاوَلْتُهُ ثَوْبًا فَلَمْ يَأْخُذْهُ فَانْطَلَقَ وَهُوَ يَنْفُضُ يَدَيْهِ﴾ ''میں نے ایک کپڑا آپ کو دیا لیکن آپ نے اسے نہ پکڑا اور اپنے ہاتھوں کو جھاڑتے ہوئے چل پڑے۔'' (۲)

معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کپڑا استعمال کیا کرتے تھے اسی لیے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو پیش کیا۔

(عبد الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ) تولیے کے استعمال کا جواز ہی قابل ترجیح ہے۔ (۳)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) وضو اور غسل کی تری کو اپنے اعضا سے تولیے کے ساتھ صاف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (٤)

---

(۱) [حسن : الصحيحة (۲۰۹۹) ترمذى (٥٣) كتاب الطهارة : باب ما جاء فى المنديل بعد الوضوء، حاكم (١٥٤/١)] حافظ ابن حجر نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔[تلخيص الحبير (١٧١/١)]

(۲) [بخارى (٢٦٧) كتاب الغسل : باب نفض اليدين من الغسل عن الجنابة، مسلم (٤٧٦)]

(۳) [تحفة الأحوذى (١٨٥/١)]

(٤) [المغنى لابن قدامة (١٩٥/١)]

## باب المسح علی الخفین والجوربین موزوں اور جرابوں پر مسح کا بیان

### موزوں پر مسح جائز ہے

(1) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء کیا ﴿ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْعَمَامَةِ ﴾ ''اور موزوں اور پگڑی پر مسح کیا۔''(۱)

(2) حضرت بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ مَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ ﴾ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں اور پگڑی پر مسح کیا۔''(۲)

(3) حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے اپنے موزوں پر مسح کیا اور پھر کسی کے پوچھنے پر بتلایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔(۳)

(نووی، ابن حجر، البانی رحمہم اللہ) موزوں پر مسح کرنا متواتر دلائل سے ثابت ہے۔(٤)

### موزوں پر مسح کے لیے شرط ہے کہ انہیں باوضو حالت میں پہنا ہو

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ دَعْهُمَا فَإِنِّيْ اَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ ﴾ ''انہیں چھوڑ دو کیونکہ میں نے جب یہ موزے پہنے تھے تو میں باوضو تھا۔''(٥)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) ہمیں اس مسئلے میں کسی اختلاف کا علم نہیں کہ مسح کے جواز کے لیے پہلے طہارت کا ہونا شرط ہے۔(٦)

---

(۱) [ترمذی (۱۰۰) کتاب الطهارة : باب ما جاء في المسح على الجوربين والعمامة ' مسلم (۲۷٤) أبو داود (۱۵۰) نسائی (۷٦٣۱) ابن ماجة (٥٤٥) أبو عوانة (۲٥٩٣۱) شرح معانی الآثار (۳۰/۱)]

(۲) [مسلم (۲۷٥) کتاب الطهارة : باب المسح على الناصية والعمامة ' أبو داود (۱٥۳) ترمذی (۱۰۱) نسائی (۷٥/۱) ابن ماجة (٥٦۱) أحمد (۱۲/٦) ابن أبی شيبة (۱۷۷/۱) بیهقی (۲۷۱/۱)]

(۳) [بخاری (۳۸۷) کتاب الصلاة : باب الصلاة في الخفاف ' مسلم (۲۷۲) أبو داود (۱٥٤) ترمذی (۹۳) نسائی (۸۱/۱) ابن ماجة (٥٤۳) ابن خزيمة (۱۸٦) ابن الجارود (۸۱)]

(٤) [شرح مسلم (۱۷۰/۲) فتح الباری (٤۰۸/۱) نظم الفرائد (۲٥٤/۱)]

(٥) [بخاری (۲۰٦) کتاب الوضوء : باب إذا أدخل رجليه وهما طاهرتان ' مسلم (٤۰٤) أحمد (۲٥۱/٤) بیهقی (۳۰۹/۱) تحفة الأشراف (٤۸۳/۸)]

(٦) [المغنی لابن قدامة (۳٦۱/۱)]

## موزے کے اوپر والے حصے پر مسح کرنا چاہیے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ لَوْ كَانَ الدِّيْنُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلَى بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ ﴾ ''اگر دین کا دارومدار رائے اور عقل پر ہوتا تو پھر موزوں کی نچلی سطح پر مسح اوپر کی بہ نسبت زیادہ قرین قیاس تھا۔ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو موزے کے بالائی حصے پر مسح کرتے دیکھا ہے۔''(۱)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) سنت یہ ہے کہ موزے کے اوپر والے حصے پر مسح کیا جائے' اس کے نچلے حصے پر نہیں۔(۲)

## مقیم اور مسافر کے لیے مسح کی مدت

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مدت مسح کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ﴿ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ ﴾ ''مسافر کے لیے تین شب و روز اور مقیم کے لیے ایک دن رات (مسح کی مدت ہے)۔(۳)

## مدتِ مسح کے دوران کن اشیاء کی وجہ سے موزے اتارنا ضروری ہے؟

مدتِ مسح کے دوران جنابت کی وجہ سے موزے اتارنے چاہییں لیکن پیشاب پاخانہ یا نیند کی وجہ سے اتارنا ضروری نہیں۔ اس کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

(1) حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے کہ ﴿ أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ لَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَ نَوْمٍ ﴾ ''ہم تین دن تک اپنے موزے نہ اتاریں الا کہ حالت جنابت لاحق ہو جائے' البتہ بیت الخلاء جانے کی صورت میں' پیشاب اور نیند کی وجہ سے اتارنے کی ضرورت نہیں۔''(٤)

---

(۱) [**صحیح** : صحیح أبو داود (۱٤۷) کتاب الطهارة : باب کیف المسح' أبو داود (۱٦۲) ابن أبی شیبة (۱۸۱/۱) دارمی (۱۸۱/۱) دار قطنی (۱۹۹/۱) بیهقی (۲۹۲/۱) المحلی لابن حزم (۱۱۱/۲)] حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔[تلخیص الحبیر (۲۸۲/۱)]

(۲) [المغنی لابن قدامة (۳۷٦/۱)]

(۳) [مسلم (٦۷٦) کتاب الطهارة : باب التوقیت فی المسح علی الخفین' ابن ماجة (۵۵۲) نسائی (۸٤/۱) مسند شافعی (۱۲۳) ابن أبی شیبة (۱۷۹/۱) ابن خزیمة (۱۹۲) ابن حبان (۱۸٤۔الموارد) ابن الجارود (۵۵٦) شرح معانی الآثار (۸۲/۱) دار قطنی (۱۹٤/۱) بیهقی (٦۷٦۳۱) شرح السنة (۳۳۱/۱)]

(٤) [**حسن** : صحیح ابن ماجة (۳۸۷) کتاب الطهارة وسننها : باب الوضوء من النوم' إرواء الغلیل (۱۰٤) ابن ماجة ٤۷۸) ترمذی (۹٦) نسائی (۸۳/۱) طیالسی (۱٦۰) ابن أبی شیبة (۱۷۷/۱)]

(2) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ﴿ إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ وَلَبِسَ خُفَّيْهِ فَلْيُصَلِّ فِيهِمَا وَلْيَمْسَحْ عَلَيْهِمَا ثُمَّ لَا يَخْلَعْهُمَا إِنْ شَاءَ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ ﴾ "جب تم میں سے کوئی وضو کرے اور اس نے اپنے دونوں موزے پہنے ہوئے ہوں تو ان پر مسح کر کے ان میں نماز پڑھ لے' پھر اگر چاہے تو انہیں مت اتارے مگر جنابت کی وجہ سے اتار دے۔" (١)

## جرابوں اور جوتیوں پر مسح جائز ہے

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ﴿ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ ﴾ "اور جرابوں اور جوتیوں پر مسح کیا۔" (٢)

مندرجہ ذیل صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی جرابوں اور جوتیوں پر مسح کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔

(1) حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ (٣)　(2) حضرت انس رضی اللہ عنہ (٤)

(3) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ (٥)　(4) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ (٦)

(امام ابن قیم، شیخ ابن باز رحمہما اللہ) جرابوں پر مسح جائز ہے کیونکہ صحابہ کا یہی عمل تھا۔ (٧)

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) وضو میں جرابوں پر مسح کے متعلق صحیح بات یہ ہے کہ یہ جائز ہے بشرطیکہ انسان نے انہیں طہارت کی حالت میں پہنا ہو اور وہ قدموں اور ٹخنوں کو ڈھانپنے والی ہوں۔ (٨)

## کیا پٹیوں پر مسح کیا جا سکتا ہے؟

جس شخص کے بازوؤں پر یا انگلیوں پر یا قدموں وغیرہ پر زخموں کی وجہ سے پٹیاں بندھی ہوں یا کوئی ایسی دواء ہو جسے کسی ضرورت کی وجہ سے اس کے جسم کے ساتھ ملایا گیا ہو تو اس پر لازم نہیں کہ ان میں سے کسی چیز پر مسح

---

(١) [**صحيح** : صحيح الجامع الصغير (٤٤٧)]

(٢) [**صحيح** : صحيح أبو داود (١٤٧' ١٤٨) كتاب الطهارة : باب المسح على الجوربين ' إرواء الغليل (١٠١) تمام المنة (ص/١١٣) ترمذى (٩٩) ابن ماجة (٥٥٩) نسائى (٩٢/١) ابن حبان (١٧٦) شرح معاني الآثار (٩٧/١) بيهقى (٢٨٣/١)]

(٣) [**صحيح** : مصنف عبدالرزاق (٧٧٧) طبرانى كبير (٩٢٣٩) بيهقى (٢٨٥/١) ابن أبي شيبة (١٧٢/١)]

(٤) [**صحيح** : أحمد فى كتاب العلل (٣٧٥/٣) طبرانى كبير (٢٤٤/١) عبدالرزاق (٧٧٩)]

(٥) [**حسن** : ابن أبي شيبة (١٩٨٤) عبدالرزاق (٧٧٨)]

(٦) [**حسن** : ابن أبي شيبة (١٧٢/١)]

(٧) [تهذيب السنن (١٢٣/١) فتاوى ابن باز مترجم (٤٦/١)]

(٨) [فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (٢٤٤/٥)]

کرے۔ بلاشبہ اُس جگہ کا حکم ساقط ہو چکا ہے۔ اگر وضو مکمل کر لینے کے بعد پٹی وغیرہ سے کچھ گر جائے تو اس پر لازم نہیں کہ اس جگہ پانی لگائے۔ اس کی طہارت باقی ہے جب تک وہ بے وضو نہ ہو جائے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ ﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ [البقرۃ: ۲۸۶] ''اللہ تعالیٰ کسی نفس کو تکلیف نہیں پہنچاتا مگر اس کی طاقت کے مطابق۔'' اور رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان کہ ﴿إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ ''جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو حسب استطاعت اس پر عمل کر لیا کرو۔'' (۱)

لہٰذا قرآن وسنت کے ذریعے ہر وہ حکم ساقط ہو گیا جس سے انسان عاجز ہے۔ (۲)

## مسح کے احکام میں مرد وعورت دونوں برابر ہیں

کیونکہ ان میں سے کسی ایک کے ساتھ مسح کی تخصیص کی کوئی شرعی دلیل موجود نہیں۔

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) موزوں پر مسح میں اور اس کے تمام احکام وشروط میں خبر (یعنی حدیث) کے عموم کی وجہ سے مرد وعورت کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ (۳)

---

(۱) [بخاری (۷۲۸۸) کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة: باب الاقتداء بسنن رسول الله، مسلم (۱۳۳۷)]

(۲) [المحلی (۱۰۳/۲)، (مسألة: ۲۰۹)]

(۳) [المغنی لابن قدامة (۳۷۹/۱)]

## باب الأمور التي يستحب له الوضوء اُن اُمور کا بیان جن کے لیے وضو مستحب ہے

### ❶ ذکر الٰہی کے وقت

حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكُرَ اللّٰهِ إِلَّا عَلَى طُهْرٍ ﴾ ”مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ میں اللہ کا ذکر کروں مگر صرف پاکی کی حالت میں۔“ (١)

### ❷ ہر نماز کے وقت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ بِوُضُوءٍ وَمَعَ كُلِّ وُضُوءٍ بِسِوَاكٍ ﴾ ”اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میں اپنی اُمت پر مشقت ڈال دوں گا تو میں انہیں ہر نماز کے ساتھ وضو کا حکم دے دیتا اور ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم دے دیتا۔“ (٢)

### ❸ ہر مرتبہ بے وضو ہو کر

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمًا فَدَعَا بِلَالًا فَقَالَ يَا بِلَالُ بِمَ سَبَقْتَنِي إِلَى الْجَنَّةِ ؟ إِنِّي دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْخَشَكَ أَمَامِي فَقَالَ بِلَالٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَذَّنْتُ قَطُّ إِلَّا صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ وَلَا أَصَابَنِي حَدَثٌ قَطُّ إِلَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِهٰذَا ﴾ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صبح کے وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا اے بلال! کس عمل کی وجہ سے تو مجھ سے جنت میں سبقت لے گیا ہے؟ بلاشبہ گزشتہ شب میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اپنے سامنے تمہارے چلنے کی آواز سنی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں نے ہمیشہ اذان دینے کے بعد دو رکعتیں ادا کی ہیں اور جب بھی بے وضو ہوا اسی وقت وضو کر لیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اسی کے بدلے (مجھے تمہاری آواز سنائی گئی ہے)۔“ (٣)

### ❹ غسل جنابت سے پہلے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت کا ارادہ فرماتے تو پہلے اپنے ہاتھ

---

(١) [صحيح : صحيح أبو داود (١٣) كتاب الطهارة ، أبو داود (١٧) ابن ماجة (٣٥٠) نسائي (٣٧/١)]

(٢) [حسن صحيح : صحيح الترغيب (٢٠٠) احمد (٤٦٠/٢)]

(٣) [صحيح : صحيح الترغيب (٢٠١) كتاب الطهارة ' أحمد (٣٦٠/٥)]

دھوتے ﴿ ثُمَّ تَوَضَّأَ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ ﴾ "پھر آپ ﷺ اُسی طرح وضو کرتے جیسے نماز کے لیے وضو کرتے تھے......الخ۔" (۱)

## ❺ سونے سے پہلے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا ﴿ إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلَاةِ...... ﴾ "جب تم اپنے بستر پر لیٹنے کا ارادہ کرو تو نماز کے وضو کی طرح وضو کر لیا کرو۔" پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹا کرو اور یہ کلمات کہا کرو "اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ وَ أَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَ لَا مَنْجَأَ مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ " پھر اگر تم اس رات فوت ہو گئے تو تمہاری موت فطرت پر ہوگی۔ (۲)

## ❻ حالت جنابت میں کھانے سے پہلے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَانَ جُنُبًا فَأَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَنَامَ تَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلَاةِ ﴾ "نبی کریم ﷺ حالت جنابت میں کچھ کھانا چاہتے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو کر لیتے۔" (۳)

## ❼ حالت جنابت میں سونے سے پہلے

(1) حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ ﴿ أَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرْقُدُ وَهُوَ جُنُبٌ ؟ ﴾ "کیا رسول اللہ ﷺ حالت جنابت میں سویا کرتے تھے؟" تو انہوں نے فرمایا ﴿ نَعَمْ وَيَتَوَضَّأُ ﴾ "ہاں، لیکن آپ وضو کر لیا کرتے تھے۔" (٤)

(2) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ﴿ أَنَّ عُمَرَ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَيَرْقُدُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ ؟ قَالَ نَعَمْ إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْقُدْ وَهُوَ جُنُبٌ ﴾ "حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا ہم میں سے کوئی حالت جنابت میں سو سکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں، جب تم میں سے کوئی

---

(۱) [بخاری (٢٤٨) كتاب الغسل : باب الوضوء قبل الغسل]

(۲) [بخاری (٢٤٧) كتاب الوضوء : باب فضل من بات على الوضوء ' مسلم (٢٧١٠)]

(۳) [صحيح : صحيح أبو داود (٢٠٨) كتاب الطهارة ، مسلم (٣٠٥) ابن ماجة (٥٩١) أبو داود (٢٢٤)]

(٤) [بخاری (٢٨٦) كتاب الغسل : باب كينونة الجنب فى البيت إذا توضأ قبل أن يغتسل ' مسلم (٣٠٥)]

وضو کر لے تو حالت جنابت میں ہی سو جائے۔''(۱)

(3) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ﴿ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اَرَادَ اَنْ يَّنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ فَرْجَهُ وَتَوَضَّاَ لِلصَّلَاةِ ﴾ ''نبی کریم ﷺ حالت جنابت میں جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنی شرمگاہ دھوتے اور نماز کے (وضو کی طرح) وضو کرتے۔''(۲)

(4) ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا ﴿ تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ ﴾ ''وضو کر' اپنی شرمگاہ کو دھو اور پھر سو جا۔''(۳)

## ❽ ایک ہی رات دوسری مرتبہ مباشرت سے پہلے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ﴿ إِذَا اَتَى اَحَدُكُمْ اَهْلَهُ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يَّعُوْدَ فَلْيَتَوَضَّأْ ﴾ ''جب تم میں سے کوئی اپنی اہلیہ سے مباشرت و ہم بستری کرے' پھر دوبارہ لوٹنے (جماع کرنے) کا ارادہ کرے تو اسے وضو کر لینا چاہیے۔''(٤)

## ❾ میت کو اٹھانے کی وجہ سے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا فَلْيَغْتَسِلْ وَمَنْ حَمَلَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ ﴾ ''جو شخص میت کو غسل دے وہ غسل کرے اور جو اسے اٹھائے وہ وضو کرے۔''(٥)

## ❿ قے کے بعد

جیسا کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَاءَ فَتَوَضَّاَ ﴾ ''نبی کریم ﷺ نے قے کی تو وضو کر لیا۔''(٦)

## ⓫ قرآن پکڑنے کے لیے

حدیث نبوی ہے کہ ﴿ لَا يَمَسَّ الْقُرْآنَ إِلَّا طَاهِرٌ ﴾ ''قرآن کو صرف پاک ہی ہاتھ لگائے۔''(۷)

---

(۱) [بخاری (۲۸۷) كتاب الغسل : باب نوم الجنب ' مسلم (۳۰۶)]

(۲) [بخاری (۲۸۸) كتاب الغسل : باب الجنب يتوضأ ثم ينام]

(۳) [بخاری (۲۹۰) كتاب الغسل : باب الجنب يتوضأ ثم ينام]

(٤) [مسلم (۳۰۸) كتاب الحيض ، أبو داود (۲۲۰) ترمذی (۱٤۱) ابن ماجة (۵۸۷)]

(٥) [**صحيح** : إرواء الغليل (۱٤٤) ترمذی (۹۹۳) ابن ماجة (۱٤٦۳) عبدالرزاق (٦۱۱۱)]

(٦) [**صحيح** : صحيح ترمذی (۷٦) كتاب الطهارة : باب الوضوء من القيئ والرعاف]

(۷) [**صحيح** : إرواء الغليل (۱۲۲) مؤطا (٤۱۹) نسائی (۵۷/۸) دارمی (۱٦۱/۲) دار قطنی (۱۲۲/۱)]

## باب نواقض الوضوء — وضوتوڑنے والی اشیا کا بیان

### پیشاب پاخانے یا ہوا خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ﴾ ”اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کی نماز قبول نہیں فرماتے جبکہ اسے حدث لاحق ہو جب تک کہ وہ وضو نہ کر لے۔“ ایک آدمی نے عرض کیا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! یہ حدث کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا ﴿فُسَاءٌ أَوْ ضُرَاطٌ﴾ ”بلا آواز ہوا خارج ہونا یا آواز کے ساتھ (یعنی گوز)۔“(۱)

حدث سے مراد ہر وہ چیز ہے جو پیشاب و پاخانے کے راستے خارج ہو۔(۲) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان ہلکی اشیاء کو حدث شمار کر کے بول و براز وغیرہ سے بالاولیٰ وضو کرنے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

(2) ایک روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿لَا وُضُوْءَ إِلَّا مِنْ صَوْتٍ أَوْ رِيْحٍ﴾ ”وضو صرف آواز یا ہوا کے خارج ہونے کی وجہ سے (ٹوٹتا) ہے۔“(۳)

(3) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيْحًا﴾ ”ہرگز کوئی شخص مسجد سے باہر مت جائے تاوقتیکہ (ہوا خارج ہونے کی) آواز سنے یا بدبو پائے۔“(٤)

### غسل واجب کر دینے والی اشیا سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے

مثلاً جماع و ہم بستری وغیرہ اس جیسی اشیا کی وجہ سے وضو ٹوٹنے میں کوئی اختلاف نہیں۔(٥)

### گہری نیند سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

(1) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿الْعَيْنَانِ وِكَاءُ السَّهِ فَمَنْ نَامَ

---

(۱) [بخاری (۱۳۵) کتاب الوضوء : باب لا تقبل صلاة بغير طهور، مسلم (۲۲۵) أبو داود (٦٠) ترمذی (٧٦) أحمد (٣٠٨/٢) ابن خزيمة (١١)]

(۲) [نيل الأوطار (٢٨٧/١)]

(۳) [صحيح : صحيح ابن ماجة (٤١٦) كتاب الطهارة وسننها : باب لا وضوء إلا من حدث، ابن ماجة (٥١٦) دارمی (١٨٣/١) ترمذی (٧٤)]

(٤) [بخاری (١٣٧) كتاب الوضوء : باب من لا يتوضأ من الشك حتى يستيقن، مسلم (٣٦١) ابن ماجة (٥١٣) نسائی (١٦٠) ترمذی (٧٥)]

(٥) [الروضة الندية (١٤٣/١)]

﴿فَلْيَتَوَضَّأْ﴾ ''آنکھیں دبر کا تسمہ ہیں لہٰذا جو سو جائے وہ وضو کرے۔''(۱)

(2) حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جنابت کی وجہ سے موزے اتارے جائیں گے۔'' ﴿لَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَ بَوْلٍ وَنَوْمٍ﴾ ''لیکن بول و براز اور نیند کی وجہ سے اتارنے کی ضرورت نہیں۔''(۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیند بھی جملہ احداث میں سے ہے بالخصوص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسے بول و براز کے ساتھ ذکر فرمانا نیند کے ناقض وضو ہونے کا قطعی ثبوت ہے۔ تاہم یہاں یہ یاد رہے کہ ہلکی نیند جس سے شعور زائل نہ ہو وضو نہیں توڑتی بلکہ صرف وہی نیند وضو توڑتی ہے جو گہری ہو اور شعور ختم کر دینے والی ہو۔ جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عہد رسالت میں صحابہ کرام نماز عشاء کا اتنا انتظار کرتے کہ غلبۂ نیند کی وجہ سے ان کے سر جھک جاتے مگر وہ از سر نو وضو کیے بغیر نماز پڑھ لیتے تھے۔(۳)

(سابق مفتی اعظم سعودیہ، شیخ ابن باز رحمہ اللہ) نیند وضو توڑ دیتی ہے جبکہ گہری ہو اور شعور کو زائل کر دے۔ البتہ اُونگھ آنے سے وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ اس سے شعور زائل نہیں ہوتا۔(٤) جن روایات میں صرف لیٹ کر سونے والے کی نیند کو ناقض کہا گیا ہے وہ ضعیف ہیں۔(٥)

⇦ لیٹ کر سونے کے باوجود وضو کا قائم رہنا محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے۔(٦)

⇦ نیند اور اُونگھ میں فرق سمجھنا بھی ضروری ہے جو یہ ہے کہ نیند ایسا ثقیل پردہ ہے جس کا دل پر اچانک آ جانا اسے ظاہری اُمور کی معرفت سے کاٹ دیتا ہے اور اُونگھ ایسا ثقل ہے جو انسان کو باطنی احوال کی معرفت سے کاٹ دیتا ہے۔(٧)

---

(١) [حسن : صحيح ابن ماجة (٤٨٦) أبو داود (٢٠٣) كتاب الطهارة : باب في الوضوء من النوم ' ابن ماجة (٤٧٧)]

(٢) [حسن : صحيح ابن ماجة (٣٨٧) ترمذى (٩٦) كتاب الطهارة : باب المسح على الخفين للمسافر والمقيم ' طيالسى (١٦٠) ابن أبى شيبة (١٧٧٣١) أحمد (٢٣٩/٤) نسائى (٨٣/١) ابن ماجة (٤٧٨) ابن خزيمة (١٩٣) ابن حبان (١٧٩ ـ الموارد) بيهقى (٢٧٦/١)]

(٣) [صحيح : صحيح أبو داود (١٨٤) كتاب الطهارة : باب فى الوضوء من النوم ' أبو داود (٢٠٠) ترمذى (٧٨) بيهقى (١١٩/١) دار قطنى (٣١/١) مسلم (٣٧٦) عبدالرزاق (٤٨٣) ابن أبى شيبة (١٣٢/١) أحمد (٢٦٨/٣) الأم للشافعى (٢٦/١)]

(٤) [فتاوى إسلامية (٢٠٨/١)] (٥) [تمام المنة (ص/١٠٢)]

(٦) [شرح مسلم للنووى (٣١٠/٢)]

(٧) [غريب الحديث للخطابى (٢/٣٢)]

## اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ ہم بھیڑ بکریوں کا گوشت کھانے کے بعد وضو کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''اگر چاہو تو وضو کرلو اور اگر چاہو تو نہ کرو۔'' پھر اس نے دریافت کیا کہ کیا ہم اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ نَعَمْ ، تَوَضَّأْ مِنْ لُحُوْمِ الْإِبِلِ ﴾ ''ہاں! تم اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرو۔''(۱)

(ابن قدامہ، ابن قیم، البانی، ابن باز، ابن عثیمین رحمہم اللہ، سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) ان تمام بزرگ علما کی یہی رائے ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔(۲)

## کسی بھی جانور کا گوشت کھا کر وضو کرنا بہتر ہے

حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ﴿ مَنْ اَكَلَ لَحْمًا فَلْيَتَوَضَّأْ ﴾ ''جس نے گوشت کھایا اسے چاہیے کہ وضو کرے۔''(۳)

(البانیؒ) اس حدیث میں حکم استحباب کے لیے ہے مگر اونٹ کے گوشت کے متعلق حکم وجوب کے لیے ہے۔(٤)

## اونٹنی کا دودھ پینے سے وضو نہیں ٹوٹتا

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) صحیح تر قول کے مطابق اونٹنی کا دودھ پینے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔(٥)

## قے کی وجہ سے وضو کر لینا بہتر ہے

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَاءَ فَتَوَضَّأَ ﴾ ''نبی ﷺ نے قے کی اور وضو کیا۔''(٦)

---

(۱) [أحمد (٨٦/٥) مسلم (٣٦٠) كتاب الحيض : باب الوضوء من لحوم الإبل ' ابن ماجة (٤٩٠) ابن الجارود (٢٥) طيالسي (٧٦٦) ابن خزيمة (٢١/١) شرح معاني الآثار (٧٠/١) بيهقي (١٥٨/١)]

(٢) [المغني لابن قدامة (٢٥٠/١) أعلام الموقعين (٩٧/٢-١٠٠) تمام المنة (ص/١٠٦) فتاوى إسلامية (٢٠٦/١) فتاوى إسلامية (٢٢٧/١) فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (٢٧٣/٥)]

(٣) [حسن : الصحيحة (٢٣٢٢)] (٤) [نظم الفرائد (٢٦٨/١)]

(٥) [فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (٢٧٧/٥)]

(٦) [صحيح : صحيح ترمذي (٧٦) كتاب الطهارة : باب الوضوء من القيء والرعاف ' ترمذي (٨٧) أحمد (٤٤٣/٦) أبو داود (٢٣٨١) دارمي (١٤/٢) دار قطني (١٠٨/١) ابن الجارود (٨) الأوسط لابن المنذر (٨٢) ابن خزيمة (١٩٥٧) بيهقي (١٤٤/١) المحلى للا بن حزم (٢٥٨/١)]

چونکہ نبی ﷺ نے قے آنے پر وضو کیا اس لیے قے آنے پر وضو کر لینا ہی بہتر ہے۔لیکن یہ وضو ضروری نہیں کیونکہ آپ ﷺ سے اس کا حکم ثابت نہیں اور جس روایت میں حکم مذکور ہے ﴿ مَنْ اَصَابَهُ قَيْئٌ اَوْ رُعَافٌ اَوْ قَلَسٌ اَوْ مَذِيٌّ فَلْيَنْصَرِفْ ' فَلْيَتَوَضَّأْ ﴾ ''جسے (نماز میں) قے آجائے' یا نکسیر پھوٹ پڑے' یا پیٹ کے اندر کی کوئی چیز منہ تک آن پہنچے' یا مذی آجائے تو اسے (نماز سے) نکل کر وضو کرنا چاہیے۔'' وہ ضعیف ہے۔(۱)

(شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ) قے کی وجہ سے وضو کرنا بہتر ہے (ضروری نہیں)۔(۲)

(البانی، ابن عثیمین رحمہما اللہ) قے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔(۳)

## شرمگاہ کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ ﴾ ''جس شخص نے اپنی شرمگاہ کو چھوا اسے چاہیے کہ وضو کرے۔''(٤)

معلوم ہوا کہ شرمگاہ کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔تاہم ایک دوسری حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ شرمگاہ کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔جیسا کہ حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! ایسے شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جس نے وضو کرنے کے بعد اپنی شرمگاہ کو چھو لیا تو آپ نے

(۱) [**ضعیف** : ضعیف ابن ماجة (۲۵۲) کتاب إقامة الصلاة والسنة فيها : باب ماجاء في البناء على الصلاة ' ابن ماجة (۱۲۲۱) بيهقي (۱/۱٤۷) دار قطني (۱/۱٥٤) الكامل لابن عدى (۱/۱۹۱) العلل المتناهية لابن الجوزي (٦۰۸) المعرفة (۱۱۷٤)] امام زیلعیؒ اور حافظ بوصیریؒ نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔[نصب الراية (۱/۳۸) مصباح الزجاجة (۱/۳۹۹)] اس کی سند میں اسماعیل بن عیاش راوی ضعیف ہے۔[المجروحين (۱/۱۲٤۳) الجرح والتعديل (۲/۱۹۱) الكاشف (۱/۷٦) المغني (۱/۸٥) الميزان (۱/۲٤۰) التقريب (۱/۷۳) الكبير (۳۹۳۱)]

(۲) [مجموع الفتاوى (۲/۲۳٤)]

(۳) [تمام المنة (ص/۱۱۱) فتاوى منار الإسلام (۱/۹٤)]

(٤) [**صحيح** : صحيح أبو داود (۱٦٦) كتاب الطهارة : باب الوضوء من مس الذكر ' أبو داود (۱۸۱) ترمذي (۸۲) أحمد (۲/۲۲۳) نسائي (۱/۱۰۰) ابن ماجة (٤۷٦) ابن خزيمة (۳۳) ابن حبان (۲۱۱) ابن الجارود (۱۲۲۳) طيالسي (۱٦٥۷) عبدالرزاق (٤۱۲) دارمي (۱/۱۸٥) مؤطا (۱/٤۲) بيهقي (۱/۱۲۸) طبراني صغير (۲/۱۲۳)]

فرمایا ﴿ هَلْ هُوَ إِلَّا بُضْعَةٌ مِّنْهُ ﴾ ''وہ تو صرف اس کے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔'' (١)

ان روایات کو اہل علم نے یوں جمع کیا ہے کہ شرمگاہ کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے بشرطیکہ کسی حائل (کپڑے یا پردے وغیرہ) کے بغیر چھوا جائے اور اگر درمیان میں کوئی کپڑا وغیرہ حائل ہو تو پھر نہیں ٹوٹتا۔(٢) جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ أَفْضَى بِيَدِهِ إِلَى ذَكَرِهِ لَيْسَ دُونَهُ سَتْرٌ فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ ﴾ ''جو شخص اپنی شرمگاہ کو بغیر کسی پردے کے چھوئے تو اس پر وضو واجب ہے۔'' مسند شافعی کی روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿ إِذَا أَفْضَى أَحَدُكُمْ إِلَى ذَكَرِهِ لَيْسَ بَيْنَهَا وَ بَيْنَهُ شَيْئٌ فَلْيَتَوَضَّأْ ﴾ ''جب تم میں سے کوئی اپنی شرمگاہ کو چھوئے اور درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو تو وضو کرے۔'' (٣)

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) اگر انسان بغیر کسی حائل کے شرمگاہ کو چھو لے تو اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر کسی حائل کے پیچھے سے چھوئے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔(٤)

## ناقض وضو ہونے میں مرد وعورت کی شرمگاہ اور قبل ودبر میں کوئی فرق نہیں

(1) حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ مَسَّ فَرْجَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ ﴾ ''جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھوئے وہ وضو کرے۔'' (٥)

لفظِ فرج میں قبل (پیشاب کی جگہ) اور دبر (پاخانے کی جگہ) دونوں شامل ہیں۔(٦)

(2) عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ أَيُّمَا رَجُلٍ مَسَّ فَرْجَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ

---

(١) [**صحيح** : صحيح أبو داود (١٦٧) كتاب الطهارة : باب الرخصة في ذلك' أبو داود (١٨٢) ترمذى (٨٥) طيالسى (١٠٩٦) نسائى (١٠١/١) أحمد (٢٣/٤) ابن ماجة (٤٨٣) ابن حبان (٢٧ـ الموارد) ابن الجارود (٢٠) شرح معانى الآثار (٧٦/١) دار قطنى (١٤٩/١) حاكم (١٣٩/١) بيهقى (١٣٤/١) طبرانى كبير (٤٠٢/٨) العلل لابن الجوزى (٣٦١/١)]

(٢) [نيل الأوطار (٣٠٤٣١) تحفة الأحوذى (٢٨٢/١)]

(٣) [**صحيح** : أحمد (٣٣٣/٢) طحاوى (٧٤/١) الأم للشافعى (٣٤٣١) مسند شافعى (٣٤/١) ابن حبان (٢١٠ـ الموارد) دار قطنى (١٤٧/١) حاكم (١٣٨/١) طبرانى صغير (٤٢/١) بيهقى (١٣١/١) شرح السنة (٢٦٣/١)] شیخ حازم علی قاضی نے اسے صحیح کہا ہے۔[التعليق على سبل السلام (١٣٩٣١)]

(٤) [فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (٢٦٣/٥ـ٢٦٥)]

(٥) [**صحيح** : صحيح ابن ماجة (٣٩٠) كتاب الطهارة وسننها : باب الوضوء من مس الذكر' إرواء الغليل (١١٧) ابن ماجة (٤٨١) شرح معانى الآثار (٧٥/١) بيهقى (١٣٠/١)]

(٦) [القاموس المحيط (ص/١٨٤)]

وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ مَسَّتْ فَرْجَهَا فَلْتَتَوَضَّأْ ﴾ ''جو کوئی مرد اپنی شرمگاہ کو چھوئے اسے چاہیے کہ وضو کرے اور جو کوئی عورت اپنی شرمگاہ کو چھوئے وہ بھی وضو کرے۔'' (۱)

## محض شرمگاہ کو دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا

(سعودی مجلس افتاء) شرمگاہ کی طرف دیکھنا وضو توڑنے والی اشیاء میں سے نہیں۔ (۲)

## عورت کا بوسہ لینے یا محض اسے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَبَّلَ بَعْضَ نِسَائِهِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ﴾ ''نبی ﷺ نے اپنی کسی اہلیہ کا بوسہ لیا اور نماز کے لیے نکل گئے اور آپ ﷺ نے وضو نہیں کیا۔'' (۳)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے اور میں آپ کے سامنے جنازے کی طرح لیٹی ہوتی تھی حتی کہ جب آپ وتر پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو مجھے پاؤں لگا دیتے۔ (٤)

(3) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو بستر سے غائب پایا تو آپ کو تلاش کرنا شروع کر دیا (حتی کہ) میں نے اپنا ہاتھ آپ کے قدموں کی اندرونی جانب رکھا اس وقت آپ مسجد میں تھے اور آپ کے قدم کھڑے تھے (یعنی آپ حالت سجدہ میں تھے) اور یہ کہہ رہے تھے ﴿ اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ ...... الخ ﴾ (٥)

(البانی، ابن باز، ابن عثیمین رحمہ اللہ، سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) حق بات یہ ہے کہ عورت کو چھونے اور اسی طرح اس کا بوسہ لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (٦)

---

(۱) [حسن : إرواء الغليل (تحت الحديث / ۱۱۷) أحمد (۲۲۳/۲) دار قطني (۱٤۷/۱) المطالب العاليه (۱٤۲) ابن الجارود (۱۹) شرح معاني الآثار (۷٥/۱) بيهقي (۱۳۲/۱) الإعتبار للحازمي (ص/٤٤)]

(۲) [فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (۲۸٤/٥)]

(۳) [صحيح : صحيح ابن ماجة (٤۰٦) ترمذي (۷٦) كتاب الطهارة : باب ما جآء في ترك الوضوء من القبلة ' ابن ماجة (٥۰۲) أبو داود (۱۸۷) نسائي (۱۷۰) أحمد (۲۱۰/٦) دار قطني (۱۳۹/۱) بيهقي (۱۲٦/۱)]

(٤) [صحيح : صحيح نسائي (۱٦۰) كتاب الطهارة : باب ترك الوضوء من مس الرجل امرأته من غير شهوة ' صحيح أبو داود (۷۰۷)] حافظ ابن حجرؒ نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ [تلخيص الحبير (۲۲۹/۱)]

(٥) [مسلم (٤۷٦) كتاب الصلاة : باب ما يقال في الركوع والسجود ' ترمذي (۳٤۹۳) بيهقي (۱۲۷/۱)]

(٦) [نظم الفرائد (۲٦۸/۱) فتاوى إسلامية (۲۰٥/۱) ، (۲۲۲/۱) فتاوى اللجنة الدائمة (۲٦۸/٥)]

## محض شک کی بنا پر وضو دوبارہ کرنا ضروری نہیں

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي بَطْنِهِ شَيْئًا فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ أَخَرَجَ مِنْهُ شَيْئٌ أَمْ لَا ؟ فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا ﴾ ''جب تم میں سے کوئی اپنے پیٹ میں ہوا کی حرکت محسوس کرے اور فیصلہ کرنا مشکل ہو جائے کہ آیا پیٹ سے کوئی چیز خارج ہوئی ہے یا نہیں؟ تو ایسی صورت میں (وضو کے لیے) وہ مسجد سے ہرگز باہر نہ نکلے حتی کہ آواز سن لے یا بدبو محسوس کر لے۔'' (۱)

(2) حضرت عباد بن تمیم اپنے چچا (حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ﴿ أَنَّهُ شَكَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الرَّجُلُ الَّذِي يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَجِدُ الشَّيْئَ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ لَا يَنْفَتِلْ أَوْ لَا يَنْصَرِفْ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا ﴾ ''انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ ایک شخص ہے جسے یہ خیال ہوتا ہے کہ نماز میں کوئی چیز (یعنی ہوا وغیرہ نکلتی ہوئی) معلوم ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ (نماز سے) نہ پھرے یا نہ مڑے حتی کہ آواز سن لے یا بدبو پا لے۔'' (۲)

(ابن تیمیہ رحمہ اللہ) محض کسی چیز کا احساس وضو نہیں توڑتا اور نہ ہی کسی کے لیے محض شک کی بنا پر فرض نماز سے نکلنا جائز ہے۔ (۳)

## آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

(1) حضرت عمرو بن اُمیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کے کندھے کا گوشت کاٹ کر کھاتے ہوئے دیکھا، پھر نماز کے لیے بلایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور چھری کو پھینک دیا ﴿ وَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ﴾ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی لیکن وضو نہیں کیا۔'' (٤)

(2) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ كَانَ آخِرُ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ تَرْكَ الْوُضُوءِ

---

(١) [مسلم (٣٦٢) كتاب الحيض: باب الدليل على أن من تيقن الطهارة ثم شك في الحدث ' أبو داود (١٧٧) ترمذى (٧٥) أحمد (٤١٤/٢) ابن خزيمة (٢٤ ' ٢٨)]

(٢) [بخارى (١٣٧) كتاب الوضوء: باب لا يتوضأ من الشك حتى يستيقن ' مسلم (٣٦١)]

(٣) [مجموع الفتاوى (٢٢٠/٢١)]

(٤) [بخارى (٢٠٨) كتاب الوضوء: باب من لم يتوضأ من لحم الشاة والسويق' مسلم (٣٥٥) طيالسى (١٢٥٥) الأم للشافعى (٣٥/١) ابن ماجة (٤٩٠) ابن الجارود (٢٣) شرح معانى الآثار (٦٦/١) بيهقى (١٥٣/١) ابن حبان (١١٤١) أحمد (١٣٩/٤)]

مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ ﴾ ''آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ترک کر دینا ہی رسول اللہ ﷺ کے دونوں کاموں میں سے آخری تھا۔'' (۱)

ان احادیث سے وہ تمام احادیث منسوخ ہو چکی ہیں جن میں آگ سے پکی ہوئی چیز کھا کر وضو کا حکم ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے ﴿ تَوَضَّؤُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ ﴾ ''آگ پر پکی ہوئی چیز کھا کر وضو کرو۔'' (۲)

## قہقہہ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

کیونکہ اس کی کوئی واضح صحیح دلیل موجود نہیں۔ اور جس روایت سے استدلال کرتے ہوئے قہقہہ کو ناقض وضو شمار کیا جاتا ہے وہ ضعیف ہے جیسا کہ حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک آدمی جس کی آنکھوں میں کچھ تکلیف تھی مسجد میں داخل ہوتے وقت گڑھے میں گر گیا (یہ دیکھ کر) حالت نماز میں بہت زیادہ لوگ ہنسنے لگے تو نبی ﷺ نے حکم ارشاد فرمایا ﴿ مَنْ ضَحِكَ أَنْ يُعِيْدُوا الْوُضُوْءَ وَالصَّلَاةَ ﴾ ''جو ہنسے ہیں وہ وضو اور نماز دہرائیں۔'' (۳)

## شلوار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

(1) کسی بھی محدث وفقیہ نے کتب حدیث وفقہ کے تراجم وابواب میں اسے نواقضِ وضو میں شمار نہیں کیا۔

(2) اس ضمن میں پیش کی جانے والی روایت ضعیف ہے جس میں مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو اس حال میں نماز پڑھتے دیکھا کہ اس کا کپڑا ٹخنوں سے نیچے تھا تو آپ نے اسے حکم دیا کہ ﴿ اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ ﴾ ''جاؤ اور وضو کرو۔'' (٤)

---

(۱) [صحيح : صحيح أبو داود (۱۷۷) كتاب الطهارة : باب في ترك الوضوء مما مست النار' أبو داود (۱۹۲) نسائي (۱۰۸/۱) ابن الجارود (۲٤) شرح معاني الآثار (٦٧/۱) بيهقي (۱٥٥/۱)] امام نووی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔[شرح مسلم (۲۷۹/۲)]

(۲) [مسلم (۳٥۲) كتاب الحيض : باب الوضوء مما مست النار' أحمد (۲٦٥/۲) أبو داود (۱۹٤) ترمذي (۷۹) نسائي (۱۰٦/۱) ابن ماجة (٤٨٥) أبو نعيم في الحلية (۳٦۲/٥)]

(۳) [مجمع الزوائد (۲٤٦/۱)] اس کی سند منقطع ہے جیسا کہ شیخ محمد صبحی حسن حلاق نے بیان کیا ہے کہ ابو العالیہ کا حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہے لہذا یہ حدیث ضعیف ہے۔[التعليق على السيل الجرار (۲٦٤/۱)] مزید برآں اس کی سند میں محمد بن عبد الملک بن مروان بن حکم ابو جعفر واسطی دقیقی راوی مختلف فیہ ہے۔[ميزان الاعتدال (۲۳۲/۳)]

(٤) [ضعيف : المشكاة (۲۳۸/۱) ضعيف أبو داود (۱۲٤) كتاب الصلاة : باب الإسبال في الصلاة] اس کی سند میں ابو جعفر راوی مجہول ہے جیسا کہ امام منذری اور امام شوکانی نے اسے غیر معروف قرار دیا ہے۔[مختصر سنن ابی داود (۳۲٤/۱) نيل الأوطار (۱۱۸/۳)]

معلوم ہوا کہ شلوار ٹخنوں سے نیچے لٹکانا ناقضِ وضو نہیں۔ تاہم شریعت میں اس گناہ کی جو سزا مقرر ہے وہ بہر حال اسے مل کر رہے گی۔

## خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا

شرمگاہ کے علاوہ جسم کے کسی حصے سے خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے:

نبی ﷺ نے ایک گھاٹی میں اتر کر صحابہ سے کہا' آج رات کون ہمارا پہرہ دے گا؟ تو مہاجرین و انصار میں سے ایک ایک آدمی کھڑا ہو گیا پھر انہوں نے گھاٹی کے دہانے پر رات گزاری۔ انہوں نے رات کا وقت پہرے کے لیے تقسیم کر لیا لہٰذا مہاجر سو گیا اور انصاری کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ اچانک دشمن کے ایک آدمی نے آکر انصاری کو دیکھا اور اسے تیر مار دیا۔ انصاری نے تیر نکال دیا اور اپنی نماز جاری رکھی۔ پھر اس نے دوسرا تیر مارا تو انصاری نے پھر اسی طرح کیا۔ پھر اس نے تیسرا تیر مارا تو اس نے تیر نکال کر رکوع و سجدہ کیا اور اپنی نماز کو مکمل کر لیا۔ پھر اس نے اپنے ساتھی کو جگایا جب اس نے اسے ایسی (خون آلود) حالت میں دیکھا تو کہا جب پہلی مرتبہ اس نے تمہیں تیر مارا تو تم نے مجھے کیوں نہیں جگایا؟ تو اس نے کہا میں ایک سورت کی تلاوت کر رہا تھا جسے کاٹنا میں نے پسند نہیں کیا۔(۱)

(شوکانی، نواب صدیق حسن خان، البانی، ابن عثیمین رحمہم اللہ، سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) ان تمام بزرگ علما کی یہی رائے ہے کہ شرمگاہ کے علاوہ جسم کے کسی بھی حصے سے خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا خواہ کم نکلے یا زیادہ۔(۲)

## مدتِ مسح ختم ہونے سے وضو نہیں ٹوٹتا

کیونکہ نبی ﷺ نے اسے نواقضِ وضو میں شمار نہیں کیا۔ اس لیے جس نے پگڑی یا موزوں وغیرہ پر مسح کیا ہو تو مسح کی مدت ختم ہونے یا انہیں اُتارنے پر دوبارہ وضو کرنے یا سر کا مسح کرنے اور پاؤں دھونے کی ضرورت نہیں۔

(ابن تیمیہ، نووی، البانی رحمہم اللہ) اسی کے قائل ہیں۔(۳)

## جسے مسلسل ہوا خارج ہونے کی بیماری ہو وہ کیا کرے

(شیخ ابن جبرین رحمہ اللہ) اگر کسی کی ہمیشہ اور ہر وقت ہوا خارج ہوتی ہو خواہ وہ مجلس میں ہو یا بستر پر سوار ہو یا

---

(۱) [صحیح: صحیح أبو داود (۱۹۳) کتاب الطهارة: باب الوضوء من الدم' أبو داود (۱۹۸) احمد (۳۴۳/۳) دار قطنی (۲۲۲/۱) ابن خزيمة (۳۶) ابن حبان (۲۵۰ ـ موارد) حاكم (۱۵۷/۱)]

(۲) [السيل الجرار (۹۸/۱) الروضة الندية (۱۴۹/۱) تمام المنة (ص/۵۲) فتاوى منار الإسلام (۹۳/۱) فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (۲۶۱/۵)]

(۳) [الموسوعة الفقهية الميسرة (۱۶۱/۱) الاختيارات (ص/۹)]

چل رہا ہو اور وہ اسے روکنے کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو اور روکنے میں مشقت محسوس کرتا ہو تو وہ معذور ہے۔ مجرد ہوا خارج ہونے سے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا لیکن اس پر لازم ہے کہ ہر نماز کا وقت شروع ہو جانے کے بعد نیا وضو کر لے۔(۱)

## بلا وضو تلاوتِ قرآن کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے حتی کہ جب بیدار ہوئے تو اپنی آنکھوں کو ہاتھ سے صاف کیا ﴿ وَقَرَاَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ الْخَوَاتِيمَ مِنْ سُوْرَةِ آلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ اِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّاَ مِنْهَا فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي ﴾ ''اور سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت فرمائی' پھر لٹکے ہوئے مشکیزے کی طرف بڑھے اور وضو کیا' پھر نماز شروع کر دی۔''(۲)

اس حدیث پر امام بخاریؒ نے یہ عنوان قائم کیا ہے (( قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ بَعْدَ الْحَدَثِ وَغَيْرِهِ )) ''بے وضو ہونے کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔'' معلوم ہوا کہ بے وضو ہونے کے باوجود انسان قرآن کریم کی تلاوت کر سکتا ہے۔ علاوہ ازیں مندرجہ ذیل حدیث سے بھی اس کا اشارہ ملتا ہے۔

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ اَحْيَانِهِ ﴾ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت (جس میں حالتِ حدث بھی شامل ہے) اللہ کا ذکر کرتے رہتے تھے۔''(۳)

---

(۱) [فتاوى إسلامية (۱/۱۹۵)]

(۲) [بخاری (۱۸۳) كتاب الوضوء' مسلم (۱۲۷٤)]

(۳) [مسلم (۳۷۳) كتاب الحيض : باب ذكر الله تعالى فى حال الجنابة وغيرها ' بخارى تعليقا (۱/۳۰۵) أبو داود (۱۸) ترمذى (۳۳۸٤) ابن ماجة (۳۰۲) بيهقى (۱/۹۰) أحمد (٦/۷۰) ابن خزيمة (۲۰۷) شرح السنة (۱/۳٦۱) أبو يعلى (٤٦۹۹)]

## باب موجبات الغسل غسل واجب کرنے والی اشیا کا بیان

لفظ غسل اگر غین کی پیش کے ساتھ (غُسْل) ہو تو اس سے مراد "نہانا" ہے اور اگر غین کی زبر کے ساتھ ہو (غَسْل) تو مصدر ہے باب غَسَلَ یغْسِلُ (بروزن ضرب) سے جس کا معنی "دھونا" ہے۔(۱)

### ہم بستری کرنے سے غسل واجب ہو جاتا ہے

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا﴾ [المائدة : ٦] "اگر تم حالتِ جنابت میں ہو تو غسل کر لو۔" (واضح رہے کہ جنابت ایسی حالت کو کہتے ہیں جو احتلام یا بیوی سے ہم بستری کی وجہ سے انسان کو لاحق ہوتی ہے)۔

(2) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ وَفِي الْمَنِيِّ الْغُسْلُ ﴾ "اور منی (خارج ہونے کی صورت) میں غسل (واجب) ہے۔"(۲)

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِذَا جَلَسَ اَحَدُكُمْ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ ﴾ "جب تم میں سے کوئی عورت کی چار شاخوں (دو بازو اور دو ٹانگوں) کے درمیان بیٹھے پھر اس سے (مباشرت کے لیے) کوشش کرے تو اس پر غسل واجب ہو جائے گا۔" اور صحیح مسلم کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے ﴿ وَإِنْ لَمْ يُنْزِلْ ﴾ "خواہ انزال نہ بھی ہوا ہو۔"(۳)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو اپنی بیوی سے ہم بستری کرتا ہے پھر اس کا عضو تناسل (انزال سے پہلے ہی) سست پڑ جاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وہیں بیٹھی تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِنِّي لَأَفْعَلُ ذَلِكَ أَنَا وَهَذِهِ ثُمَّ نَغْتَسِلُ ﴾ "بے شک میں اور یہ اسی طرح کرتے ہیں پھر ہم غسل کر لیتے ہیں۔"(٤)

---

(١) [القاموس المحيط (ص/٩٣٥)]

(٢) [بخارى (١٧٨) كتاب الوضوء : باب من لم يرالوضوء إلا من المخرجين من القبل والدبر' مسلم (٣٠٣) أبو داود (٢٠٦) نسائى (١١١/١) ابن ماجة (٥٠٤) موطا (٤٠/١) عبدالرزاق (٦٠١)]

(٣) [بخارى (٢٩١) كتاب الغسل : باب إذا التقى الختانان ' مسلم (٣٤٨) أبو داود (٢١٦) ابن ماجة (٦٠٨) دارمى (١٩٤/١) دار قطنى (١١٣/١) بيهقى (١٦٤/١) طيالسى (٥٩/١) أحمد (٢٤٧/٢) ابن حبان (١١٧٨)]

(٤) [مسلم (٣٥٠) كتاب الحيض : ايضاء ' أحمد (٦٨/٦)]

معلوم ہوا کہ مجرد شرمگاہوں کے ملنے سے ہی غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ منی کا خروج نہ بھی ہوا ہو۔ اور جس حدیث میں ہے کہ ﴿ اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ ﴾ "پانی پانی سے ہے" یعنی غسل کا وجوب منی کے خروج سے ہی ہے وہ منسوخ ہو چکی ہے جیسا کہ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "بلاشبہ وہ فتویٰ جسے لوگ بیان کرتے تھے ﴿اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ﴾ ایسی رخصت تھی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائے اسلام میں عنایت فرمایا تھا ﴿ ثُمَّ اَمَرَنَا بِالْاِغْتِسَالِ بَعْدَهَا ﴾ "پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (مجرد دخول سے ہی) غسل کرنے کا حکم دے دیا۔" (۱)

(نوویؒ، سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) جماع و ہم بستری سے غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ انزال نہ بھی ہوا ہو۔ (۲)

⇦ ہم بستری کے بعد غسل کی حکمت کے متعلق شیخ ابن جبرین رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم بستری اور احتلام کی وجہ سے غسل واجب ہو جاتا ہے اگر کوئی حکمت نہ بھی ظاہر ہو تب بھی اسلامی تعلیمات کو قبول و تسلیم کرنا واجب ہے۔ تاہم علمانے اس کی مختلف حکمتیں اور مصلحتیں بھی بیان کی ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہم بستری وغیرہ حدثِ اکبر ہے لہٰذا اس کی وجہ سے سارے بدن کو دھونا لازم ہے اور حدثِ اصغر میں محض اطراف بدن کو دھونا ہی لازم ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ منی کا خروج بدن میں کسلان و سستی پیدا کر دیتا ہے تو غسل بدن کو قوت بخشتا ہے اور اس میں نشاط و چستی پیدا کر دیتا ہے۔ (۳)

## حیض یا نفاس کے ختم ہونے پر غسل واجب ہو جاتا ہے

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ...... فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ﴾ [البقرۃ : ۲۲۲] "وہ لوگ آپ سے حیض کے متعلق سوال کرتے ہیں تو کہہ دیجیے یہ گندگی ہے لہٰذا حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ ہاں جب وہ پاک ہو جائیں (یعنی غسل کر لیں) تو ان کے پاس اس راستے سے جاؤ جہاں سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں اجازت دی ہے۔"

(۱) [صحیح : صحیح ابن ماجة (۴۹۳) أبو داود (۲۱۵) كتاب الطهارة : باب في الإكسال، ابن أبي شيبة (۸۹/۱) أحمد (۱۱۵/۵) دارمي (۱۹۴/۱) ترمذي (۱۱۰) ابن ماجة (۶۰۹) شرح معاني الآثار (۵۷/۱) دارقطني (۱۲۶/۱) بيهقي (۱۶۵/۱) ابن خزيمة (۲۲۵) ابن حبان (۲۲۸ ـ الموارد) [مذکورہ مسئلے کی مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: فتح الباري (۳۹۷/۱) تلخيص الحبير (۱۳۵/۱) نصب الراية (۸۲/۱)]

(۲) [شرح المهذب (۳۶/۴) فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (۲۹۳/۵)]

(۳) [فتاوى إسلامية (۲۳۱/۱)]

امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ آیت میں فَإِذَا تَطَهَّرْنَ سے مراد ہے "جب وہ غسل کر لیں"۔(۱)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے کہا "جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دو ﴿ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِي وَ صَلِّي ﴾ "اور جب وہ ختم ہو جائے تو غسل کرو اور نماز پڑھو۔"(۲)

حیض اور نفاس کا خون ختم ہونے کے وقت غسل کے وجوب پر اجماع ہے۔(۳)

(شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) عورت جب حیض سے پاک ہو تو اس پر مکمل غسل کرنا واجب ہے۔(٤)

## احتلام کی وجہ سے غسل واجب ہو جاتا ہے بشرطیکہ تری کا وجود ہو

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو تری کو تو دیکھتا ہے لیکن اسے احتلام یاد نہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ يَغْتَسِلُ ﴾ "وہ غسل کرے گا" پھر ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جسے اتنا تو معلوم ہے کہ اسے احتلام ہوا ہے لیکن وہ تری نہیں پاتا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ لَا غُسْلَ عَلَيْهِ ﴾ "اس پر کوئی غسل نہیں۔"(٥)

(2) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کیا جب عورت کو احتلام ہو جائے تو اس پر غسل فرض ہے؟ تو آپ نے فرمایا ﴿ نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ ﴾ "ہاں جب وہ پانی دیکھے۔"(٦)

(3) حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی عورت کے متعلق سوال کیا جو اپنی نیند میں وہ چیز دیکھتی ہے جو کہ مرد دیکھتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ لَيْسَ عَلَيْهَا غُسْلٌ حَتَّى تُنْزِلَ ﴾ "اس پر کوئی غسل نہیں جب تک کہ اسے انزال نہ ہو جائے۔"(٧)

---

(۱) [السيل الجرار (۱/۱٤٧)]

(۲) [بخاری (۳۰٦) كتاب الحيض : باب الاستحاضة ' مسلم (۳۳۳) مؤطا (۱/٦۱) أبو داود (۲۸۲) ترمذی (۱۲٥) نسائی (۱/۱۸٦) ابن ماجة (٦۲٤) أحمد (٦/٤۲) ابن أبی شيبة (۱/۱۲٥) عبدالرزاق (۱۱٦٥) أبو عوانة (۱/۳۱۹) دارمی (۱/۱۹۹) دار قطنی (۱/۲۰٦) ابن حبان (۱۳٥۰) شرح معانی الآثار (۱/۱۰۲) بیهقی (۱/۳۲۳)]

(۳) [المجموع (۲/۱٤۸) الفقه الإسلامی وأدلته (۱/٥۱۹)]

(٤) [فتاویٰ منار الإسلام (۱/۹۹)]

(٥) [حسن : صحيح أبو داود (۲۱٦) كتاب الطهارة : باب فی الرجل يجد البلة فی منامه ' أبو داود (۲۳٦)]

(٦) [بخاری (۲۸۲) كتاب الغسل : باب إذا احتلمت المرأة ' مسلم (۳۱۳) ابن ماجة (٦۰۰)]

(٧) [حسن : صحيح ابن ماجة (٤۸٦) ابن ماجة (٦۰۲) نسائی (۱/۱۱٥) أحمد (٦/٤۰۹)]

(4) اس بات پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ محتلم جب تری دیکھے تب اس پر غسل واجب ہوتا ہے۔(۱)

(ابن جبرین، ابن باز رحمہما اللہ، سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) احتلام میں اگر منی خارج ہوئی ہو تو غسل واجب ہے۔(۲)

## موت کی وجہ سے غسل واجب ہو جاتا ہے

مراد یہ ہے کہ زندوں پر مردے کو غسل دینا واجب ہے اور ایسی تمام احادیث جن میں میت کو غسل دینے کا حکم ہے اس کی دلیل ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک میت کے متعلق) فرمایا ﴿ اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَ سِدْرٍ ﴾ "اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دو۔"(۳)

(امیر صنعانی رحمہ اللہ) یہ حدیث غسلِ میت کے وجوب کی دلیل ہے۔(٤)

(نووی رحمہ اللہ) غسلِ میت کے وجوب پر اجماع ہے۔(٥)

## اسلام قبول کرنے سے غسل واجب ہو جاتا ہے

(1) حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسلام لانے کے ارادے سے گیا ﴿ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَغْتَسِلَ بِمَاءٍ وَ سِدْرٍ ﴾ "تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل کرنے کا حکم دیا۔"(٦)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿اذْهَبُوْا بِهِ اِلَى حَائِطِ بَنِیْ فُلَانٍ فَمُرُوْهُ اَنْ يَّغْتَسِلَ ﴾ "اسے بنو فلاں کے باغ میں لے جا کر غسل کرنے کا حکم دو۔"(٧)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) بلاشبہ جب کافر مسلمان ہوتا ہے تو اس پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔(٨)

---

(۱) [الإجماع لابن المنذر (ص/٣٦)]

(۲) [فتاوى إسلامية (٢٢٠/١) فتاوى ابن باز مترجم (٥١/١) فتاوى اللجنة الدائمة (٣٠٤/٥)]

(۳) [بخاري (١٨٤٩) كتاب الحج : باب المحرم يموت بعرفة' مسلم (٢٠٩٢)]

(٤) [سبل السلام (٧٢٨/٢)]

(٥) [المجموع (١٢٨/٥) البحر الزخار (٩١/٢)]

(٦) [**صحيح** : صحيح أبو داود (٣٤٢) كتاب الطهارة : باب في الرجل يسلم فيؤمر بالغسل' أبو داود (٣٥٥) ترمذي (٦٠٥) نسائي (١٠٩/١) أحمد (٦١/٥) ابن خزيمة (٢٥٤)]

(٧) [**صحيح** : إرواء الغليل (تحت الحديث /١٢٨) أحمد (٤٨٣/٢) عبدالرزاق (١٩٢٢٦)]

(٨) [المغني لابن قدامة (٢٧٤/١)]

## باب غسل الجنابة — غسل جنابت کا بیان

### غسل میں نیت ضروری ہے

یعنی جس سبب سے غسل واجب ہوا ہے اسے دور کرنے کی نیت کیے بغیر مسنون غسل نہیں ہوتا۔ بالفاظِ دیگر اگر کسی پر بیوی سے ہم بستری وغیرہ کی وجہ سے غسل واجب ہوا اور اس نے غسل کر لیا لیکن اس نے غسلِ جنابت کی نیت ہی نہ کی تو پھر اس کا غسل نہیں ہوا بلکہ اسے غسلِ جنابت کی نیت کر کے دوبارہ غسل کرنا پڑے گا جیسا کہ فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ﴾ ''بے شک اعمال کا دارومدار صرف نیتوں پر ہے۔''(۱)

### غسل جنابت کا مسنون طریقہ

- پہلے دونوں ہاتھ دھونے چاہییں۔
- پھر بائیں ہاتھ کے ساتھ اپنی شرمگاہ کو اچھی طرح دھونا چاہیے۔
- پھر نماز کے وضو کی طرح وضو کرنا چاہیے (صرف پاؤں چھوڑ دینے چاہییں)۔
- پھر انگلیوں کے ذریعے پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچانا چاہیے۔
- پھر تین چلو بھر کر (یکے بعد دیگرے) سر پر پانی ڈالنا چاہیے۔
- پھر باقی سارے جسم پر پانی بہانا چاہیے۔
- آخر میں دونوں پاؤں دھو لینے چاہییں۔

اس طریقۂ غسل کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِيْنِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوْءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يَأْخُذُ الْمَاءَ فَيُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي أُصُوْلِ الشَّعْرِ حَتَّى إِذَا رَأَى أَنْ قَدِ اسْتَبْرَأَ حَفَنَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ﴾ ''رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تو اس طرح آغاز کرتے' پہلے ہاتھ دھوتے پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے اور اپنا عضو مخصوص دھوتے' پھر وضو کرتے' پھر پانی لے کر اپنی انگلیوں کے ذریعے سر کے بالوں کی تہہ (جڑوں) میں داخل کرتے' پھر تین چلو بھر کے یکے بعد دیگرے سر پر ڈالتے' پھر باقی سارے بدن پر پانی بہاتے' پھر (آخر

---

(۱) [بخاری (۱) کتاب بدء الوحی : باب کیف کان بدء الوحی......]

میں )اپنے دونوں پاؤں دھوتے۔'' (۱)

(2) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ مَاءً لِلْغُسْلِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ أَفْرَغَ عَلَى شِمَالِهِ فَغَسَلَ مَذَاكِيرَهُ ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَ اسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى جَسَدِهِ ثُمَّ تَحَوَّلَ مِنْ مَكَانِهِ فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ ﴾ ''میں نبی کریم ﷺ کے لیے پانی رکھتی اور آپ اس سے (اس طرح) غسل فرماتے: پہلے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈال کر انہیں دو یا تین مرتبہ دھوتے' پھر اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر اپنی شرمگاہ دھوتے' پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر ملتے' پھر کلی کرتے اور ناک میں پانی چڑھا کر اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو دھوتے پھر اپنے سر کو تین مرتبہ دھوتے' پھر اپنے سارے جسم پر پانی بہا دیتے' پھر اس جگہ سے علیحدہ ہوتے اور اپنے دونوں پاؤں دھو لیتے۔'' (۲)

## غسل دائیں اطراف سے شروع کرنا چاہیے

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے غسل جنابت کے متعلق بیان کرتی ہیں کہ ﴿ فَبَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ الْأَيْسَرِ ﴾ ''آپ ﷺ نے اپنے سر کے دائیں حصے کو پہلے (دھونا) شروع کیا پھر بائیں کو شروع کیا۔'' (۳)

(شوکانی رحمہ اللہ) یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ (غسل کرتے ہوئے) دائیں اطراف سے ابتدا کرنا مستحب ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ (٤)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿ أَنَّهُ ﷺ كَانَ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ فِي تَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَطُهُورِهِ وَفِي شَأْنِهِ كُلِّهِ ﴾ ''آپ ﷺ کو اپنے جوتا پہننے میں' کنگھی کرنے میں' وضو کرنے میں اور دیگر تمام

---

(۱) [بخاری (۲٤۸' ۲۷۲) کتاب الغسل : باب الوضوء قبل الغسل' مؤطا (٤٤/۱) أحمد (٥۲/٦) مسلم (۳۱٦) أبو داود (۲٤۲) ترمذی (۱۰٤) نسائی (۲۰٥/۱) ابن ماجة (٥۷٤) دارمی (۱۹۱/۱) الأم للشافعی (٤۰/۱) مسند شافعی (۱۱۰) عبدالرزاق (۹۹۷) مسند حمیدی (۱٦۳) أبو یعلی (٤٤۳۰) بیهقی (۱٦٥/۱) شرح السنة (۳٤۰/۱)]

(۲) [بخاری (۲٥۷) کتاب الغسل : باب الغسل مرة واحدة' مسلم (۳۱۷) دارمی (۱۹۱/۱) أبو داود (٤٥۰) ترمذی (۱۰۳) نسائی (۲۰٤/۱) ابن ماجة (٥۷۳) بیهقی (۱۷۳/۱)]

(۳) [بخاری (۲٥۸) کتاب الغسل : باب من بدأ بالحلاب أو الطیب عند الغسل' مسلم (۳۱۸) أبو داود (۲٤۰) نسائی (۲۰٦/۱)' (٤۲٤) ابن خزیمة (۲٤٥)]

(٤) [نیل الأوطار (۳٦٥/۱)]

کاموں میں دائیں طرف سے شروع کرنا پسند تھا۔''(۱)

(نووی رحمہ اللہ) ہر باعزت و باوقار کام کو دائیں طرف سے شروع کرنا اور اس کے مخالف و متضاد کام کو بائیں طرف سے شروع کرنا شریعت کا مستقل قاعدہ ہے۔(۲)

## غسل جنابت میں عورت کے لیے سر کی مینڈیاں کھولنا ضروری نہیں

(1) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ أَنَّهُمُ اسْتَفْتَوُا النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ : أَمَّا الرَّجُلُ فَلْيَنْشُرْ رَأْسَهُ فَلْيَغْسِلْهُ حَتَّى يَبْلُغَ أُصُوْلَ الشَّعْرِ وَ أَمَّا الْمَرْأَةُ فَلَا عَلَيْهَا أَنْ لَا تَنْقُضَهُ لِتَغْرِفَ عَلَى رَأْسِهَا ثَلَاثَ غَرَفَاتٍ بِكَفَّيْهَا ﴾ ''صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے غسل جنابت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا مرد کو اپنے بال پوری طرح کھولنے چاہییں اور وہ انہیں اچھی طرح دھوئے حتی کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے لیکن عورت کے لیے بالوں کو کھولنا لازمی نہیں۔ اسے صرف اپنے دونوں ہاتھوں سے تین لپ پانی ڈالنا ہی کافی ہے۔''(۳)

(2) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں اپنے سر کے بال (مینڈھیوں کی صورت میں) باندھ لیتی ہوں۔ کیا غسلِ جنابت کے لیے ان کو کھولوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ﴿لَا إِنَّمَا يَكْفِيْكِ أَنْ تَحْثِيْ عَلَى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ﴾ ''نہیں، بس تمہیں اتنا ہی کافی ہے کہ تم اپنے سر پر تین چلو پانی بہا دیا کرو۔''(٤)

(3) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اطلاع ملی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما عورتوں کو غسل جنابت اور غسل حیض کے لیے سر کے بال کھولنے کا حکم دیتے ہیں۔ اس پر انہوں نے اظہار تعجب کیا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کو تو (اس مسئلے کا) علم ہی نہیں ہے وہ کیسے عورتوں کو بال کھولنے کا حکم دیتے ہیں' اس سے تو بہتر ہے کہ وہ عورتوں کو سر منڈوانے کا حکم دے دیں۔ (اور یاد رکھو!) ﴿ لَقَدْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ وَلَا أَزِيْدُ عَلَى أَنْ أُفْرِغَ عَلَى رَأْسِيْ ثَلَاثَ إِفْرَاغَاتٍ ﴾ ''میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی ٹب نما برتن میں غسل کر لیا کرتے تھے اور میں صرف سر پر تین مرتبہ پانی ڈال لیتی تھی (یعنی سر کے بال کھول کر دھونے کی ضرورت نہیں سمجھتی

---

(۱) [بخاری (۱٦۷' ٤۲٦) کتاب الوضوء : باب التیمن فی الوضوء والغسل' مسلم (٦۲۸) أبو داود (٤۱٤۰) ترمذی (٦۰۸) نسائی (۷۸/۱) ابن ماجة (٤۰۱) أبو عوانة (۲۲۲/۱) شرح السنة (۳۱۰/۱)]

(۲) [شرح مسلم (۱٦۳/۲)]

(۳) [صحیح : صحیح ابوداود ، ابو داود (۲۵۵) کتاب الطهارة ]

(٤) [مسلم (۳۳۰) کتاب الحیض : باب حکم ضفائر المغتسلة ' أبو داود (۲۵۱) ترمذی (۱۰۵) نسائی (۱۳۱/۱) ابن ماجة (٦۰۳)]

تھی)۔(۱)

## غسل حیض میں عورت کے لیے سر کی مینڈیاں کھولنا ضروری ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب وہ غسل حیض کرنے لگیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا ﴿انْقُضِي شَعْرَكِ وَاغْتَسِلِي﴾ ''اپنے بال کھولو اور غسل کرو۔''(۲)

(البانی رحمہ اللہ) غسلِ حیض میں مینڈھیاں کھولنا واجب ہے اور غسلِ جنابت میں کھولنے کی ضرورت نہیں۔(۳)

## غسل حیض کا طریقہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ﴿ اَنَّ اَسْمَاءَ سَاَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ غُسْلِ الْمَحِيْضِ فَقَالَ : تَاخُذُ اِحْدَاكُنَّ مَاءَ هَا وَسِدْرَهَا فَتَطَهَّرَ فَتُحْسِنَ الطُّهُوْرَ ثُمَّ تَصُبُّ عَلَى رَاْسِهَا فَتَدْلُكُهُ دَلْكًا شَدِيْدًا حَتَّى تَبْلُغَ شُئُوْنَ رَاْسِهَا ثُمَّ تَصُبُّ عَلَيْهَا الْمَاءَ ثُمَّ تَاْخُذُ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَطَهَّرُ بِهَا ۔ فَقَالَتْ اَسْمَاءُ وَ كَيْفَ اَتَطَهَّرُ بِهَا ؟ فَقَالَ : سُبْحَانَ اللّٰهِ تَطَهَّرِيْنَ بِهَا ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَاَنَّهَا تُخْفِيْ ذَالِكَ تَتَبَّعِيْنَ اَثَرَ الدَّمِ ﴾ ''حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے غسل حیض کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ پہلے پانی میں بیری کے پتے ڈالو اور اچھی طرح حیض کے خون سے پاکی حاصل کرلو، پھر سر پر پانی ڈالو اور اچھی طرح ملوحتی کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے، پھر سارے بدن پر پانی بہاؤ، پھر خوشبو لگی ہوئی روئی لے کر اس سے پاکی حاصل کرو۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ روئی کے ٹکڑے کے ساتھ کیسے پاکی حاصل کروں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ، اس کے ساتھ پاکی حاصل کرو۔ پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہلکی آواز سے بتایا کہ (خوشبو والی روئی) حیض کی جگہ پر لگا دو۔''(٤)

## عورت اور مرد کے غسل جنابت میں کوئی فرق نہیں

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) غسل جنابت کے طریقے میں مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں۔(٥)

---

(۱) [مسلم (۳۳۱) كتاب الحيض: باب حكم ضفائر المغتسلة ' نسائی (۲۰۳/۱) ابن ماجة (٦٠٤) ابن خزيمة (۲٤٧)]

(۲) [**صحيح** : الصحيحة (۱۸۸)]

(۳) [الصحيحة (تحت الحديث / ۱۸۸) نظم الفرائد (۲۷٥/۱)]

(٤) [مسلم (۳۳۲) كتاب الحيض : باب استحباب استعمال المغتسلة من الحيض فرصة من مسك في موضع الدم ، بخاری (۳۱٤)]

(٥) [فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (۳۲۰/٥)]

## غسل کرتے ہوئے پانی کے استعمال میں احتیاط کرنی چاہیے

رسول اللہ ﷺ تقریباً ایک صاع (اڑھائی کلوگرام) پانی سے غسل کر لیا کرتے تھے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ إِلَى خَمْسَةِ أَمْدَادٍ وَيَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ ﴾ ''نبی کریم ﷺ ایک صاع (یعنی چار مد پانی) سے لے کر پانچ مد پانی تک سے غسل اور ایک مد پانی سے وضو کر لیا کرتے تھے۔''(۱)

معلوم ہوا کہ غسل کے دوران مذکورہ پانی کی مقدار کو ملحوظ رکھنا ہی بہتر ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ یہ مقدار حتمی نہیں اور زیادہ پانی کے استعمال میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ یہ حدیث پانی کی تعیین وتحدید کے لیے نہیں بلکہ محض آپ ﷺ کے فعل کے بیان کے لیے ہے۔ علاوہ ازیں آپ ﷺ سے ایک '' فرق'' (یعنی ایک بڑے برتن کہ جس میں تقریباً نو (9) سیر پانی سما جاتا ہے) پانی سے بھی غسل کرنا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔(۲)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) اگر کوئی وضو میں مد اور غسل میں صاع سے زیادہ پانی استعمال کرے تو یہ جائز ہے۔ تاہم اتنا ضرور ہے کہ پانی استعمال کرنے میں اسراف وحد سے تجاوز کرنا مکروہ ہے۔(۳)

## چھپ کر اور ستر ڈھانپ کر غسل کرنا چاہیے

(1) حضرت یعلی بن اُمیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''بلا شبہ اللہ تعالیٰ حیادار اور پوشیدہ و چھپے ہوئے ہیں اور حیا اور پردہ کو ہی پسند فرماتے ہیں لہٰذا ﴿ فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ ﴾ ''جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو اسے چھپنا چاہیے۔''(٤)

(2) ایک دوسری روایت میں یہ فرمانِ نبوی مذکور ہے کہ ﴿ احْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ ﴾ ''اپنی بیوی اور لونڈی کے علاوہ (ہر ایک سے) اپنے ستر کی حفاظت کرو۔''(٥)

---

(۱) [بخاری (۲۰۱) کتاب الوضوء : باب الوضوء بالمد' مسلم (۳۲۵) أحمد (۱۱۲/۳) نسائی (۵۷/۱) دارمی (۱۷۵/۱) ابن أبی شیبة (۵٦/۱) ابن خزیمة (۱۱٦) ابن حبان (۱۲۰۳)]

(۲) [بخاری (۲۵۰) کتاب الغسل : باب غسل الرجل مع امرأته' مسلم (۳۱۹) أحمد (۳۷/٦) حمیدی (۱۵۹) أبو داود (۲۳۸) نسائی (۱۲۷/۱) ابن ماجة (۳۷٦)]

(۳) [المغنی لابن قدامة (۲۹۷/۱)]

(٤) [صحيح : صحیح أبو داود (۳۳۸۷) کتاب الحمام : باب النهی عن التعری' أبو داود (٤۰۱۲ ' ٤۰۱۳) نسائی (۲۰۰/۱) أحمد (۲۲٤/٤)]

(٥) [حسن : صحیح أبو داود (۳۳۹۰) کتاب الحمام : باب فی التعری' أبو داود (٤۰۱۷)]

## عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کیا جا سکتا ہے

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ یَغْتَسِلُ بِفَضْلِ مَیْمُوْنَةَ ﴾ ”رسول اللہ ﷺ اپنی اہلیہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے بچے ہوئے غسل کے پانی سے غسل کر لیا کرتے تھے۔“ (۱)

(2) ایک دوسری روایت میں یہ لفظ ہیں کہ نبی ﷺ کی اہلیہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ﴿ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ تَوَضَّاَ بِفَضْلِ غُسْلِهَا مِنَ الْجَنَابَةِ ﴾ ”نبی کریم ﷺ نے ان کے غسلِ جنابت سے بچے ہوئے پانی سے وضو کیا۔“ (۲)

(3) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ اغْتَسَلَ بَعْضُ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ جَفْنَةٍ فَجَاءَ النَّبِیُّ ﷺ لِیَغْتَسِلَ اَوْ یَتَوَضَّاَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنِّیْ کُنْتُ جُنُبًا فَقَالَ : اَلْمَاءُ لَا یُجْنِبُ ﴾ ”ازواجِ مطہرات میں سے ایک نے ٹب نما برتن میں غسل کیا۔ نبی کریم ﷺ تشریف لائے تا کہ اس میں باقی بچے ہوئے پانی سے غسل فرمالیں یا وضو کر لیں تو اس نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ میں نے اس میں حالتِ جنابت سے غسل کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا ”پانی ناپاک نہیں ہوتا۔“ (۳)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے غسلِ جنابت سے بچے ہوئے پانی سے غسل کیا جا سکتا ہے۔ تاہم ایک روایت میں ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ عورت، مرد کے بچے ہوئے غسل کے پانی سے غسل کرے یا مرد، عورت کے باقی ماندہ پانی سے غسل کرے۔ ہاں دونوں اکٹھے چلو لے لیں (تو کوئی حرج کی بات نہیں)۔“ (٤)

ان احادیث کو اہل علم نے یوں جمع کیا ہے کہ جن احادیث میں بچے ہوئے پانی کے جواز کا ذکر ہے ان سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی ایسا کرے گا تو اسے گناہ نہیں ہوگا اور جس حدیث میں ممانعت ہے وہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ایسا نہ کرنا ہی بہتر و اولیٰ ہے اور اس میں نہی تنزیہی ہے تحریمی نہیں (یعنی اگر کوئی بچے ہوئے پانی سے غسل کر لے تب بھی جائز ہے اور اگر کوئی نہ کرے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں)۔

---

(۱) [مسلم (۳۲۳) کتاب الحیض : باب القدر المستحب من الماء فی غسل الجنابة]

(۲) [صحیح : صحیح ابن ماجة (۲۹۸) کتاب الطهارة : باب الرخصة بفضل وضوء المرأة' ابن ماجة (۳۷۲)]

(۳) [صحیح : صحیح ابن ماجة (۲۹٦) کتاب الطهارة : باب الرخصة بفضل وضوء المرأة' ابن ماجة (۳۷۰) ابو داود (۷۸) کتاب الطهارة : باب الماء لا یجنب' ترمذی (٦٥) کتاب الطهارة : باب ما جاء فی رخصة فی ذلك' نسائی (۳۲٤) احمد (۲۱۰۲)]

(٤) [صحیح : صحیح ابو داود (۷٤) کتاب الطهارة : باب النهی عن ذلك' ابو داود (۸۱) نسائی (۱۳۰)]

## میاں بیوی اکٹھے بھی غسلِ جنابت کر سکتے ہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ تَخْتَلِفُ اَيْدِيْنَا فِيْهِ مِنَ الْجَنَابَةِ ﴾ ''میں اور رسول اللہ ﷺ دونوں ایک ہی برتن سے غسل جنابت کر لیا کرتے تھے۔اس برتن میں ہمارے ہاتھ یکے بعد دیگرے داخل ہوتے تھے۔''(۱)

## ایسے حمام میں غسل کا حکم جس کے ساتھ بیت الخلا بھی ہو

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) بہتر یہ ہے کہ نہانے کی جگہ قضائے حاجت کی جگہ سے الگ ہو اور نجاست کی جگہ اتنی دور ہو کہ نہانے کی جگہ پر اس کی کوئی چیز نہ پہنچ سکے۔لیکن اگر جنبی یا حائضہ کو ایسے حمام میں غسل کی نوبت پیش آ جائے جہاں قضائے حاجت کی جگہ بھی ساتھ ہی ہو تو ان کا غسل صحیح ہو گا،البتہ ان پر لازم ہے کہ جیسے بھی ممکن ہو ناپاک چھینٹوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں۔(۲)

## خواتین کے لیے حمام میں جا کر غسل کرنا جائز نہیں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا﴿ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَدْخُلِ الْحَمَّامَ اِلَّا بِمِئْزَرٍ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُدْخِلْ حَلِيْلَتَهُ الْحَمَّامَ ﴾ ''جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ تہبند کے بغیر حمام میں داخل نہ ہو اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنی بیوی کو حمام میں داخل نہ کرے۔''(۳)

(شوکانی،البانی رحمہما اللہ) خواتین کا حمام میں جانا حرام ہے۔(٤)

## کیا جنبی غسل یا وضو کے بغیر سو سکتا ہے؟

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) اگر جنبی شخص وضو کرنے سے پہلے سو جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں لیکن افضل یہ ہے کہ وہ سونے سے پہلے وضو کر لے کیونکہ نبی ﷺ نے ایسا کیا ہے اور اس کا حکم بھی دیا ہے۔(٥)

---

(۱) [بخاری (۲٦۱) كتاب الغسل : باب هل يدخل الجنب يده في الإناء......' مسلم (٤٧٤) ابن حبان (۱۱۹۳/۳) تحفة الأشراف (۱٦۹/۱۲)]

(۲) [فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (٨٦/٥)]

(۳) [ترمذی (۲۸۰۱) كتاب الأدب : باب ماجاء في دخول الحمام ، نسائی (۱۹۸/۱) دارمی (۱۱۲/۲) أحمد (۳۳۹/۳) ابن خزيمة (۲٤۹)]

(٤) [نيل الأوطار (۳۷۷/۱) تمام المنة (ص/۱۳۰)]

(٥) [فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (۲۹۸/٥)]

## کھانے سے پہلے جنبی کو ہاتھ دھو لینے چاہئیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ﴿ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّاَ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّاْكُلَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ يَدَيْهِ ﴾ ''رسول اللہ ﷺ حالت جنابت میں سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو کر لیتے اور حالت جنابت میں کھانے کا ارادہ فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھ دھو لیتے۔''(۱)

## ایک ہی غسل کے ساتھ زیادہ بیویوں سے مباشرت کی جا سکتی ہے

اگر چہ یہ جائز تو ہے لیکن الگ الگ غسل کرنا زیادہ بہتر ہے جیسا کہ اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَطُوْفُ عَلَى نِسَائِهِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ ﴾ ''نبی ﷺ ایک ہی غسل کے ساتھ اپنی بیویوں کے پاس چکر لگا تے تھے (یعنی مباشرت کرتے تھے)۔''

اور ایک روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿ فِيْ لَيْلَةٍ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ ﴾ ''ایک ہی رات میں ایک غسل کے ساتھ (سب عورتوں سے مباشرت کرتے)۔''(۲)

(نووی رحمہ اللہ) اس عمل کے جواز پر اجماع ہے۔(۳)

(2) حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات میں اپنی مختلف بیویوں کے قریب گئے (یعنی ہم بستری کی) ﴿ فَاغْتَسَلَ عِنْدَ كُلِّ امْرَاَةٍ مِنْهُنَّ غُسْلًا ﴾ ''اور آپ ﷺ نے ہر بیوی کے قریب جاتے ہوئے غسل کیا۔'' تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول! اگر آپ ایک ہی غسل فرما لیتے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ هٰذَا اَطْهَرُ وَاَطْيَبُ ﴾ ''یہ زیادہ طہارت و پاکیزگی کا باعث ہے۔''(٤)

(شوکانی رحمہ اللہ) یہ حدیث اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم بستری کے بعد دوبارہ ہم بستری سے پہلے غسل کر لینا بہتر ہے اور اس مسئلے میں کوئی اختلاف نہیں۔(٥)

---

(۱) [صحيح : الصحيحة (۳۹۰)]

(۲) [مسلم (۳۰۹) كتاب الحيض : باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له ...... أبو داود (۲۱۸) ترمذى (۱٤۰) نسائى (۱٤۳/۱) ابن ماجة (۵۸۸، ۵۸۹) أحمد (۹۹/۳) ابن أبى شيبة (۱٤۷/۱) ابن حبان (۱۲۰۷) شرح معانى الآثار (۱۲۹/۱)]

(۳) [شرح مسلم (۲۲۲/۲)]

(٤) [حسن : صحيح أبو داود (۲۰۳) كتاب الطهارة : باب فى الوضوء لمن أراد أن يعود، أبو داود (۲۱۹) أحمد (۸/٦) ابن ماجة (۵۹۰) نسائى (۹۰۳۵)]

(٥) [نيل الأوطار (۳٤٦/۱)]

## مسنون غسل کے بعد وضو کی ضرورت نہیں

کیونکہ مسنون غسل میں وضو بھی شامل ہی ہے۔ مزید اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ﴿ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ ﴾ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے بعد وضو نہیں کیا کرتے تھے۔'' (۱)

(4) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب ان سے غسل کے بعد وضو کرنے کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب میں کہا ﴿ وَأَيُّ وُضُوءٍ أَعَمُّ مِنَ الْغُسْلِ ﴾ ''اور کون سا وضو غسل سے زیادہ عام ہے (یعنی وضو تو غسل میں ہی شامل ہے)۔'' (۲)

## غسل کے بعد تولیے کا استعمال اور ہاتھوں کو جھاڑنا درست ہے

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿ فَنَاوَلْتُهُ ثَوْبًا فَلَمْ يَأْخُذْهُ فَانْطَلَقَ وَهُوَ يَنْفُضُ يَدَيْهِ ﴾ ''میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (غسل کے بعد) کپڑا پیش کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نہ پکڑا اور چل پڑے اور اپنے ہاتھوں کو جھاڑنا شروع کر دیا۔ (۳)

اس حدیث سے مندرجہ ذیل اُمور سامنے آتے ہیں:

1- حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا تولیہ پیش کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے استعمال کرتے تھے البتہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے گریز کیا۔

2- اگر بالفرض ایسا نہ بھی ہو تب بھی مجرد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کام کو ترک کر دینے سے اس کی ممانعت لازم نہیں آتی تاوقتیکہ ممانعت کی کوئی واضح دلیل نہ مل جائے اور اصل اباحت و جواز ہی ہے۔

3- اسی حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ غسل کے بعد ہاتھوں کو جھاڑنا درست ہے اور جس روایت میں اس عمل کی ممانعت موجود ہے وہ ضعیف ہے۔

جیسا کہ ایک روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿ لَا تَنْفُضُوا أَيْدِيَكُمْ فِي الْوُضُوءِ فَإِنَّهَا مَرَاوِحُ الشَّيْطَانِ ﴾ ''وضو میں اپنے ہاتھوں کو مت جھاڑو کیونکہ یہ شیطان کے پنکھے ہیں۔'' (٤)

---

(۱) [**صحيح** : صحيح أبو داود (۲۲۵) كتاب الطهارة : باب في الوضوء بعد الغسل' أبو داود (۲۵۰) ترمذی (۱۰۷) نسائی (۲۰۹/۱) ابن ماجة (۵۷۹) أحمد (۱۹/٦) حاكم (۱۵۳/۱) شرح السنة (۳٤۳/۱)]

(۲) [مصنف ابن أبي شيبة (۷٤۳)]

(۳) [بخاری (۲۷٦) كتاب الغسل : باب نفض اليدين من الغسل عن الجنابة]

(٤) [**ضعيف** : حافظ ابن حجرؒ اور امام شوکانیؒ نے اسے ضعیف کہا ہے۔ [فتح الباري (۳٦۲/۱) نيل الأوطار (۳٦۲/۱)]

(شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) انسان کے لیے جائز ہے کہ اگر وہ وضو کرے تو اپنے اعضا کو (تولیے وغیرہ کے ساتھ) صاف کر لے اور اسی طرح اگر غسل کرے تب بھی اس کے لیے اپنے اعضا کو صاف کرنا جائز ہے۔ کیونکہ عبادات کے علاوہ ہر چیز میں اصل حلت ہے تاوقتیکہ حرمت پر کوئی دلیل قائم ہو جائے۔

اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی جس حدیث میں ہے کہ ''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل سے فارغ ہوئے تو وہ آپ کے پاس تولیہ لے کر آئیں لیکن آپ نے اسے واپس کر دیا اور اپنے ہاتھ سے پانی جھاڑنا شروع کر دیا'' بلاشبہ آپ کا تولیے کو واپس لوٹا دینا اس کی کراہت پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ عین ممکن ہے کہ تولیے میں کوئی ایسی چیز لگی ہو جس کی وجہ سے آپ نے تولیے کا استعمال ناپسند کیا ہو اور اسی وجہ سے آپ نے اپنے ہاتھ سے پانی جھاڑنا شروع کر دیا۔ بعض حضرات تو یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تولیہ پیش کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ تولیے کا استعمال ان کے ہاں جائز اور معروف تھا ورنہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو تولیہ پیش کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور سب سے اہم چیز یہ ہے کہ اس قاعدے کو سمجھا جائے کہ عبادات کے سوا ہر چیز میں اصل حلت واباحت ہے حتی کہ حرمت پر کوئی دلیل قائم ہو جائے۔(۱)

---

(۱) [فتاوی إسلامية (۲۲۲/۱)]

## باب الأغسال المسنونة مسنون غسلوں کا بیان

### نماز جمعہ کے لیے غسل کرنا چاہیے

(1) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ ﴾ ''ہر بالغ شخص پر جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے۔''(۱)

(2) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ ﴾ ''تم میں سے جب کوئی جمعہ کے لیے آئے تو غسل کرے۔''(۲)

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا ، يَغْسِلُ فِيهِ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ ﴾ ''ہر سات دنوں میں ایک دن غسل کرنا ہر مسلمان پر حق ہے وہ اس (غسل) میں اپنے سر اور جسم کو دھوئے۔''(۳)

(4) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صرف وضو کر کے کچھ تاخیر سے جمعہ میں حاضر ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دورانِ خطبہ انہیں ڈانٹا اور کہا کہ ﴿ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ بِالْغُسْلِ ﴾ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو (جمعہ کے دن) غسل کا حکم دیا کرتے تھے۔''(٤)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے روز ضرور غسل کرنا چاہیے۔

(ابن حجر، ابن حزم، ابن قیم، البانی، شیخ ابن عثیمین رحمہم اللہ) ان تمام بزرگ علما کی یہی رائے ہے۔(٥)

---

(۱) [بخاری (۸٥۸) کتاب الأذان : باب وضوء الصبیان و متی یجب علیهم الغسل والطهور' مسلم (۸٤٦) أبو داود (۳٤۱) نسائی (۹۳/۳) ابن ماجة (۱۰۸۹) ابن الجارود (۲۸٤) أحمد (٦/۳) بیهقی (۱۸۸/۳)]

(۲) [بخاری (۸۷۷) کتاب الجمعة : باب فضل الغسل یوم الجمعة ......' مسلم (۸٤٤) أبو داود (۳٤۲) نسائی (۹۳/۳) ابن ماجة (۱۰۸۸) أحمد (۳۷/۲) حمیدی (٦۰۸) ابن خزیمة (۱۲٥/۳)]

(۳) [بخاری (۸۹۷' ۸۹۸) کتاب الجمعة : باب هل علی من لم یشهد الجمعة غسل من النساء والصبیان ' مسلم (۸٤۹) بیهقی (۱۸۸/۳) عبدالرزاق (٥۲۹۷) ابن خزیمة (۱۷٦۱) ابن حبان (۱۲۳٤)]

(٤) [بخاری (۸۷۸) کتاب الجمعة : باب فضل الغسل یوم الجمعة ......' مسلم (۸٤٥) مؤطا (۱۰۱/۱) ترمذی (٤۹٤) عبدالرزاق (٥۲۹۲) ابن حبان (۱۲۳۰) شرح معانی الآثار (۱۱۸/۱) بیهقی (۲۹٤/۱)]

(٥) [فتح الباری (۱۳/۳) المحلی بالآثار (۲٥٥/۱) زاد المعاد (۳٦٥/۱) تمام المنة (ص/ ۱۲۰) فتاوی منار الإسلام (۹۷/۱)]

لیکن یہاں یہ یاد رہے کہ نماز جمعہ کے لیے غسل فرض نہیں بلکہ سنتِ مؤکدہ ہے (یعنی زیادہ بہتر یہ ہے کہ جمعہ کے روز پابندی سے غسل کیا جائے لیکن اگر کوئی نہ کر سکے تو اسے گناہ نہیں ہوگا)۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ، امام شوکانی، امام ترمذی، امام خطابی اور علامہ عبدالرحمن مبارکپوری رحمہم اللہ کی بھی یہی رائے ہے۔[1] اس کے چند دلائل آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمائیے۔

(1) حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعِمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ ﴾ "جمعہ کے دن جس نے وضو کیا اس نے اچھا اور بہتر کیا اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل و بہترین ہے۔"[2]

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے وضو کیا اور عمدہ وضو کیا پھر جمعہ کے لیے آیا اور توجہ سے سنتا رہا اور خاموش بھی رہا ﴿ غُفِرَ لَهُ مَابَيْنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ﴾ "تو اس جمعہ سے اگلے جمعہ کے درمیان اور مزید تین دنوں (یعنی کل دس دنوں کے اس کے گناہ) بخش دیے جائیں گے۔"[3]

(3) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی جس روایت میں ہر بالغ پر غسل جمعہ کے وجوب کا بیان ہے اس میں مزید یہ الفاظ بھی ہیں "اور مسواک اور حسبِ استطاعت خوشبو لگانا (واجب ہے)۔"[4] ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ جمعہ کے دن مسواک اور خوشبو لگانا واجب نہیں اس لیے غسل بھی واجب نہیں کیونکہ ان سب کا عطف ایک ہی حکم کا متقاضی ہے۔

(4) بروز جمعہ غسل کے وجوب کا ایک خاص سبب تھا اور وہ یہ کہ صحابہ مشکل حالات کی بنا پر موسم گرما میں بھی اُونی لباس پہنے ہوتے تھے۔ جس وجہ سے مسجد میں اُن کے پسینے کی بدبو پھیل جاتی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا ﴿ لَوْ أَنَّكُمْ تَطَهَّرْتُمْ لِيَوْمِكُمْ هَذَا ﴾ "اگر تم اس دن غسل کر لیا کرو تو بہتر ہے۔"[5] معلوم ہوا کہ غسل کے

---

(۱) [التعليق على سبل السلام للشيخ عبدالله بسام (۱۸٦/۱) السيل الجرار (۱۱۷/۱) ترمذی (٤۹۷) كتاب الصلاة : باب ما جاء في الوضوء يوم الجمعة ، قفو الأثر (۱٤۸/۱) تحفة الأحوذی (۲٤/۳)]

(۲) [حسن : صحيح أبو داود (۳٤۱) كتاب الطهارة : باب في الرخصة في ترك الغسل يوم الجمعة ' أبو داود (۳٥٤) ترمذی (٤۹۷) نسائی (۹٤/۳) طحاوی (۱۱۹/۱) ابن الجارود (۲۸٥) بيهقی (۱۹۰/۳) ابن خزيمة (۱۷٥۷) تاريخ بغداد (۳٥۲/۲) أحمد (۱۱/٥)]

(۳) [مسلم (۷٥۷) كتاب الجمعة : باب فضل من استمع و أنصت في الخطبة ' ابن ماجة (۱۰۹۰ ' ۱۰٥۰) ترمذی (٤۹۸) أحمد (٤۲٤/۲) ابن خزيمة (۱۷٥٦) ابن أبي شيبة (۹۷/۲) بيهقی (۲۲۳/۳)]

(٤) [صحيح : صحيح أبو داود (۳۳۲) كتاب الطهارة : باب في الغسل يوم الجمعة ' أبو داود (۳٤٤)]

(٥) [بخاری (۹۰۳) كتاب الجمعة ' باب وقت الجمعة إذا زالت الشمس ' مسلم (۸٤۷) أبو داود (۳٥۲)]

وجوب کا ایک خاص سبب تھا جب وہ سبب زائل ہو گیا تو وجوب کا حکم بھی زائل ہو گیا۔

## عیدین کے لیے غسل کرنا چاہیے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ﴿ أَنَّهُ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَغْدُوَ إِلَى الْمُصَلَّى ﴾ ''آپ رضی اللہ عنہ عید الفطر کے دن عیدگاہ کی جانب جانے سے پہلے غسل کر لیا کرتے تھے۔''(۱)

(ابن قیم رحمہ اللہ) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ''جو بے حد شدت سے سنت کی پیروی کرتے تھے'' (کے عمل سے) ثابت ہے کہ وہ عیدگاہ کی طرف نکلنے سے پہلے غسل کر لیا کرتے تھے۔(۲)

## میت کو غسل دینے والے کو غسل کرنا چاہیے

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا فَلْيَغْتَسِلْ وَمَنْ حَمَلَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ ﴾ ''جو شخص میت کو غسل دے اسے غسل کرنا چاہیے اور جو اسے اٹھائے وہ وضو کرے۔''(۳)

معلوم ہوا کہ جو شخص میت کو غسل دے اسے بھی غسل کرنا چاہیے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ یہ غسل واجب نہیں بلکہ مستحب ہے (یعنی اگر کوئی یہ غسل کر لے تو بہتر ہے اور اگر کوئی نہیں کرتا تو اسے کوئی گناہ نہیں)۔ جیسا کہ اس کے چند دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ لَيْسَ عَلَيْكُمْ فِي غُسْلِ مَيِّتِكُمْ غُسْلٌ إِذَا غَسَّلْتُمُوهُ إِنَّ مَيِّتَكُمْ يَمُوتُ طَاهِرًا فَحَسْبُكُمْ أَنْ تَغْسِلُوا أَيْدِيَكُمْ ﴾ ''جب تم اپنی میت کو غسل دے چکو تو تم پر غسل (ضروری) نہیں ہے کیونکہ تمہاری میت پاکیزگی کی حالت میں فوت ہوئی ہے لہٰذا تمہیں اتنا ہی کافی ہے کہ تم اپنے ہاتھ دھو لو۔''(٤)

(2) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ﴿ كُنَّا نُغَسِّلُ الْمَيِّتَ فَمِنَّا مَنْ يَغْتَسِلُ وَمِنَّا مَنْ لَا

---

(۱) [**صحیح**: موطا (۱/۱۷۷) کتاب العیدین: باب العمل فی غسل العیدین، الأم للشافعی (۱/۲٦٥)] امام نووی نے اسے صحیح کہا ہے۔ [المجموع (٦/٥)]

(۲) [زاد المعاد (۱/٤٤۲)]

(۳) [**صحیح**: إرواء الغلیل (۱/۱۷۳) ترمذی (۹۹۳) کتاب الجنائز: باب ما جاء فی الغسل من غسل المیت، ابن ماجة (۱٤٦۳) عبد الرزاق (٦۱۱۱) ابن حبان (۷٥۱۔ الموارد) شرح السنة (۲/۱٦۸) حاکم (۱/۳٥٤)] حافظ ابن حجر رقمطراز ہیں کہ کثرتِ طرق کی وجہ سے کم از کم یہ حدیث حسن درجہ کی ہے۔ [تلخیص الحبیر (۱/۱۳۷)] امام ابن قیم نے اس حدیث کی گیارہ اسناد بیان کی ہیں۔ [تهذیب السنن (٤/۳۰٦)]

(٤) [**حسن**: أحکام الجنائز (ص/۷۲) حاکم (۱/۳۷٦) بیهقی (۱/۳۰٦) دار قطنی (۲/۷٦)] حافظ ابن حجر نے اسے حسن کہا ہے۔ [تلخیص الحبیر (۱/۱۳۸)]

يَغْتَسِلُ ﴾ ''ہم میت کو غسل دیتے تھے تو ہم میں سے کچھ غسل کر لیتے تھے اور کچھ غسل نہیں کرتے تھے۔(۱)

(3) حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غسل دیا تو مہاجرین سے کہا ''آج شدید سردی ہے کیا مجھ پر غسل کرنا (اس حالت میں بھی) ضروری ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ﴿ لَا ﴾ ''نہیں۔''(۲)

## احرام باندھنے کے لیے غسل کرنا چاہیے

(1) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ﴿ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ تَجَرَّدَ لِإِهْلَالِهِ وَاغْتَسَلَ ﴾ ''انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ احرام باندھنے کے لیے علیحدہ ہوئے اور آپ نے غسل فرمایا۔''(۳)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ''حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ایک درخت کے قریب محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ کی وجہ سے نفاس والی ہو گئیں تو نبی ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ وہ انہیں غسل کرنے اور پھر احرام باندھنے کا حکم دیں۔''(٤)

علما کی اکثریت کے نزدیک یہ غسل مستحب ہے اور یہی بات قابل ترجیح ہے۔(٥)

## مکہ میں داخل ہونے کے لیے غسل کرنا چاہیے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ (ہمیشہ) مکہ میں داخل ہوتے وقت مقام ذی طویٰ میں رات ٹھہرتے حتی کہ صبح ہوتی تو ﴿ يَغْتَسِلُ ﴾ ''غسل کرتے'' پھر دن کو مکہ میں داخل ہوتے اور نبی ﷺ کے متعلق بیان کرتے کہ ﴿ أَنَّهُ فَعَلَهُ ﴾ ''آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔''(٦)

---

(۱) [صحيح : تمام المنة (ص/ ۱۲۱) دار قطنی (۷۲/۲) تاریخ بغداد (٤٢٤/٥)] حافظ ابن حجرؒ نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ [تلخيص الحبير (۱۳۸/۱)]

(۲) [حسن : موطا (۲۲۳/۱) بیهقی (۳۹۷/۳)] شیخ محمد صبحی حسن حلاق نے اسے حسن قرار دیا ہے۔[التعليق على السيل الجرار (۳۰٦/۱)]

(۳) [حسن : إرواء الغليل (١٤٩) ترمذی (۸۳۰) كتاب الحج : باب ما جاء فى الاغتسال عند الاحرام ' ابن خزيمة (۲٥٩٥) دار قطنی (۲۲۰/۲) بيهقى (۳۲/٥) طبرانی كبير (۱۳٥/٥)]

(٤) [مسلم (۱۲۰۹) كتاب الحج ، أبو داود (۱۷٤۳) ابن ماجة (۲۹۱۱) دارمی (۳۳/۲)]

(٥) [الروضة الندية (۱۷۲/۱)]

(٦) [مسلم (۱۲٥٩) كتاب الحج : باب استحباب المبيت بذى طوى ......' بخاری (۱٥۷۳) أبو داود (۱۸٦٥) نسائی (۲۸٦٥) مؤطا (۳۲٤/۱) بيهقى (۷۲/٥)]

(شوکانی، ابن حجر رحمہما اللہ) مکہ میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا مستحب ہے۔(۱)

## مستحاضہ عورت کو نمازوں کے لیے غسل کرنا چاہیے

استحاضہ کی بیماری میں مبتلا عورت کے لیے ہر نماز کے لیے الگ غسل کرنا یا ظہر وعصر دونوں کے لیے ایک غسل، مغرب وعشاء دونوں کے لیے ایک غسل اور فجر کے لیے ایک غسل کرنا مستحب ہے۔

(1) حضرت اُم حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا استحاضہ کی بیماری میں مبتلا ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ارشاد فرمایا کہ غسل کیجیے پھر نماز پڑھیے لہٰذا ﴿ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ ﴾ ''وہ ہر نماز کے لیے (الگ) غسل کرتی تھیں۔'' اور ایک روایت میں یہ لفظ بھی ہیں ﴿ فَلْتَغْتَسِلْ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَتُصَلِّيْ ﴾ ''انہیں چاہیے کہ ہر نماز کے وقت غسل کریں اور (پھر) نماز پڑھیں۔''(۲)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سہلہ بنت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہا کو حالت استحاضہ میں ظہر وعصر کو ایک غسل کے ساتھ اور مغرب وعشاء کو ایک غسل کے ساتھ جمع کرنے اور فجر کو ایک غسل کے ساتھ ادا کرنے کا حکم دیا۔''(۳)

واضح رہے کہ مستحاضہ عورت پر یہ غسل واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔(٤)

## جس پر غشی طاری ہو اسے غسل کرنا چاہیے

جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض بڑھ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ نہیں اے اللہ کے رسول! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں اس پر آپ نے فرمایا ﴿ ضَعُوْا لِيْ مَاءً فِي الْمِخْضَبِ ﴾ ''میرے لیے ٹب میں پانی ڈالو۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نے ایسا ہی کیا اور آپ نے غسل فرمایا پھر آپ تکلیف ومشقت کے باوجود اٹھنے لگے تو آپ پر غشی طاری ہوگئی۔ جب افاقہ ہوا تو آپ نے دریافت کیا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ تو ہم نے کہا نہیں اے اللہ کے رسول! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے ٹب میں پانی ڈالنے کو کہا، ہم نے ایسا ہی کیا اور آپ نے

---

(۱) [نيل الأوطار (۳۵۹/۱) فتح الباري (۲۲۵/٤)]

(۲) [بخاري (۳۲۷) كتاب الحيض : باب عرق الاستحاضة ' مسلم (۳۳٤) أبو داود (۲۹۰) ترمذي (۱۲۹) نسائي (۱۸۱/۱) أحمد (۱٤۱/٦)]

(۳) [صحيح : صحيح أبو داود (۲۸۱) كتاب الطهارة : باب من قال تجمع بين الصلاتين و تغتسل لهما غسلا ' أبو داود (۲۹٤ ' ۲۹۵) أحمد (۱۹/٦ - ۱۷۲) نسائي (۱۸٤'۱۲۲/۱)]

(٤) [المغني (٤٤۸/۱) نيل الأوطار (۳٦۰/۱)]

غسل کیا لیکن پھر جب آپ اٹھنے لگے تو آپ پر غشی طاری ہو گئی۔ پھر افاقہ ہوا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا نہیں اے اللہ کے رسول! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں......الخ۔(۱)

(شوکانی، البانی رحمہم اللہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غشی سے افاقے پر تین مرتبہ غسل فرمایا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ غسل مستحب ہے۔(۲)

## مشرک کو دفن کرنے کے بعد غسل کرنا چاہیے

کسی مشرک کو دفن کرنے کے بعد غسل کر لینا بہتر و اولیٰ ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا ابو طالب فوت ہو گئے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا" جاؤ انہیں دفن کر دو۔" (حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ) جب میں دفن کر کے واپس گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا ﴿ اغْتَسِلْ ﴾ "غسل کرو۔"(۳)

## ہر مرتبہ ہم بستری کے وقت غسل کرنا چاہیے

جیسا کہ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کے متعلق فرمایا ﴿هٰذَا اَطْهَرُ وَاَطْيَبُ﴾ "یہی زیادہ پاکیزگی و صفائی کا باعث ہے۔"(٤)

---

(۱) [بخاری (٦٨٧) كتاب الآذان : باب إنما جعل الإمام ليؤتم به ' مسلم (٣١١/١) كتاب الصلاة : باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر ' نسائی (٧٨/٢) أحمد (٥٢/٢)]

(۲) [نيل الأوطار (٣٦٣/١) تمام المنة (ص/١٢٣)]

(۳) [**صحيح** : تمام المنة (ص/١٢٣) نسائی (١٩٠) كتاب الطهارة : باب الغسل من مواراة المشرك]

(٤) [**حسن** : صحيح أبو داود (٢٠٣) كتاب الطهارة : باب في الوضوء لمن أراد أن يعود ' ابو داود (٢١٩) أحمد (٨/٦) نسائی (٣٢٩/٥) ابن ماجة (٥٩٠)]

## باب التیمم — تیمّم کا بیان

لفظِ "تیمم" باب تَیَمَّمَ یَتَیَمَّمُ (بروزن تفعّل) سے مصدر ہے اور اس کا معنی ارادہ وقصد کرنا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ﴾ [البقرة: ٢٦٧] "ان میں سے بری چیزوں کے خرچ کرنے کا قصد نہ کرنا۔"(١) اصطلاحاً مخصوص طریقے سے پاک مٹی کے ساتھ چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا تیمّم ہے۔(٢)

### تیمّم کی مشروعیت

(1) ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى أَوْ عَلٰى سَفَرٍ أَوْ جَآءَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ أَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَأَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ﴾[المائدة: ٦] "اگر تم بیمار ہو یا حالت سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی ضروری حاجت سے فارغ ہو کر آیا ہو یا تم عورتوں سے ملے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمّم کر لو اسے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مل لو۔"

(2) فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا﴾ "میرے لیے زمین کو مسجد اور پاک کرنے والی (چیز) بنایا گیا ہے۔"(٣)

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) تیمّم ایسے شخص پر واجب ہے جس کے پاس پانی نہ ہو یا پانی تو ہو لیکن وہ اس کے استعمال سے عاجز ہو یا پانی کا استعمال اس کے لیے نقصان دہ ہو۔(٤)

### تیمّم اُمتِ محمد کا خاصہ ہے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿أُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِيْ: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِيْ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ وَأُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُبْعَثُ إِلٰى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى

(١) [القاموس المحيط (ص/١٠٥٧) المعجم الوسيط (ص/١٠٦٦) أنيس الفقهاء (ص/٥٧)]

(٢) [كشاف القناع (١٨٣/١) المغني (٣١٠/١)]

(٣) [مسلم (٥٢٣) كتاب المساجد ومواضع الصلاة، ترمذي (١٥٥٣) أحمد (٤١٢/٢) أبو عوانه (٣٩٥/١) بيهقي (٤٣٢/٢) دلائل النبوة (٤٧٢/٥) شرح السنة (٦/٧)]

(٤) [فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (٣٣١/٥)]

النَّاسِ كَافَّةً ﴾ ''مجھے پانچ اشیاء ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں کی گئی تھیں۔ایک مہینے کی مسافت سے رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے اور تمام زمین میرے لیے سجدہ گاہ اور پاکی کے لائق بنائی گئی ہے۔پس میری اُمت کا جو انسان نماز کے وقت کو (جہاں بھی) پالے اسے وہاں ہی نماز ادا کر لینی چاہیے۔اور میرے لیے غنیمت کا مال حلال کیا گیا ہے، مجھ سے پہلے یہ کسی کے لیے بھی حلال نہیں تھا۔اور مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے۔اور تمام انبیاء اپنی اپنی قوم کے لیے مبعوث ہوتے تھے لیکن میں تمام انسانوں کے لیے عام طور پر نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔'' (۱)

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ تیمّم کی اجازت اُن پانچ خاص انعامات میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے صرف اُمت محمد پر ہی کیے ہیں جبکہ پہلی اُمتوں کے لیے وہ نہیں تھے۔

## تیمّم کی ابتدا کیسے ہوئی؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ﴿ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ بَعْضِ أَسْفَارِهِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ ذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِیْ فَأَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْتِمَاسِهِ ........... فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِيْ كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ ﴾ ''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں نکلے جب بیداء یا ذاتِ جیش (مقام) پر پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ کر گر پڑا۔رسول اللہ ﷺ اسے تلاش کرنے کے لیے ٹھہر گئے اور لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ ٹھہر گئے لیکن وہاں پانی نہ تھا اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی تھا۔لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر (انہیں) کہنے لگے کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا؟ رسول اللہ ﷺ اور لوگوں کے ساتھ آپ کو بھی ایسے مقام پر ٹھہرا دیا ہے جہاں پانی نہیں ہے اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی ہے۔یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو اس وقت رسول اللہ ﷺ میری ران پر سر رکھ کر سو رہے تھے۔انہوں نے کہا تو نے رسول اللہ ﷺ اور لوگوں کو ایسے مقام پر روک دیا ہے جہاں پانی نہیں ہے اور نہ ہی ان کے پاس پانی ہے' اور مجھ سے ناراض ہو کر میری کوکھ پر کونچنے (مارنے) لگے لیکن میں نے ہلچل نہیں کی' صرف اس وجہ سے کہ رسول اللہ ﷺ کا سر میری ران پر تھا (آپ ﷺ سوتے رہے) جب صبح کو اٹھے تو پانی نہ تھا (بعض صحابہ نے بغیر وضو کے ہی نماز پڑھ لی جیسا کہ دوسری روایت میں ہے) تب اللہ تعالیٰ نے تیمّم کی آیت نازل فرما دی۔حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوبکر کے گھر والو! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے (یعنی تمہاری وجہ سے

---

(۱) [بخاری (۳۳۵) کتاب التیمم : باب ' أبو عوانه (۳۹۵/۱) بیهقی (۴۳۲/۲) دلائل النبوة (۴۷۲/۵)]

بہت سی برکتیں اور راحتیں مسلمانوں کو نصیب ہوئی ہیں) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ پھر ہم نے اپنا وہ اُونٹ اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو میرا ہار بھی اس کے نیچے سے برآمد ہو گیا۔"(۱)

## تیمّم کا طریقہ

- دونوں ہاتھ ایک مرتبہ پاک مٹی پر مار کر ان میں پھونکنا چاہیے۔
- پھر دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرنے چاہییں۔
- پھر دونوں ہاتھ ایک دوسرے پر پھیر لینے چاہییں (تیمّم ختم ہوا)۔

(1) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَمَرَهُ بِالتَّیَمُّمِ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّیْنِ ﴾ "نبی کریم ﷺ نے انہیں چہرے اور دونوں ہاتھوں کے لیے تیمّم کا حکم دیا۔"(۲)

(2) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں جنبی ہو گیا اور مجھے پانی نہ مل سکا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کو یاد ہو گا کہ میں اور آپ سفر میں تھے (ہم دونوں جنبی ہو گئے) آپ نے تو نماز ادا نہ کی لیکن میں مٹی میں لیٹ گیا اور نماز ادا کر لی پھر میں نے اس واقعہ کا ذکر نبی ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ اِنَّمَا كَانَ یَكْفِیكَ هٰكَذَا ﴾ "تمہیں تو صرف اس طرح کرنا ہی کافی تھا" چنانچہ نبی ﷺ نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر مارا اور ان میں پھونکا ﴿ ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّیْهِ ﴾ "پھر ان دونوں کو اپنے چہرے اور ہتھیلیوں پر پھیر لیا۔"

اور صحیح مسلم کی روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿ اِنَّمَا یَكْفِیكَ اَنْ تَضْرِبَ بِیَدَیْكَ الْاَرْضَ ثُمَّ تَنْفُخَ ثُمَّ تَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَكَ وَكَفَّیْكَ ﴾ "تجھے صرف اتنا ہی کافی تھا کہ تو اپنی دونوں ہتھیلیاں زمین پر مارتا پھر ان میں پھونکتا اس کے بعد ان کے ساتھ اپنے چہرے اور اپنی ہتھیلیوں کا مسح کرتا۔"(۳)

(3) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے تیمّم کے متعلق سوال کیا تو ﴿ فَاَمَرَنِی

---

(۱) [صحیح : صحیح نسائی (۲۹۹) کتاب الطهارة : باب بدء التیمم ' نسائی (۳۱۱) بخاری (۳۳٤) مسلم (۳٦۷) أبو داود (۳۱۷)]

(۲) [صحیح : صحیح أبو داود (۳۱۸) کتاب الطهارة : باب التیمم ' ترمذی (۱٤٤) أحمد (۲٦۳/٤) أبو داود (۳۲۷) دارمی (۱۹۰/۱) ابن خزیمة (۲٦۷)]

(۳) [بخاری (۳۳۸) کتاب التیمم : باب المتیمم هل ینفخ فیهما ' مسلم (۳٦۸) طیالسی (۲٤٥ـ منحة) أحمد (۲٦٥/٤) دارمی (۱۹۰/۱) أبو داود (۳۲۲) ترمذی (٤٤) نسائی (۱٦٥/۱) ابن ماجة (٥٦۹) ابن الجارود (۱۲٥) شرح معانی الآثار (۱۲۲/۱) دارقطنی (۱۸۲/۱) بیهقی (۲۰۹/۱) أبو عوانة (۳۰٥/۱) ابن خزیمة (۲٦۸) ابن حبان (٤۳۳/۲ـ الإحسان) شرح السنة (۳۹۸/۱)]

ضَرْبَةً وَّاحِدَةً لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ ﴾ ''آپ ﷺ نے مجھے چہرے اور دونوں ہاتھوں کے لیے (زمین پر) ایک مرتبہ ہاتھ مارنے کا حکم دیا۔'' (١)

⇦ یہاں یہ یاد رہے کہ جس حدیث میں چہرے کے لیے الگ اور ہاتھوں کے لیے الگ زمین پر ہاتھ مارنے کا ذکر ہے وہ ضعیف ہے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ التَّيَمُّمُ ضَرْبَتَانِ : ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِلْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ﴾ ''تیمّم یہ ہے کہ دومرتبہ زمین پر ہاتھ مارا جائے' ایک مرتبہ چہرے کے لیے اور ایک مرتبہ کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کے لیے۔'' (٢)

(جمہور علما، نووی، شوکانی، عبدالرحمٰن مبارکپوری، نواب صدیق حسن خان رحمہم اللہ) ان تمام بزرگ علما کی رائے یہی ہے کہ تیمّم' چہرے اور دونوں ہاتھوں کے لیے ایک ہی مرتبہ زمین پر ہاتھ مارنے کا نام ہے۔ (٣)

⇦ یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ قرآن میں جو تیمّم کے لیے صعید کا ذکر ہے (جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ [المائدة : ٦] ''پاکیزہ مٹی سے تیمّم کرو۔'') اس سے مراد زمین کا بالائی و سطحی حصہ ہے لہٰذا ہر اُس چیز کے ساتھ تیمّم کیا جا سکتا ہے جو زمین کی سطح ہے اور حدیث میں بطورِ خاص مٹی کا ہی لفظ اس لیے مذکور ہے کیونکہ عموماً زمین کا بالائی حصہ یہی ہوتی ہے۔ اس لیے جہاں زمین کی سطح مٹی ہو وہاں اسی سے تیمّم کیا جائے گا اور جہاں زمین کی سطح ریت ہو وہاں ریت سے تیمّم کیا جائے گا' اسی طرح جہاں زمین کی سطح کوئی اور چیز ہو وہاں اسی سے تیمّم کیا جائے گا۔ (واللہ اعلم)

(ابن قیم رحمہ اللہ) نبی کریم ﷺ اُسی زمین کے ساتھ تیمّم کر لیا کرتے تھے جس پر نماز ادا کرتے تھے خواہ وہ مٹی ہوتی 'شور والی زمین ہوتی یا ریت والی ہوتی۔ (٤)

## تیمّم وضوء سے کفایت کر جاتا ہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو شخص سفر میں نکلے' نماز کا وقت آ گیا لیکن دونوں کے پاس

---

(١) [صحيح : صحيح أبو داود (٣١٨) كتاب الطهارة : باب التيمم 'أبو داود (٣٢٧)]

(٢) [ضعيف : إرواء الغليل (١٨٥/١) دارقطني (١٨٠/١) حاكم (١٧٩/١) بيهقي (٢٠٧/١)] اس کی سند میں علی بن ظبیان راوی ہے کہ جسے حافظ ابن حجرؒ' امام ابن قطانؒ اور امام ابن معینؒ وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [تلخيص الحبير (١٥١/١)]

(٣) [فتح الباري (٦٠٦/١) نيل الأوطار (٣٨٩/١) المجموع (٢١٠/٢) نيل الأوطار (٣٩٠/١) تحفة الأحوذي (٤٧٠/١) الروضة الندية (١٨١/١)]

(٤) [زاد المعاد (٢٠٠/١)]

پانی نہ تھا۔ ان دونوں نے پاک مٹی کے ساتھ تیمّم کیا اور نماز ادا کر لی۔ بعد ازاں انہوں نے نماز کے وقت میں ہی پانی پالیا۔ ایک شخص نے وضو کر کے دوبارہ نماز ادا کی جبکہ دوسرے نے نماز نہ دہرائی۔ اس کے بعد دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور (آپ سے) اس کا تذکرہ کیا۔ آپ نے اس شخص سے کہا جس نے نماز نہیں دہرائی تھی ﴿ اَصَبْتَ السُّنَّةَ وَاَجْزَاَتْكَ صَلَاتُكَ ﴾ ''تو نے سنت کی موافقت کی ہے اور تیری نماز تیرے لیے کافی ہوگئی ہے۔'' اور جس نے وضو کر کے دوبارہ نماز ادا کی تھی اس سے فرمایا ﴿ لَكَ الْاَجْرُ مَرَّتَيْنِ ﴾ ''تیرے لیے دوگنا ثواب ہے۔'' (۱)

اس صحابی کا تیمّم کے ساتھ نماز ادا کرنا اور نبی کریم ﷺ کا اسے سنت کے موافق قرار دینا (حالانکہ نماز کے لیے وضو ضروری ہے) اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ تیمّم وضو سے کفایت کر جاتا ہے۔

⇦ واضح رہے کہ اگر انسان کے پاس پانی ہو مگر وہ بھول جائے کہ اس کے پاس پانی ہے، یا کسی دوسرے شخص کے پاس پانی ہو لیکن وہ نہ دے، یا کسی گہرے کنویں میں پانی ہو جس کے استعمال کی طاقت نہ ہو وغیرہ وغیرہ۔ تب بھی تیمّم کیا جا سکتا ہے اور ان جیسی صورتوں میں پانی کا حکم غیر موجود کا ہی ہوگا۔ (۲)

## تیمّم غسل سے بھی کفایت کر جاتا ہے

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ ﴾ [المائدۃ: ٦] ''یا تم نے عورتوں کو چھوا ہو (یعنی جماع و ہم بستری کی ہو اور پانی میسر نہ ہو تو تیمّم کر لو)۔''

(2) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو ایک آدمی (جماعت سے) الگ تھا۔ آپ نے (اسے) کہا ''تمہیں کس چیز نے نماز سے روکے رکھا؟'' اس نے کہا ﴿ اَصَابَتْنِيْ جَنَابَةٌ وَلَا مَآءَ ﴾ ''مجھے حالتِ جنابت لاحق ہے اور مزید یہ کہ پانی بھی میسر نہیں۔'' تو آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ عَلَيْكَ بِالصَّعِيْدِ فَاِنَّهُ يَكْفِيْكَ ﴾ ''تم مٹی کو لازم پکڑو (یعنی تیمّم کر لو) بلاشبہ یہ تمہیں کفایت کر جائے گی۔'' (۳)

---

(۱) [**صحیح**: صحیح أبو داود (۳۲۷) کتاب الطهارة: باب المتيمم يجد الماء بعد ما يصلي في الوقت، أبو داود (۳۳۸) نسائی (۲۱۳/۱) دارمی (۲۰۷/۱) حاکم (۱۷۸/۱) دار قطنی (۱۸۸/۱)]

(۲) [ملاحظہ فرمائیے: السيل الجرار للشوكاني (۱۲۴/۱)]

(۳) [بخاري (۳۴۴) کتاب التيمم: باب الصعيد الطيب وضوء المسلم يكفيه من الماء، مسلم (۶۸۲) أحمد (۴۳۴/۴) نسائی (۱۷۱/۱) شرح معانی الآثار (۴۶۶/۱) ابن الجارود (۱۲۲) دار قطنی (۲۰۲/۱) بیهقی (۲۱۸/۱) أخبار أصفهان لأبي نعيم (۲۶۴/۲) ابن خزيمة (۱۳۷/۱)]

ثابت ہوا کہ جماع ومباشرت اور احتلام کے بعد اگرچہ غسل ضروری ہے لیکن پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم بھی کافی ہو جاتا ہے۔

## جسے پانی کے استعمال سے نقصان کا اندیشہ ہو وہ تیمّم کر سکتا ہے

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَّرْضَى ...﴾ [المائدۃ : ٦] ''اور اگر تم حالت مرض میں ہو......''

(2) ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے کہ ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ [التغابن : ١٦] ''جس قدر تم میں استطاعت ہے اللہ سے ڈرو۔''

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ ''جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو اس پر حسبِ استطاعت عمل کرو۔''(١)

(4) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم سفر میں نکلے تو ہم میں سے ایک شخص کے سر پر پتھر لگ گیا جس سے اس کا سر زخمی ہو گیا (اسی رات) اسے احتلام ہو گیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا کہ ﴿هَلْ تَجِدُوْنَ لِيْ رُخْصَةً فِي التَّيَمُّمِ؟﴾ ''کیا تم سمجھتے ہو کہ میرے لیے تیمّم کی اجازت ہے۔'' انہوں نے جواب دیا ہم تیرے لیے کوئی رخصت نہیں پاتے کیونکہ تم پانی (کے استعمال) پر قادر ہو ﴿فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ﴾ ''اس نے غسل کیا اور وہ فوت ہو گیا۔'' پھر جب ہم (واپس) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا ﴿قَتَلُوْهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ﴾ ''انہوں نے اسے قتل کر دیا' اللہ انہیں قتل کرے۔'' انہوں نے علم نہ ہونے پر سوال کیوں نہ کیا کیونکہ جہالت کا علاج سوال ہی تو ہے۔(٢)

(5) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو جب غزوہ ذات السلاسل میں بھیجا گیا تو کہتے ہیں کہ ایک سخت سرد رات کو مجھے احتلام ہو گیا۔ مجھے ڈر تھا کہ اگر میں نے غسل کیا تو کہیں ہلاک نہ ہو جاؤں لہٰذا میں نے تیمّم کر لیا پھر اپنے ساتھیوں کے ساتھ صبح کی نماز پڑھ لی۔ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو لوگوں نے اس بات کا ذکر آپ سے کیا تو آپ نے فرمایا اے عمرو! تم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ حالت جنابت میں نماز ادا کر لی؟ میں نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد آ گیا تھا کہ ﴿وَلَا تَقْتُلُوْا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا﴾ [النساء :

---

(١) [بخاری (٧٢٨٨) كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة : باب الاقتداء بسنن رسول الله ' مسلم (١٣٣٧) أحمد (٢٥٨/٢) حميدی (١١٢٥) أبو يعلى (٦٣٠٥)]

(٢) [حسن : صحيح أبو داود (٣٢٥) كتاب الطهارة : باب في المجروح يتيمم ' أبو داود (٣٣٦) دارقطنی (١٨٩/١) بيهقی (٢٢٧/١)]

۲۹] ''اور تم اپنے نفسوں کو قتل مت کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر نہایت مہربان ہیں۔'' اس لیے میں نے تیمم کیا اور پھر نماز پڑھ لی۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور کچھ نہ کہا۔(۱)

(شوکانی، البانی، ابن رسلان رحمہم اللہ) ان بزرگ علما کی رائے کے مطابق مرض اور سخت سردی وغیرہ جیسے عذروں میں تیمم کیا جا سکتا ہے، البتہ سخت سردی میں ایسے شخص کے لیے تیمم درست نہیں جو پانی کو گرم کر کے استعمال کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔(۲)

## نماز کا وقت یا باجماعت نماز فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو تیمم درست نہیں

یعنی اگر نماز کا وقت ختم ہونے والا ہو یا باجماعت نماز ختم ہونے والی ہو تو انسان وقت میں نماز پانے یا نماز کی جماعت پانے کے لیے پانی کی موجودگی میں تیمم نہیں کر سکتا۔ کیونکہ تیمم اسی صورت میں درست ہے جب پانی میسر نہ ہو یا انسان پانی کے استعمال پر قادر نہ ہو۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَآءً فَتَيَمَّمُوا﴾ [المائدة : ٦] ''پانی میسر نہ ہو تو تیمم کر لو۔''

لہٰذا جب پانی میسر ہو اور انسان اسے استعمال کرنے پر بھی قادر ہو تو پھر اسے وضو ہی کرنا چاہیے خواہ نماز کا وقت ہی کیوں نہ ختم ہو جائے یا باجماعت نماز ہی کیوں نہ نکل جائے۔

(شوکانی، البانی رحمہ اللہ، سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) ان علما کا یہی فتویٰ ہے۔(۳)

## اگر پانی میسر ہو لیکن ناکافی ہو؟

فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ ''جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو حسبِ استطاعت اس پر عمل کرو۔''(٤)

درج بالا حدیث کی رُو سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جتنا بھی پانی ہو اسے حتی الامکان طہارت کے لیے استعمال

---

(۱) [بخاری تعليقا (٤٥٤/١) كتاب التيمم : باب إذا خاف الجنب على نفسه المرض، أحمد (٢٠٣/٤) أبو داود (٣٣٤) دار قطنی (١٧٨/١) حاكم (١٧٧/١) بيهقی (٢٢٥/١) صحيح أبو داود (٣٢٣)]

(۲) [نيل الأوطار (٣٨٠/١) تمام المنة (ص/١٣٢)]

(۳) [الدراری المضية (٨٦/١) السيل الجرار (١٢٦/١) تمام المنة (ص/١٣٢) فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (٣٤٠/٥)، (٣٤٧/٥)]

(٤) [بخاری (٧٢٨٨) كتاب الاعتصام بالكتاب و السنة : باب الاقتداء بسنن رسول الله، مسلم (١٣٣٧) أحمد (٢٥٨/٢) حميدی (١١٢٥) ابو يعلى (٦٣٠٥)]

ضرور کرنا چاہیے۔ ایسا نہیں کرنا چاہیے کہ پانی کم ہو تو اسے یکسر ترک کر کے محض تیمم ہی کر لیا جائے۔(۱)

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) آدمی موجود پانی کو جہاں تک ہو سکے استعمال کرے اور باقی اعضا کے لیے تیمم کر لے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾[التغابن : ١٦] ''جتنی تم طاقت رکھتے ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔''(۲)

## تیمم توڑنے والی اشیاء وہی ہیں جو وضو توڑنے والی ہیں

کیونکہ تیمم وضو کا بدل ہے اس لیے جو چیزیں وضو توڑتی ہیں وہی تیمم بھی توڑ دیتی ہیں۔(۳)

## پانی مل جانے سے تیمم ختم ہو جاتا ہے

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''پاک مٹی مسلمان کو پاک کرنے والی ہے اگرچہ دس سال اسے پانی نہ ملے لیکن ﴿فَإِذَا وَجَدَ الْمَاءَ فَلْيُمِسَّهُ بَشَرَتَهُ، فَإِنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ﴾ ''جب پانی میسر آ جائے تو اسے اپنے جسم پر ملے کیونکہ بلاشبہ اسی میں خیر و بھلائی ہے۔''(٤)

(ابن قدامہ، ابن حزم رحمہما اللہ) جب تیمم کرنے والے شخص کو پانی مل جائے اور وہ حالتِ نماز میں ہو تو وہ نماز چھوڑ کر وضو کرے اور اگر حالتِ جنابت سے ہو تو غسل کرے اور پھر نماز ادا کرے۔(٥)

⇦ یہاں یہ یاد رہے کہ درج بالا حدیث ﴿فَإِذَا وَجَدَ الْمَاءَ فَلْيُمِسَّهُ بَشَرَتَهُ﴾ کے عموم سے ایک صورت خاص ہے۔ وہ یہ کہ نماز سے فراغت کے بعد اگر نماز کے وقت میں ہی پانی مل جائے تو وضو کر کے دوبارہ نماز ادا کرنا ضروری نہیں جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پیچھے ذکر کی جا چکی ہے۔(٦)

---

(١) [نيل الأوطار (٣٨٧/١)]

(٢) [فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (٣٣٨/٥)]

(٣) [السيل الجرار (١٤٠/١) المحلى (مسألة : ٢٣٣) المغني لابن قدامة (٣٥٠/١)]

(٤) [**صحيح** : صحيح أبو داود (٣٢١، ٣٢٢) كتاب الطهارة : باب الجنب يتيمم، أبو داود (٣٣٢، ٣٣٣) أحمد (١٤٦/٥-١٤٧) ترمذى (١٢٤) نسائى (١٧١/١) ابن حبان (٧٥-الموارد) دارقطنى (١٨٧/١) حاكم (١٧٦/١-١٧٧) بيهقى (٢١٢/١) التاريخ الكبير للبخارى (٣١٧/٦) طيالسى (ص/٦٦) ابن أبى شيبة (١٥٦/١)]

(٥) [المغني لابن قدامة (٣٤٧/١) المحلى (مسألة : ٢٣٤)]

(٦) [**صحيح** : صحيح أبو داود (٣٢٧) كتاب الطهارة : باب في المتيمم يجد الماء بعد مايصل فى الوقت، أبو داود (٣٣٨) نسائى (٢١٣/١) حاكم (١٧٨/١) دارقطنى (١٨٨/١)]

## عورتوں کے لیے بھی تیمم مسنون ہے

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) آیت ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَآءً فَتَيَمَّمُوا﴾ ''پانی میسر نہ ہو تو تیمم کر لو۔'' میں تیمم کا حکم مردوں اور عورتوں کے لیے عام ہے اور وہ اس حکم میں برابر ہیں۔ لہٰذا اہل علم کے اجماع کے ساتھ عورتوں کے لیے بھی مردوں کی طرح تیمم درست ہے۔(۱)

## اگر مٹی، پانی کچھ بھی میسر نہ ہو تو بغیر طہارت ہی نماز پڑھ لینی چاہیے

تیمم کی اجازت نازل ہونے سے پہلے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا تھا تو کچھ آدمیوں کو رسول اللہ ﷺ نے اسے تلاش کرنے کے لیے بھیجا اور پھر نماز کا وقت ہو گیا لیکن اس وقت ان کے پاس پانی موجود نہیں تھا اور تیمم بھی مشروع نہیں تھا ﴿فَصَلُّوا بِغَيْرِ وُضُوْءٍ﴾ ''لہٰذا انہوں نے بغیر وضو کے ہی نماز پڑھ لی''۔ پھر جب واپسی پر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کی شکایت کی تو آیتِ تیمم نازل ہوئی۔(۲)

اس حدیث میں محل شاہد یہ ہے کہ اگر ایسی حالت میں نماز ممنوع ہوتی تو رسول اللہ ﷺ ان پر انکار ضرور فرماتے حالانکہ ایسا کچھ منقول نہیں اور اس وقت پانی کا نہ ہونا پانی اور (تیمم کے لیے) مٹی وغیرہ دونوں کے نہ ہونے کے مترادف تھا کیونکہ اس وقت طہارت کا حکم صرف پانی کے ساتھ ہی خاص تھا۔

فی الحقیقت ایسا بہت کم واقع ہوتا ہے لیکن بہر حال اس کا امکان تو موجود ہے مثلاً اگر کوئی مسلمان مجاہد بطور جنگی قیدی دشمنوں کے ہاتھ آ جائے اور اسے اس طرح جکڑا گیا ہو کہ اسے پانی اور مٹی دونوں میسر نہ ہوں اس کے علاوہ ایسا شدید مریض جو حرکت پر قادر نہ ہو اور نہ ہی کوئی دوسرا شخص اس کے قریب ہو جو اسے پانی یا مٹی وغیرہ فراہم کر سکتا ہے تو ایسی صورت میں انہیں کیا کرنا چاہیے؟ یقیناً حسبِ استطاعت عمل کا حکم ہے اس لیے بغیر وضو و تیمم کے ہی نماز ادا کر لینی چاہیے۔(واللہ اعلم بالصواب)

(ابن حزم رحمہ اللہ) جو شخص حضر میں قید ہو یا سفر میں اور وہ نہ مٹی پائے اور نہ ہی پانی یا اسے سولی دی گئی ہو اور نماز کا وقت ہو جائے تو وہ جس حالت میں بھی ہو نماز ادا کر لے۔(۳)

---

(۱) [فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (۵/۳۳۹)]

(۲) [صحيح: صحيح أبو داود (۳۰۹) كتاب الطهارة: باب التيمم، أبو داود (۳۱۷) بخاری (۳۳۴) ابن ماجة (۵۶۸) أحمد (۶/۵۷) نسائی (۱/۱۶۳) حميدی (۱۶۵) عبد بن حميد (۱۵۰۴)]

(۳) [المحلى (۲/۱۸۸)]

## مقررہ ایام والی عورت اپنے ایام پورے کرے

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا نے جب استحاضہ کی بیماری میں مبتلا ہونے کی شکایت کی تو نبی ﷺ نے فرمایا ﴿ فَإِذَا أَقْبَلَتْ حَيْضَتُكِ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّيْ ﴾ ''جب تمہیں حیض آئے تو نماز چھوڑ دو اور جب ختم ہو جائے تو جسم سے خون صاف کرو پھر نماز پڑھو۔''(۱)

(2) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿ لِتَنْتَظِرْ عَدَدَ اللَّيَالِيْ وَالْأَيَّامِ الَّتِيْ كَانَتْ تَحِيْضُهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ أَنْ يُّصِيْبَهَا الَّذِيْ أَصَابَهَا فَلْتَتْرُكِ الصَّلَاةَ قَدْرَ ذَالِكَ مِنَ الشَّهْرِ ﴾ ''اس بیماری (یعنی استحاضہ) کے لاحق ہونے سے پہلے وہ خواتین مہینے کی جن راتوں اور دنوں میں حیض والی ہوتی تھیں اس گنتی کے مطابق ہر ماہ نماز چھوڑ دیں۔''(۲)

(3) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے مستحاضہ عورت کے متعلق فرمایا ﴿ تَجْلِسُ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا ﴾ ''ایسی عورت اپنے حیض کے دنوں میں بیٹھے گی (نماز اور روزے وغیرہ سے یعنی طاہر خواتین کی طرح افعال سرانجام نہیں دے گی)''۔(۳)

(4) حضرت اُم حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے (استحاضہ کی بیماری کے) خون کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ امْكُثِيْ قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ ثُمَّ اغْتَسِلِيْ ﴾ ''اتنی مدت انتظار کرو جتنی دیر تمہارا حیض تمہیں پہلے روکے رکھتا تھا پھر غسل کرلو۔''(٤)

یہ تمام احادیث اس بات کا ثبوت ہیں کہ جس عورت کے ایامِ ماہواری مقرر ہوں وہ انہی کو پورا کرے گی۔

## جس کے ایام مقرر نہیں وہ قرائن کی طرف رجوع کرے

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا استحاضہ کے مرض میں مبتلا تھیں تو

---

(۱) [بخاری (۳۰۶) کتاب الحیض : باب الاستحاضة، مسلم (۳۳۳) أبو داود (۲۸۲) نسائی (۱۲٤/۱) ترمذی (۱۲۵) ابن ماجة (٦۲۱) ابن أبی شیبة (۱۲۵/۱) عبدالرزاق (۱۱٦۵) أبو عوانة (۳۱۹/۱)]

(۲) [صحیح : صحیح نسائی (۳٤۳) أبو داود (۲۷٤) کتاب الطهارة : باب فی المرأة تستحاض......، موطا (٦۲/۱) أحمد (۲۹۳/٦) نسائی (۱۸۲/۱) ابن ماجة (٦۲۳) دارمی (۱۹۹/۱) دار قطنی (۲۱۷/۱)]

(۳) [صحیح : صحیح نسائی (۳٤۹) صحیح أبو داود (۲۷٦) نسائی (۳٦۱) کتاب الحیض والاستحاضة : باب جمع المستحاضة بین الصلاتین و غسلها إذا جمعت]

(٤) [مسلم (۳۳٤) کتاب الحیض : باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، أحمد (۲۳۷/٦) دارمی (۱۹۸/۱) شرح معانی الآثار (۹۸/۱) نسائی (۱۸۱/۱)]

## مقررہ ایام والی عورت اپنے ایام پورے کرے

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا نے جب استحاضہ کی بیماری میں مبتلا ہونے کی شکایت کی تو نبی ﷺ نے فرمایا ﴿ فَإِذَا أَقْبَلَتْ حَيْضَتُكِ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّي ﴾ ”جب تمہیں حیض آئے تو نماز چھوڑ دو اور جب ختم ہو جائے تو جسم سے خون صاف کرو پھر نماز پڑھو۔“ (۱)

(2) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿ لِتَنْتَظِرْ عَدَدَ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ أَنْ يُصِيبَهَا الَّذِي أَصَابَهَا فَلْتَتْرُكِ الصَّلَاةَ قَدْرَ ذَالِكَ مِنَ الشَّهْرِ ﴾ ”اس بیماری (یعنی استحاضہ) کے لاحق ہونے سے پہلے وہ خواتین مہینے کی جن راتوں اور دنوں میں حیض والی ہوتی تھیں اس گنتی کے مطابق ہر ماہ نماز چھوڑ دیں۔“ (۲)

(3) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے مستحاضہ عورت کے متعلق فرمایا ﴿ تَجْلِسُ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا ﴾ ”ایسی عورت اپنے حیض کے دنوں میں بیٹھے گی (نماز اور روزے وغیرہ سے یعنی طاہر خواتین کی طرح افعال سرانجام نہیں دے گی)“۔ (۳)

(4) حضرت اُم حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے (استحاضہ کی بیماری کے) خون کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ امْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ ثُمَّ اغْتَسِلِي ﴾ ”اتنی مدت انتظار کرو جتنی دیر تمہارا حیض تمہیں پہلے روکے رکھتا تھا پھر غسل کر لو۔“ (٤)

یہ تمام احادیث اس بات کا ثبوت ہیں کہ جس عورت کے ایامِ ماہواری مقرر ہوں وہ انہی کو پورا کرے گی۔

## جس کے ایام مقرر نہیں وہ قرائن کی طرف رجوع کرے

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا استحاضہ کے مرض میں مبتلا تھیں تو

---

(۱) [بخاری (۳۰٦) كتاب الحيض : باب الاستحاضة ' مسلم (۳۳۳) أبو داود (۲۸۲) نسائی (۱/۱۲٤) ترمذی (۱۲۵) ابن ماجة (٦۲۱) ابن أبی شيبة (۱/۱۲۵) عبدالرزاق (۱۱٦۵) أبو عوانة (۱/۳۱۹)]

(۲) [صحيح : صحيح نسائی (۳٤۳) أبو داود (۲۷٤) كتاب الطهارة : باب فی المرأة تستحاض...... ' موطا (۱/٦۲) أحمد (٦/۲۹۳) نسائی (۱/۱۸۲) ابن ماجة (٦۲۳) دارمی (۱/۱۹۹) دار قطنی (۱/۲۱۷)]

(۳) [صحيح : صحيح نسائی (۳٤۹) صحيح أبو داود (۲۷٦) نسائی (۳٦۱) كتاب الحيض والاستحاضة : باب جمع المستحاضة بين الصلاتين و غسلها إذا جمعت]

(٤) [مسلم (۳۳٤) كتاب الحيض : باب المستحاضة وغسلها وصلاتها ' أحمد (٦/۲۳۷) دارمی (۱/۱۹۸) شرح معانی الآثار (۱/۹۸) نسائی (۱/۱۸۱)]

رسول اللہ ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا ﴿ اِنَّ دَمَ الْحَيْضِ دَمٌ اَسْوَدُ يُعْرَفُ فَاِذَا كَانَ ذَالِكَ فَاَمْسِكِيْ عَنِ الصَّلَاةِ فَاِذَا كَانَ الْآخَرُ فَتَوَضَّئِيْ وَصَلِّيْ ﴾ ''بلاشبہ حیض کا خون سیاہ رنگ کا ہوتا ہے جو پہچانا جاتا ہے' جب ایسا خون ہو تو نماز سے احتراز کرو اور جب کوئی دوسرا (خون) ہو تو وضو کرو اور نماز ادا کرو۔'' (۱)

(2) ایک روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿ فَاِنَّمَا هُوَ دَاءٌ عَرَضَ اَوْ رَكْضَةٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ اَوْ عِرْقٌ انْقَطَعَ ﴾ ''بلاشبہ یہ ایک پیش آمدہ بیماری ہے' یا شیطان کا چوکہ ہے' یا ایک منقطع رگ ہے'' (یہ بات استحاضہ کے خون کے متعلق ہے)۔(۲)

معلوم ہوا کہ اگر عورت کے ایامِ ماہواری مقرر نہ ہوں تو وہ علامات کے ذریعے حیض کا خون پہچاننے کی کوشش کرے، پھر حیض کے خون کی کوئی علامت مل جائے تو نماز چھوڑ دے ورنہ وضو کرے اور نماز پڑھ لے۔

## حیض کا خون عام خون سے ممتاز ہونے کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے

(1) حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے ﴿ اِنَّ دَمَ الْحَيْضِ دَمٌ اَسْوَدُ يُعْرَفُ ﴾ ''بلاشبہ حیض کا خون سیاہ رنگ کا ہوتا ہے جو کہ پہچانا جاتا ہے۔'' (۳)

(2) حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم زرد اور خاکی رنگ کے خون کو طہارت و پاکیزگی کے بعد کچھ شمار نہیں کرتی تھیں۔(٤)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا اور دیگر مسلم خواتین طہر سے پہلے اس رنگ کے خون کو حیض شمار کرتی تھیں۔لہٰذا یہ حیض کے خون کا رنگ ہے جس سے اسے پہچانا جا سکتا ہے۔

(3) ایک روایت میں ہے کہ خواتین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ڈبیہ (جس میں حیض کی روئی رکھی جاتی تھی) بھیجتی تھیں' اس میں ایسی روئی ہوتی جس میں زرد رنگ ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتیں کہ جلدی نہ کرو جب تک کہ چونے کی طرح سفیدی نہ دیکھو یعنی ایام ماہواری سے بالکل پاک نہ ہو جاؤ۔(٥)

---

(۱) [**حسن** : صحيح أبو داود (٢٦٣) كتاب الطهارة : باب إذا أقبلت الحيضة تدع الصلاة ' أبو داود (٢٨٦) نسائي (١٨١/١) ' (٢١٦)]

(۲) [**صحيح** : التعليقات الرضية على الروضة الندية (٢١٣/١) دارقطني (٢٠٦/١) بيهقي (٣٤٤/١) حاكم (١٧٥/١)]

(۳) [**حسن** : صحيح أبو داود (٢٦٣) كتاب الطهارة : باب إذا أقبلت الحيضة تدع الصلاة ' أبو داود (٢٨٦)]

(٤) [**صحيح** : صحيح أبو داود (٣٢٥) كتاب الطهارة : باب في المرأة ترى الكدرة والصفرة بعد الطهر ' أبو داود (٣٠٧) بخاري (٣٢٦) دارمي (٢١٥/١) نسائي (١٨٦/١) ابن ماجة (٦٤٧)]

(٥) [بخاري (قبل الحديث/ ٣٢٠) كتاب الحيض : باب إقبال المحيض وإدباره ' مؤطا (٥٩/١)]

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ حیض کا خون سیاہ رنگ کے علاوہ' زرد اور خاکی رنگ کا بھی ہوتا ہے اس کے علاوہ حیض کے خون کا رنگ (بعض روایات سے) سرخ بھی ثابت ہے۔

(جمہور علما' شوکانی' البانی رحمہم اللہ) اسی کے قائل ہیں۔(۱)

## حیض کا خون آئے تو عورت نہ نماز پڑھے اور نہ روزہ رکھے

(1) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے ارشاد فرمایا ﴿ أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ ﴾ ''کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت حائضہ ہوتی ہے تو نہ وہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے۔''(۲)

(2) حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کہا ﴿ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلَاةَ ﴾ ''جب حیض کا خون آئے تو نماز چھوڑ دو۔''(۳)

(شوکانی' شیخ ابن عثیمین رحمہما اللہ) یہ مسئلہ اتفاقی ہے کہ حائضہ عورت نہ نماز پڑھے گی اور نہ روزہ رکھے گی۔(٤)

## حائضہ عورت سے ہم بستری حرام ہے

(1) ﴿ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ﴾ [البقرة: ۲۲۲] ''لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کے متعلق سوال کرتے ہیں' تو کہہ دیجیے کہ وہ گندگی ہے لہٰذا تم حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ (حیض سے) پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب مت جاؤ' ہاں جب وہ (غسل کر کے) پاکیزگی حاصل کرلیں تو جہاں سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں اجازت دی ہے ان کے پاس جاؤ۔''

(2) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ أَتَى حَائِضًا أَوِ امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا أَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﴾ ''جس نے حائضہ عورت سے مباشرت وہم بستری کی یا کسی عورت کی پشت میں دخول کیا یا کاہن کے پاس آیا (اور اس کی تصدیق کی) تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ

---

(۱) [نيل الأوطار (۱/ ٤۰۲) تمام المنة (ص/ ۱۳٦) التعليقات الرضية على الروضة الندية (۱/ ۲۱٥)]

(۲) [بخاري (۳۰٤) كتاب الحيض: باب ترك الحائض الصوم' مسلم (۱۳۲) نسائي (۳/ ۱۷۸) ابن ماجة (۱۲۸۸) ابن حبان (٥۷٤٤) بيهقي (٤/ ۲۳٥)]

(۳) [بخاري (۳۰٦) كتاب الحيض: باب الاستحاضة' مسلم (۳۳۳) أبو داود (۲۸۲) نسائي (۱/ ۱۲٤) ترمذي (۱۲٥) ابن ماجة (٦۲۱) عبدالرزاق (۱۱٦٥) أبو عوانة (۱/ ۳۱۹)]

(٤) [نيل الأوطار (۱/ ٤۰۹) فتاوى المرأة المسلمة (۱/ ۲۸۲-۲۸۳)]

تعلیمات کا کفر کر دیا۔''(۱)

(3) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حائضہ عورت کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ﴿ اصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ ﴾ ''نکاح (یعنی جماع وہم بستری) کے علاوہ (حائضہ عورت سے) سب کچھ کرو۔''(۲)

(ابن تیمیہ، ابن حجر ہیثمی، شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ رحمہم اللہ) حائضہ عورت کے ساتھ ہم بستری کرنا ائمہ کے اتفاق کے ساتھ حرام ہے۔(۳)

## ہم بستری کے علاوہ حائضہ عورت سے مباشرت جائز ہے

(1) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ ﴾ ''(حائضہ عورت سے) جماع وہم بستری کے علاوہ سب کچھ کرو۔''(٤)

(2) ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری بیوی جب حائضہ ہو تو میرے لیے اس سے کیا حلال ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ لَكَ مَا فَوْقَ الْإِزَارِ ﴾ ''تمہارے لیے وہ سب کچھ حلال ہے جو تہبند کے اوپر ہے۔''(٥)

(3) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ہم میں سے کوئی حائضہ ہوتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مباشرت کرنا چاہتے تو اسے تہبند باندھنے کا حکم دیتے' اور اس وقت حیض زور پر ہوتا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مباشرت کرتے۔''(٦)

---

(۱) [صحيح : صحيح ترمذی (۱۱٦) كتاب الطهارة : باب ما جاء فی كراهية إتيان الحائض' ترمذی (۱۳٥) أحمد (٤٠٨/٢) أبو داود (٣٩٠٤) ابن ماجة (٦٣٩) دارمی (٢٥٩/١)]

(۲) [مسلم (٣٠٢) كتاب الحيض : باب جواز غسل الحائض رأس زوجها و ترجيله..... أحمد (١٣٢/٣) دارمی (٢٤٥/١) أبو داود (٢٥٨) ترمذی (٢٩٧٧) نسائی (١٨٧/١) ابن ماجة (٦٤٤) بيهقی (٣١٣/١) ابن حبان (١٣٥٢) أبو عوانة (٣١١/١) أبو يعلی (٣٥٣٣) أبو داود طيالسی (٢٠٥٢)]

(۳) [مجموع الفتاوی (٦٢٤/٢١) الزواجر (٢٨١/١) فتاوی المرأة المسلمة (٢٨٠/١)]

(٤) [مسلم (٣٠٢) كتاب الحيض]

(٥) [صحيح : صحيح أبو داود (١٩٧) كتاب الطهارة : باب فی المذی' أبو داود (٢١٢)]

(٦) [بخاری (٣٠٢) كتاب الحيض : باب مباشرة الحائض' أحمد (١٧٣/٦) دارمی (٢٤٢/١) مسلم (٢٩٣) أبو داود (٢٦٨) ترمذی (١٣٢) ابن ماجة (٦٣٥) ابن الجارود (١٠٦) أبو داود طيالسی (٢٣٧) الإحسان لابن حبان (٤٦٧/٢) بيهقی (٣١٠/١) شرح السنة (٤١١/١)]

(ابن قدامہ، شیخ ابن عثیمین رحمہما اللہ) آدمی شرمگاہ کے علاوہ حائضہ عورت سے فائدہ حاصل کرسکتا ہے۔(۱)

## حیض کے اختتام پر غسل سے پہلے ہم بستری جائز نہیں

﴿فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ﴾ [البقرة : ٢٢٢] ''حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ (حیض سے) پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب مت جاؤ پس جب وہ (غسل کر کے) پاک ہو جائیں تو جہاں سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں اجازت دی ہے ان کے پاس جاؤ۔''

اس آیت میں حائضہ عورت سے مباشرت کے لیے دو مرتبہ طہارت کا ذکر ہے یعنی ﴿حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ﴾ اور ﴿فَإِذَا تَطَهَّرْنَ﴾۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر کے مطابق پہلی طہارت سے مراد انقطاعِ حیض ہے جبکہ دوسری طہارت پانی کے ساتھ طہارت یعنی غسل ہے۔(۲)

(جمہور علما، ابن کثیر، قرطبی، ابن قدامہ، شوکانی رحمہم اللہ) شوہر کے لیے حائضہ عورت سے اُس وقت تک مباشرت جائز نہیں جب تک وہ غسل نہ کر لے۔ قرآنی آیت کا یہی مفہوم ہے۔(۳)

## حالتِ حیض میں جماع و ہم بستری کا کفارہ

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کے متعلق ارشاد فرمایا جو حالت حیض میں اپنی بیوی سے ہم بستری کرتا ہے ﴿يَتَصَدَّقُ بِدِينَارٍ أَوْ بِنِصْفِ دِينَارٍ﴾ ''وہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرے۔''(٤)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اگر ایام ماہواری کی ابتدا میں ہم بستری کرے تو دینار اور اگر خون کے انقطاع پر جماع و ہم بستری کرے تو آدھا دینار (صدقہ کرے)۔(٥)

(3) ایک اور روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''اگر (جماع کے وقت) سرخ خون آ رہا ہو تو

---

(۱) [المغني (۳۵۰/۱) فتاوى منار الإسلام (۱۱۳/۱)]

(۲) [تيسير العلي القدير (۱۸۱/۱)]

(۳) [تفسير ابن كثير ـ بتحقيق عبدالرزاق مهدي (۵۲۲/۱) تفسير قرطبي (۸۸/۲) المغني لابن قدامة (٤۱۹/۱) تفسير فتح القدير (۲۲٦/۱)]

(٤) [صحيح : صحيح أبو داود (۲۳۷) كتاب الطهارة : باب إتيان الحائض، أبو داود (۲٦٤) أحمد (۲۲۹/۱) دارمي (۲۵٤/۱)]

(٥) [صحيح موقوف : صحيح أبو داود (۲۳۸) كتاب الطهارة : باب إتيان الحائض، أبو داود ۲٦۵)]

دیناراور اگر زرد ہو تو آدھا دینار (صدقہ کرے)۔''(۱)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حائضہ عورت سے جماع وہم بستری کرنے والے شخص پر توبہ واستغفار کے ساتھ دینار یا نصف دینار جسے بھی وہ شخص پسند کرے صدقہ کرنا بھی ضروری ہے جیسا کہ نبی ﷺ سے صرف اتنا ہی ثابت ہے۔ تاہم دینار یا نصف دینار صدقہ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی موقوف روایات کو مدنظر رکھنا ہی اولیٰ وبہتر ہے۔

(شوکانی، شیخ ابن عثیمین، شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی رحمہم اللہ) اسی کے قائل ہیں۔(۲)

## حائضہ پاک ہو کر صرف روزوں کی قضائی دے

حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ حائضہ عورت روزے کی قضائی تو دیتی ہے لیکن نماز کی قضائی نہیں دیتی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہمیں ایسی حالت درپیش ہوتی تو ﴿ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ ﴾ ''ہمیں روزے کی قضائی کا حکم دیا جاتا تھا اور نماز کی قضائی کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔''(۳)

(نووی، شوکانی، ابن منذر، نواب صدیق حسن خان رحمہم اللہ) اس مسئلے پر علما کا اجماع ہے۔(۴)

## کیا حاملہ کو حیض آ سکتا ہے؟

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) حاملہ عورت سے جو خون خارج ہوتا ہے وہ فاسد خون ہوتا ہے حیض کا خون نہیں ہوتا اور اس پر لازم ہے کہ ہر نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد وضو کرے، نماز پڑھے، اپنے خاوند کے لیے حلال ہو جائے، روزے رکھے اور اس پر کوئی قضا نہیں۔(۵)

---

(۱) [**صحيح موقوف** : صحيح ترمذی (۱۱۸) كتاب الطهارة : باب ما جاء فی الكفارة فی إتيان الحائض، ترمذی (۱۳۷)]

(۲) [نيل الأوطار (۴۰۸/۱) فتاوى المرأة المسلمة (۲۸۰/۱)، (۲۷۹/۱)]

(۳) [**صحيح** : صحيح أبو داود (۲۳۶) كتاب الطهارة : باب فی الحائض لا تقضی الصلاة، أبو داود (۲۶۳) أحمد (۲۳۲/۶) بخاری (۳۲۱) مسلم (۳۳۵) ترمذی (۱۳۰) نسائی (۱۹۱/۱) ابن ماجة (۶۳۱) أبو عوانة (۳۲۴/۱) دارمی (۲۳۳/۱) طيالسی (۱۵۷۰) ابن الجارود (۱۰۱) بيهقی (۳۰۸/۱)]

(۴) [المجموع (۳۵۱/۲-۳۵۵) السيل الجرار (۱۴۸/۱) الإجماع لابن المنذر (ص/۳۷)، (رقم/۲۸، ۲۹) الروضة الندية (۱۹۰/۱)]

(۵) [فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (۳۹۳/۵)]

## حائضہ عورت کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے

حائضہ کے ساتھ خورد ونوش میں شرکت کرنا حتی کہ اس کا جوٹھا کھانا بھی جائز ہے جیسا کہ اس کے چند دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہودیوں میں جب کوئی عورت حائضہ ہو جاتی تو وہ اس کے ساتھ کھانا پینا اور گھروں میں میل جول رکھنا چھوڑ دیتے تھے۔ صحابہ کرام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ﴾ [البقرۃ: ۲۲۲] تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿اصْنَعُوا كُلَّ شَيْئٍ إِلَّا النِّكَاحَ﴾ ''تم ان سے ہر طرح کا فائدہ اٹھا سکتے ہو البتہ جماع وہم بستری نہیں کر سکتے۔'' (۱)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ﴿كُنْتُ أَشْرَبُ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ فَيَشْرَبُ وَأَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ﴾ ''میں حالت حیض میں پانی پیتی اس کے بعد وہ برتن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہونٹوں کی جگہ پر اپنے ہونٹ رکھتے اور پانی پیتے' اور جب (دانتوں کے ساتھ) ہڈی سے گوشت اتارتی جبکہ میں حائضہ ہوتی اس کے بعد میں ہڈی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی' آپ اپنے دانت میرے دانتوں کی جگہ پر رکھتے۔'' (۲)

(طبری رحمہ اللہ) حائضہ عورت کے ساتھ کھانے پینے کے جواز پر اجماع ہے۔ (۳)

## طواف بیت اللہ کے علاوہ حائضہ تمام مناسکِ حج ادا کر سکتی ہے

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا کہ ﴿فَافْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي﴾ ''تم پاکیزہ ہونے تک بیت اللہ کے طواف کے علاوہ وہ تمام کام کرو جو حاجی کرتے ہیں۔'' (٤)

---

(۱) [مسلم (۳۰۲) کتاب الحیض: باب جواز غسل الحائض رأس زوجها و ترجيله ' أبو داود (۲۵۸) ترمذی (۲۹۷۷) نسائی (۱۸۷/۱) ابن ماجة (٦٤٤) بيهقی (۳۱۳/۱) ابن حبان (۱۳۵۲) أبو عوانة (۳۱۱/۱) أبو داود طيالسی (۲۰۵۲) أحمد (۱۳۲/۳) دارمی (۲٤٥/۱) أبو يعلی (۳٥۳۳)]

(۲) [مسلم (۳۰۰) أيضا ' أبو داود (۲۵۹) نسائی (٥٦/۱) ابن ماجة (٦٤٣) أحمد (٦٢/٦) حميدی (١٦٦) ابن خزيمة (۱۱۰)]

(۳) [تفسير طبری (۳۹۷/۲)]

(٤) [بخاری (۳۰۵) کتاب الحيض: باب تقضی الحائض المناسك كلها إلا الطواف بالبيت]

## حائضہ عورت پر طوافِ وداع لازم نہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ أُمِرَ النَّاسُ أَنْ يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ إِلَّا أَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الْحَائِضِ ﴾ ''لوگوں کو حکم دیا گیا کہ (دورانِ حج) ان کا آخری وقت بیت اللہ میں گزرے مگر حائضہ عورت سے اس کی تخفیف کر دی گئی ہے۔''(۱)

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) حائضہ اور نفاس والی عورت پر طوافِ وداع لازم نہیں۔(۲)

## حائضہ عورت اپنے خاوند کے سر میں کنگھا کر سکتی ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ﴿ كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا حَائِضٌ ﴾ ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں کنگھا کیا کرتی تھی اور میں حائضہ ہوتی تھی۔''(۳)

## خاوند اپنی حائضہ بیوی کی گود میں قرآن پڑھ سکتا ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَّكِئُ فِي حِجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ ﴾ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں ٹیک لگا لیتے اور میں حائضہ ہوتی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھتے تھے۔''(٤)

## حائضہ کو چاہیے کہ حیض آلود کپڑا ضرور دھوئے

چونکہ حیض کا خون نجس و پلید ہے لہٰذا جس کپڑے کو یہ خون لگ جائے اسے دھونا ضروری ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث اس پر شاہد ہیں:

(1) حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِذَا أَصَابَ ثَوْبَ إِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَلْتَقْرُصْهُ ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِمَاءٍ ثُمَّ لِتُصَلِّي فِيهِ ﴾ ''جب تم میں سے کسی عورت کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو اسے چاہیے کہ اس کپڑے کو ملے پھر اس پر پانی کے چھینٹے مارے پھر اس میں نماز پڑھے۔''(٥)

---

(۱) [بخاری (۱۷۵۵) کتاب الحج : باب طواف الوداع]
(۲) [فتاوی إسلامية (۲۳۷/۱)]
(۳) [بخاری (۲۹۵) کتاب الحیض : باب غسل الحائض رأس زوجها و ترجیله]
(٤) [بخاری (۲۹۷) کتاب الحیض : باب قراءة الرجل فی حجر امرأته وهی حائض]
(٥) [بخاری (۳۰۷) کتاب الحیض : باب غسل دم الحیض]

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ﴿ كَانَتْ إِحْدَانَا تَحِيضُ ثُمَّ تَقْتَرِصُ الدَّمَ مِنْ ثَوْبِهَا عِنْدَ طُهْرِهَا فَتَغْسِلُهُ وَتَنْضَحُ عَلَى سَائِرِهِ ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ ﴾ ''ہمیں حیض آتا تو کپڑے کو پاک کرتے وقت ہم خون کو مَل دیتے' پھر اس جگہ کو دھو لیتے اور تمام کپڑے پر پانی بہا دیتے اور اسے پہن کر نماز پڑھتے۔''(۱)

## حائضہ کے ساتھ سونا جائز ہے

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چادر میں لیٹی ہوئی تھی اتنے میں مجھ کو حیض آ گیا اور میں نکل بھاگی اور اپنے حیض کے کپڑے سنبھالے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے نفاس (یعنی حیض) ہوا ہے؟ تو میں نے کہا جی ہاں! ﴿ فَدَعَانِي فَأَدْخَلَنِي مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ ﴾ ''پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور اپنے ساتھ چادر میں داخل کر لیا۔''(۲)

## حائضہ عورت بھی عیدین کے لیے نکلے گی

حائضہ عورت پر عید کے دن عید گاہ میں جا کر مسلمانوں کی دعا میں شریک ہونا ضروری ہے۔ حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ''دیگر خواتین کی طرح حائضہ عورتیں بھی خیر اور مسلمانوں کی دعوت میں شریک ہوں لیکن نماز کی جگہ سے الگ رہیں۔''(۳)

## حالت حیض میں عورت کو طلاق دینا حرام ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دے دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلائی تو آپ ناراض ہو گئے پھر آپ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو رجوع کا حکم دینے کے بعد فرمایا ''اسے چاہیے کہ وہ اسے پاکیزگی کی حالت میں یا حالتِ حمل میں طلاق دے۔''(٤)

## جس عورت کو وقفے وقفے سے حیض آئے

یعنی بالفرض عورت کو چار دن حیض آئے پھر تین دن بعد دوبارہ آنے لگے تو وہ کیا کرے؟ اس مسئلے میں راجح

(۱) [بخاری (۳۰۸) کتاب الحیض : باب غسل دم الحیض]

(۲) [بخاری (۳۲۲) کتاب الحیض : باب النوم مع الحائض وھی فی ثیابھا]

(۳) [بخاری (۳۲٤) کتاب الحیض : باب شھود الحائض العیدین ودعوۃ المسلمین ویعتزلن المصلی]

(٤) [بخاری (۷۱٦۰) کتاب الأحکام : باب ھل یقضی القاضی أو یفتی وھو غضبان' مسلم (۱۰۹۵) کتاب الطلاق : باب تحریم طلاق الحائض بغیر رضاھا' أبو داود (۱/۵۰۰) عارضۃ الأحوذی (۵/۱۲۳) دارمی (۲/۱٦۰) مؤطا (۲/۵۷٦) أحمد (۲/۲٦)]

مؤقف یہی ہے کہ وہ جب خون کو دیکھے نماز روزہ ترک کر دے اور اس کا خاوند بھی اس سے مباشرت نہ کرے اور جب خون ختم ہو جائے خواہ وہ درمیانی وقت ہو یا اس کے علاوہ وہ غسل کر کے پاکیزہ خواتین کی طرح تمام افعال سرانجام دے اور اگر عادت کے ایام میں کچھ کمی بیشی ہو جائے تو پھر وہ اسی اصول پر عمل کرے گی (یعنی عادت کے ایام پورے کرے گی)۔(۱)

## حائضہ اور جنبی قرآن پڑھ سکتے ہیں

(1) امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ﴿ أَنَّهُ لَمْ يَرَ فِي الْقِرَاءَةِ لِلْجُنُبِ بَأْسًا ﴾ ''وہ جنبی کے لیے قراءتِ (قرآن) میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔''(۲)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ امام ابن بطال رحمہ اللہ وغیرہ نے کہا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث (یعنی غير أن لا تطوفي بالبيت) کے ساتھ حائضہ اور جنبی کے لیے قرآن پڑھنے کے جواز پر استدلال کیا ہے کیونکہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مناسک حج میں سے صرف طواف کو ہی مستثنیٰ کیا ہے جبکہ طواف کے علاوہ مناسک حج میں ذکر تلبیہ اور دعا وغیرہ سب شامل ہیں۔(۳)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے رہتے تھے۔(٤)

(3) امام حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قرائت کے متعلق سوال کیا؟ تو انہوں نے اس میں کچھ حرج نہ محسوس کرتے ہوئے کہا ﴿ أَلَيْسَ فِيْ جَوْفِهِ الْقُرْآن؟ ﴾ ''کیا اس کے پیٹ میں قرآن نہیں۔''(٥)

## حائضہ اور جنبی کو قرآن پکڑنے سے اجتناب کرنا چاہیے

حدیث نبوی ہے کہ ﴿ لَا يَمَسَّ الْقُرْآنَ إِلَّا طَاهِرٌ ﴾ ''قرآن کو صرف طاہر ہی ہاتھ لگائے۔''(٦)

## حائضہ اور جنبی قرآن کے علاوہ دیگر اشیا پکڑ سکتے ہیں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ﴿ نَاوِلِيْنِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ ﴾ ''مجھے مسجد سے

(۱) [فتاویٰ ابن باز مترجم (۱/٥٥) الفتاوى السعدية (ص/۱۳٥) فتاوى المرأة المسلمة (۱/۲٦۷)]

(۲) [بخاری تعليقا (۱/٤٨٥) كتاب الحيض : باب تقضى الحائض المناسك كلها إلا الطواف بالبيت]

(۳) [فتح البارى (۱/٤٨٦)]

(٤) [مسلم (۳۷۳) أبو داود (۱۸)]

(٥) [تمام المنة (ص/۱۱۸)]

(٦) [صحيح : إرواء الغليل (۱۲۲) مؤطا (٤۱۹) نسائى (۸/٥۷) دارمى (۲/۱٦۱) دار قطنى (۱/۱۲۲)]

مصلی پکڑاؤ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا میں تو حائضہ ہوں اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ ﴾ "تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔" (۱)

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) جنبی کے لیے غسل سے پہلے کپڑے، طشتری اور ہنڈیا جیسی اشیا پکڑنا جائز ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت، کیونکہ جنبی پلید نہیں اور نہ ہی وہ چیز پلید ہوتی ہے جسے اس نے چھوا ہو۔ (۲)

## حائضہ اور جنبی مسجد میں ٹھہر نہیں سکتے البتہ گزر سکتے ہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِنِّي لَا أُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا جُنُبٍ ﴾ "بلاشبہ میں حائضہ اور جنبی کے لیے مسجد میں داخلہ جائز قرار نہیں دیتا۔" (۳)

معلوم ہوا کہ حائضہ اور جنبی کے لیے مسجد میں داخلہ ممنوع ہے البتہ انہیں بوقت ضرورت مسجد میں داخلے کی اجازت بھی حاصل ہے اور اس کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا ﴿ نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ ﴾ "مجھے مسجد سے مصلی پکڑاؤ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا میں تو حائضہ ہوں اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ ﴾ "تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں۔" (٤)

اور بطور خاص جنبی کی رخصت قرآن میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے ﴿ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ ﴾ [النساء: ٤٣] "اور جنابت کی حالت میں (جب تک تم غسل نہ کرلو نماز کے قریب نہ جاؤ) ہاں اگر راہ چلتے گزرنے والے ہو تو اور بات ہے۔"

امام طبری رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے کہ انصار کے کچھ لوگوں کے دروازے مسجد کی طرف تھے لہٰذا جب انہیں جنابت لاحق ہوتی اور پانی نہ ملتا تو مسجد کے علاوہ اسے حاصل کرنے کا ان کے پاس کوئی اور راستہ نہ ہوتا اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی ﴿ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ ﴾ [النساء: ٤٣] (٥)

معلوم ہوا کہ حائضہ اور جنبی کے لیے مسجد میں قیام درست نہیں البتہ بوقتِ ضرورت داخلہ یا گزرنا جائز ہے۔

---

(۱) [مسلم (۲۹۹) کتاب الحیض: باب جواز غسل الحائض رأس زوجها و ترجیله]

(۲) [فتاوی إسلامية (۲۱٤/۱)]

(۳) [أبو داود (۲۳۲) کتاب الطهارة: باب فی الجنب یدخل المسجد، بیهقی (٤٤۲/۲)] امام زیلعی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ [نصب الراية (۱۹٤/۱)] شیخ حازم علی قاضی نے اسے صحیح کہا ہے۔ [التعليق على سبل السلام (۲۰۱/۱)] اور شیخ محمد صبحی حسن حلاق نے اسے حسن کہا ہے۔ [التعليق على السيل الجرار (۲۸۰/۱)]

(٤) [مسلم (۲۹۹) کتاب الحیض: باب جواز غسل الحائض رأس زوجها و ترجیله]

(٥) [تفسیر طبری (۱۰۲/٤)]

## مانع حیض ادویات استعمال کرنے کا حکم

(شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) عورت کے لیے حیض روکنے والی ادویات استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ اسے صحت کے حوالے سے کوئی ضرر ونقصان نہ ہو بشرطیکہ وہ اپنے خاوند سے اجازت لے کر ایسا کرے۔

لیکن فی الواقع ایسی ادویات ضرر سے عاری نہیں ہوتیں اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ حیض کا خون طبعی طور پر خارج ہوتا ہے لہٰذا جب کسی طبعی چیز کو اس کے وقت میں روک دیا جاتا ہے تو اس سے جسم میں نقصان کا حصول ناگزیر ہوتا ہے اور اسی طرح ایسی ادویات کا نقصان یہ بھی ہے کہ یہ عورت پر اس کی عادتِ حیض میں اختلاط و اختلاف ڈال دیتی ہیں جس بنا پر وہ اضطراب و پریشانی کا شکار رہتی ہے اور نماز یا خاوند کی اس سے مباشرت اور اس کے علاوہ دیگر افعال میں بھی تشکیک کا محور ہوتی ہے اس لیے میں اسے حرام تو نہیں کہتا لیکن عورت کے لیے اسے پسند اس لیے نہیں کرتا کیونکہ اس میں نقصان کا اندیشہ ہے۔

عورت کے لیے یہی بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اس کی تقدیر میں لکھ دیا ہے اسی پر رضا مند رہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے سال اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو وہ رو رہی تھیں اور انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا ہوا تھا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تمہیں کیا ہوا ہے؟ شاید کہ تم حائضہ ہوگئی ہو؟" انہوں نے کہا: "ہاں" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ هٰذَا شَيْئٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ ﴾ "یہ تو ایسی چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں پر لازم قرار دیا ہے۔"

اس لیے عورت کو چاہیے کہ صبر و احتساب سے ہی کام لے اور جب حیض کی وجہ سے نماز و روزہ میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے تو ذکر کا دروازہ بلاشبہ کھلا ہوا ہے وہ اللہ کا ذکر کرے تسبیح بیان کرے صدقہ و خیرات کرے قول و فعل سے لوگوں پر احسان کرے یہی افضل ترین کام ہے۔(۱)

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) عورت کے لیے حج کے وقت عادت کے ایام ماہوار کے خوف سے حیض روکنے والی گولیاں استعمال کرنا جائز ہے۔ اور اس کے بعد کسی ماہر معالج کے مشورے کے ساتھ استعمال کر سکتی ہے بشرطیکہ عورت کی سلامتی یقینی ہو۔ اور اسی طرح ماہ رمضان میں بھی استعمال کر سکتی ہے اگر وہ لوگوں کے ساتھ روزے رکھنا چاہتی ہو۔(۲)

---

(۱) [مجموع الفتاوی شیخ عثیمین (۲۸۳/۴) فتاوی المرأة المسلمة (۲۶۹/۱)]

(۲) [فتاوی إسلامیة (۲۴۱/۱)]

## باب الاستحاضة
## استحاضہ کا بیان

جب عورت کو حیض کے علاوہ کوئی اور خون نظر آئے تو وہ مستحاضہ ہوگی۔ مستحاضہ ایسی عورت کو کہتے ہیں جو استحاضہ کی بیماری میں مبتلا ہو یعنی وہ عورت جس کا حیض کی وجہ سے نہیں بلکہ کسی اور رگ وغیرہ کی وجہ سے (مسلسل) خون بہتا ہو۔ استحاضہ اس خون کو کہتے ہیں جو رحم کے علاوہ (عورت کی) شرمگاہ سے خارج ہو نیز یہ باب اِسْتُحَاضَ يُسْتَحِيضُ (بروزن استفعال) سے مصدر ہے۔ (۱)

### استحاضہ والی عورت پاکیزہ عورت کی طرح ہے

(1) جیسا کہ حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے مروی ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں استحاضہ کی بیماری میں مبتلا ہوں اور میں پاک نہیں ہوتی لہذا کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ﴾ "یہ صرف ایک رگ ہے حیض نہیں۔" اس لیے جب حیض کا خون آئے تو نماز چھوڑ دو اور جب وہ ختم ہو جائے تو ﴿فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي﴾ "اپنے بدن سے خون دھو کر نماز ادا کرلو (اگرچہ استحاضہ کا خون ختم نہ بھی ہوا ہو)۔" (۲)

(2) مستحاضہ عورت کے متعلق ایک دوسری روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان منقول ہے ﴿تَصُومُ وَتُصَلِّي﴾ "وہ روزہ رکھے گی اور نماز پڑھے گی۔" (۳)

یہ احادیث ثبوت ہیں کہ مستحاضہ عورت پاک ہے۔

### مستحاضہ عورت سے جماع وہم بستری جائز ہے

(1) حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بلاشبہ وہ مستحاضہ ہوتیں ﴿وَكَانَ زَوْجُهَا يُجَامِعُهَا﴾ "اور ان کا خاوندان سے جماع وہم بستری کرتا تھا۔" (٤)

---

(١) [أنيس الفقهاء (ص/٦٤) القاموس المحيط (ص/٥٧٦) فتح الباري (٤٨٧/١) تحفة الأحوذي (٤٠٩/١)]

(٢) [بخاري (٣٠٦) كتاب الحيض : باب الاستحاضة ' مسلم (٣٣٣) أبو داود (٢٨٢) نسائي (١٢٤/١) ترمذي (١٢٥) ابن ماجة (٦٢١) ابن أبي شيبة (١٢٥/١) عبدالرزاق (١١٦٥) أبو عوانة (٣١٩/١)]

(٣) [**صحيح** : صحيح ترمذي (١٠٩) كتاب الطهارة : باب ما جاء أن المستحاضة تتوضأ لكل صلاة ' صحيح ابن ماجة (٦٢٥) ترمذي (١٢٦) أبو داود (٢٩٧) ابن ماجة (٦٢٥) دارمي (٢٠٢/١)]

(٤) [**حسن** : صحيح أبو داود (٣٠٣) كتاب الطهارة : باب المستحاضة يغشاها زوجها ' أبو داود (٣١٠)]

(2) حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا استحاضہ کی بیماری میں مبتلا ہوتی تھیں ﴿ فَكَانَ زَوْجُهَا يَغْشَاهَا ﴾ ''اوران کا خاوندان سے مباشرت کرتا تھا۔''(۱)

(3) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ﴿ الْمُسْتَحَاضَةُ يَأْتِيهَا زَوْجُهَا إِذَا صَلَّتْ ﴾ ''مستحاضہ عورت جب نماز پڑھے گی تو اس کا شوہر اس سے ہم بستری بھی کر سکے گا۔''(۲)

## مستحاضہ عورت حیض کے خون کے نشانات کو دھوئے گی

اس کی دلیل گذشتہ حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کی حدیث میں موجود یہ الفاظ ہیں ﴿ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي ﴾ ''اپنے بدن سے خون دھولو اور نماز ادا کرو۔''

(شیخ البانی رحمہ اللہ) حیض کے خون کو دھونا واجب ہے خواہ وہ کم ہی کیوں نہ ہو۔(۳)

## مستحاضہ عورت ہر نماز کے لیے وضو کرے گی

(1) حضرت عدی بن ثابت عن ابیہ عن جدہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مستحاضہ عورت کے متعلق فرمایا کہ ''وہ اپنے ان ایام ماہواری میں نماز ترک کرے گی جن میں وہ (پہلے) حائضہ ہوتی تھی ﴿ ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ ﴾ ''پھر وہ غسل کرے گی اور ہر نماز کے لیے وضو کرے گی۔''(٤)

(2) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا ﴿ ثُمَّ اغْتَسِلِي وَتَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ ثُمَّ صَلِّي ﴾ ''(ایام حیض گزارنے کے بعد) غسل کرو اور ہر نماز کے لیے وضو کرو پھر نماز ادا کرو۔''(٥)

امام شوکانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ ''ان احادیث سے ثابت ہوا کہ (مستحاضہ عورت پر) ہر نماز کے لیے وضو واجب ہے اور غسل صرف ایک مرتبہ حیض کے اختتام پر ہی واجب ہے۔''(٦)

(ابن قدامہ، شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ رحمہما اللہ) مستحاضہ عورت پر ہر نماز کے لیے وضو واجب ہے، غسل نہیں البتہ

---

(١) [صحيح : صحيح أبو داود (٣٠٢) أيضا ' أبو داود (٣٠٩)]
(٢) [فتح البارى (٤٢٨/١) دارمى (٢٠٣/١)]
(٣) [الصحيحة (تحت الحديث / ٣٠٠) نظم الفرئد (٢٨٠/١)]
(٤) [صحيح : صحيح ترمذى (١٠٩) كتاب الطهارة : باب ما جاء أن المستحاضة تتوضأ لكل صلاة ' ترمذى (١٢٦) أبو داود (٢٩٧) ابن ماجة (٦٢٥) دارمى (٢٠٢/١)]
(٥) [صحيح : صحيح أبو داود (٢٨٧) كتاب الطهارة : باب من قال تغتسل من طهر إلى طهر' أبو داود (٢٩٨) أحمد (٤٢/٦) ابن ماجة (٦٢٤) نسائى (١٨٥/١) دارقطنى (٢١١/١) بيهقى (٣٤٤/١)]
(٦) [نيل الأوطار (٤٠٤/١)]

غسل افضل ہے۔(۱)

شیخ ربیع کہتے ہیں اگر مستحاضہ عورت دو نمازوں کو اس طرح جمع کرے کہ پہلی کو مؤخر اور دوسری کو مقدم کرے اور پھر دونوں کے لیے ایک غسل کرے یعنی ظہر وعصر کے لیے ایک غسل' مغرب وعشاء کے لیے ایک غسل اور فجر کے لیے ایک غسل' تو یہ عمل مستحب ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اسی کو پسند فرمایا ہے۔ جیسا کہ ایک روایت میں آپ ﷺ سے یہ الفاظ مروی ہیں کہ ﴿ وَهُوَ اَعْجَبُ الْاَمْرَيْنِ اِلَیَّ ﴾ ''ان دونوں باتوں میں سے یہی مجھے زیادہ پسند ہے۔''(۲)

## مستحاضہ کے لیے نمازوں میں جمع صوری جائز ہے

حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے مروی روایت میں ہے کہ انہیں بہت شدید استحاضہ کی بیماری تھی۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ طلب کیا تو آپ نے انہیں دو کاموں میں سے کوئی ایک اختیار کر لینے کا کہا۔ اُن دو کاموں میں سے ایک یہ تھا کہ آپ نے فرمایا:

﴿ فَاِنْ قَوِيتِ عَلَى اَنْ تُؤَخِّرِي الظُّهْرَ وَتُعَجِّلِي الْعَصْرَ فَتَغْتَسِلِي وَتَجْمَعِيْنَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَتُؤَخِّرِيْنَ الْمَغْرِبَ وَتُعَجِّلِيْنَ الْعِشَاءَ ثُمَّ تَغْتَسِلِيْنَ وَتَجْمَعِيْنَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فَافْعَلِي ﴾

''اگر تم یہ طاقت رکھتی ہو کہ ظہر کو مؤخر کر دو اور عصر کو جلدی پڑھ لو اور غسل کر کے دونوں نمازیں یعنی ظہر وعصر جمع کر لو اور مغرب کو مؤخر کر لو اور عشاء کو جلدی پڑھ لو اور غسل کر کے ان دونوں نمازوں کو جمع کر لو تو ایسا کر لو۔''(۳)

(امیر صنعانی رحمہ اللہ) اس حدیث میں نمازیں جمع کرنے سے مراد جمع صوری ہے۔(۴)

جمع صوری سے مراد وہی جمع ہے جس کا ذکر مذکورہ حدیث میں موجود ہے یعنی ایک نماز کو اس کے آخری وقت تک مؤخر کر دیا جائے اور دوسری نماز کو اس کے پہلے وقت میں پڑھ لیا جائے۔ اس طرح نمازیں جمع بھی ہو جائیں گی اور ہر ایک اپنے اپنے وقت میں ہی ادا ہو گی۔

---

(۱) [المغنی لابن قدامة ملخصا (۴۴۹/۱) فتاوی المرأة المسلمة (۲۹۱/۱)]

(۲) [حسن : صحیح أبو داود (۲۶۷) کتاب الطهارة : باب من قال إذا أقبلت الحیضة تدع الصلاة ' أبو داود (۲۸۷) ترمذی (۱۲۸) أحمد (۳۸۱/۶) الأدب المفرد للبخاری (۲۳۷) ابن ماجة (۶۲۷)]

(۳) [حسن : صحیح ابو داود (۲۶۷) کتاب الطهارة : باب إذا أقبلت الحیضة تدع الصلاة ' أبو داود (۲۸۷) ترمذی (۱۲۸) أحمد (۳۸۱/۶) الأدب المفرد للبخاری (۲۳۷) ابن ماجة (۶۲۷)]

(۴) [سبل السلام (۱۸۳/۱)]

## مستحاضہ عورت مسجد میں قیام کر سکتی ہے

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ﴿ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اعْتَكَفَ مَعَهُ بَعْضُ نِسَائِهِ وَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ تَرَى الدَّمَ فَرُبَّمَا وَضَعَتِ الطَّسْتَ تَحْتَهَا مِنَ الدَّمِ وَزَعَمَ عِكْرِمَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا رَأَتْ مَاءَ الْعُصْفُرِ فَقَالَتْ كَأَنَّ هٰذَا شَيْئٌ فُلَانَةُ تَجِدُهُ ﴾ ''نبی ﷺ کے ساتھ آپ کی بعض ازواج نے اعتکاف کیا حالانکہ وہ مستحاضہ تھیں اور انہیں خون آتا تھا۔ اس لیے خون کی وجہ سے طشت اکثر اپنے نیچے رکھ لیتیں۔ اور عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کسم کا پانی دیکھا تو فرمایا یہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے فلاں صاحبہ کو استحاضہ کا خون آتا ہے۔''(۱)

(ابن حجر رحمہ اللہ) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مستحاضہ عورت مسجد میں قیام کر سکتی ہے۔(۲)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿ أَنَّ بَعْضَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ اعْتَكَفَتْ وَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ ﴾ ''بعض اُمہات المومنین نے اعتکاف کیا حالانکہ وہ مستحاضہ تھیں۔''(۳)

---

(۱) [بخاری (۳۰۹) کتاب الحیض : باب الاعتکاف للمستحاضة]

(۲) [فتح الباری (تحت الحدیث/۳۰۹)]

(۳) [بخاری (۳۱۱) کتاب الحیض : باب الاعتکاف للمستحاضة]

## باب النفاس — نفاس کا بیان

لفظِ " نفاس " مصدر ہے باب نَفِسَ یَنْفَسُ (سمع) سے۔ اس کا معنی "بچہ جننا اور حائضہ ہونا" مستعمل ہے اور اس کی جمع " نُفَسَاء " آتی ہے۔(۱)

اصطلاحاً نفاس ایسا خون ہے جو پیدائش کے وقت بچے کے ساتھ یا بعد میں خارج ہو۔(۲)

### نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے

(1) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿ كَانَتِ النُّفَسَاءُ تَجْلِسُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ﴾ "نفاس والی خواتین عہد رسالت میں چالیس دن عدت گزارتی تھیں۔"(۳)

(2) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَّتَ لِلنُّفَسَاءِ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا إِلَّا أَنْ تَرَى الطُّهْرَ قَبْلَ ذٰلِكَ ﴾ "رسول اللہ ﷺ نے نفاس والی خواتین کے لیے چالیس دن مقرر کیے تھے الا کہ وہ اس سے پہلے پاکی حاصل کر لیں۔"(٤)

(جمہور علما) نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔(٥)

(نووی رحمہ اللہ) صحابہ، تابعین اور ان کے بعد والوں میں سے اکثر علما کے نزدیک نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ اور امام خطابی رحمہ اللہ وغیرہ نے بھی یہی قول اکثر علما سے نقل کیا ہے۔(٦)

(ابن قدامہ، شوکانی، عبدالرحمن مبارکپوری رحمہم اللہ) نفاس والی خواتین پر چالیس دن عدت گزارنا واجب ہے۔(۷)

---

(۱) [القاموس المحيط (ص/٥٣٤) المنجد (ص/٩١٣)]

(۲) [أنيس الفقهاء (ص/٦٤)]

(۳) [حسن: صحيح أبو داود (٣٠٤) كتاب الطهارة: باب ما جاء في وقت النفساء، أحمد (٣٠٠/٦-٣٠٤) ترمذی (١٣٩) ابن ماجة (٦٤٨) دارقطنی (٢٢١/١-٢٢٢) حاكم (١٧٥/١) بيهقی (٣٤١/١)]

(٤) [ضعيف: ضعيف ابن ماجة (١٣٨) كتاب الطهارة وسننها: باب ما جاء في النفساء كم تجلس، إرواء الغليل (٢٠١) الضعيفة (٥٦٥٣) عبدالرزاق (٣١٢/١) دارقطنی (٢٢٠/١) بيهقی (٣٤٣/١) حافظ بوصیری نے زوائد میں اس حدیث کی سند کو صحیح کہا ہے۔ (٢٣٢/١)]

(٥) [المجموع (٥٣٩/٢) المغنی (٣٤٥/١) المحلی (٢٠٣/٢) الإفصاح (١٠٨/١) بدائع الصنائع (٤١/١) مراقی الفلاح (ص/٢٣) مغنی المحتاج (١١٩/١) حاشية الباجوری (١١٣/١) المهذب (٤٥/١) كشاف القناع (٢٢٦/١)]

(٦) [المجموع (٥٢٤/٢)]

(۷) [المغنی لابن قدامة (٤٢٧/١) نيل الأوطار (٤١٤/١) تحفة الأحوذی (٤٥٢/١)]

## اگر چالیس دن کے بعد بھی خون آتا رہے؟

(شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) اگر تو عورت کی عادت پہلے سے ہی چالیس دن سے زائد ہے تو وہ عادت کے مطابق عمل کرے گی اور اگر ایسا نہیں تو پھر اس میں علما کا اختلاف ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ غسل کر کے نماز' روزہ اور دیگر عبادات سرانجام دے گی اور مستحاضہ کے حکم میں ہوگی' اور بعض نے کہا ہے کہ وہ ساٹھ دن تک انتظار کرے گی اس کے بعد وہ مستحاضہ کی مانند شمار ہوگی۔(۱)

(شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ رحمہ اللہ) اگر تو اس کی پہلے سے یہ عادت ہے تو وہ اسی کے مطابق عمل کرے گی اور اگر ایسا نہیں ہے تو وہ چالیس دن پورے کرنے کے بعد غسل کر کے روزے اور نماز ادا کرے گی۔(۲)

## نفاس کی کم از کم کوئی مدت مقرر نہیں

کیونکہ اس کی کوئی دلیل موجود نہیں۔ صرف حدیث میں اتنا ہی مذکور ہے کہ ﴿ اِلَّا اَنْ تَرَی الطُّهْرَ قَبْلَ ذَلِكَ ﴾ "(نفاس والی عورتیں چالیس دن نماز چھوڑیں گی) الا کہ اس سے پہلے پاکی محسوس کر لیں (تو غسل کر کے نماز پڑھیں گی)۔"

یہ الفاظ اس بات کی دلیل ہیں کہ کم از کم نفاس کی کوئی مدت مقرر نہیں۔ صحابہ' تابعین اور ان کے بعد والے علما کا بھی اس پر اجماع ہے کہ نفاس والی عورتیں چالیس دن نماز چھوڑیں گی الا کہ اس سے پہلے کسی وقت بھی پاکی محسوس کر لیں تو غسل کر کے نماز پڑھیں گی۔(۳)

## نفاس احکام ومسائل میں حیض کی طرح ہے

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿ كَانَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ تَقْعُدُ فِي النِّفَاسِ اَرْبَعِينَ لَيْلَةً لَا يَاْمُرُهَا النَّبِيُّ ﷺ بِقَضَاءِ صَلَاةِ النِّفَاسِ ﴾ "نبی کریم ﷺ کی بیویوں میں سے (کوئی بھی) عورت چالیس راتیں انتظار کرتی تھی اور نبی ﷺ اسے حالتِ نفاس میں چھوڑی ہوئی نمازوں کی قضائی کا حکم نہیں دیتے تھے۔"(٤)

نفاس کا حکم وہی ہے جو حیض کا ہے اس مسئلے کی دلیل وہ حدیث بھی ہے جس میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ

---

(۱) [فتاوی المرأة المسلمة (۳۰۳/۱)]

(۲) [فتاوی المرأة المسلمة (۲۹۷/۱)]

(۳) [نیل الأوطار (٤١٤/١ ـ ٤١٥)]

(٤) [حسن : صحیح أبو داود (۳۰۵) کتاب الطهارة : باب ما جاء في وقت النفساء ' أبو داود (۳۱۲) حاکم (١٧٤٥/١) بیهقی (٣٤١/١) دارقطني (٢٢٣/١)]

نے حیض کو نفاس کا نام دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حائضہ ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دریافت کرنے کے لیے کہا ﴿ أَنُفِسْتِ ؟ ﴾ ''کیا تو حائضہ ہوگئی ہے۔''(۱)

علما کا اس مسئلے میں اجماع ہے کہ نفاس ان تمام چیزوں میں' جو حلال و حرام ہوں یا مکروہ و مستحب ہوں' حیض کی طرح ہی ہے۔(۲)

(ابن حزم رحمہ اللہ) نفاس کا خون اُن کاموں سے روک دیتا ہے جن سے حیض کا خون روکتا ہے۔(۳)

(صدیق حسن خان رحمہ اللہ) نفاس ''ہم بستری کی حرمت' نماز اور روزہ چھوڑنے میں حیض کی طرح ہے۔'' اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔(٤)

(شوکانی رحمہ اللہ) یہی بات درست ہے۔(٥)

## اگر ولادت کے بعد نفاس کا خون نہ آئے

تو کیا ایسی عورت پر نماز' روزہ ضروری ہے یا نہیں؟ ایسی عورت کے متعلق سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی کا یہی فتویٰ ہے کہ جب حمل وضع ہو جائے اور خون نہ نکلے تو اس عورت پر غسل' نماز اور روزہ (سب) واجب ہے اور غسل کے بعد اس کے خاوند کے لیے اس سے جماع و ہم بستری بھی جائز ہے۔(٦)

## نفاس والی عورت کو اگر وقفے وقفے سے خون آئے؟

نفاس والی عورت اگر چالیس دنوں سے پہلے پاک ہو جائے لیکن کچھ دنوں بعد چالیس دن کے اندر اسے دوبارہ خون آنے لگے تو کیا اسے نفاس ہی سمجھا جائے گا؟ سابق مفتی اعظم سعودیہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا اس بارے میں یہ فتویٰ ہے کہ اگر وہ عورت چالیس دنوں سے پہلے پاک ہو جائے اور نماز' روزہ اور دیگر عبادات ادا کرنے لگے لیکن اس کے بعد دوبارہ خون آ جائے تو صحیح بات یہی ہے کہ چالیس دنوں کی مدت کے اندر اسے نفاس ہی سمجھا جائے گا اور جو روزے' نمازیں اور حج اس نے حالتِ طہارت میں ادا کیے تھے وہ سب صحیح ہیں ان میں سے کسی بھی چیز کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔(۷)

---

(۱) [بخاری (۲۹٤) کتاب الحیض : باب الأمر بالنفساء إذا نفسن]
(۲) [نیل الأوطار (۱/٤۱۵) المجموع (۲/۵۲۰)]
(۳) [المحلی (مسألۃ : ۲٦۱)] (٤) [الروضۃ الندیۃ (۱/۱۹۲)]
(٥) [السیل الجرار (۱/۱٥۰)]
(٦) [فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والإفتاء (٥/٤۲۰)]
(۷) [فتاوی ابن باز مترجم (۱/٥٤)]

## کیا مدتِ نفاس میں عورت گھر سے باہر نکل سکتی ہے؟

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) نفاس والی عورتیں بھی دوسری عورتوں کی طرح ہی ہیں' کسی ضرورت کی وجہ سے گھر سے نکلنے میں ان پر کوئی حرج نہیں۔ اور اگر کوئی ضرورت نہ ہو تو تمام عورتوں کے لیے ہی گھروں میں رہنا افضل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى﴾ [الاحزاب: ۳۳] ''اور وہ (عورتیں) اپنے گھروں میں ٹھہری رہیں اور جاہلیت کا بناؤ سنگھار کر کے باہر نہ نکلیں۔'' (۱)

## کیا حالت نفاس میں آدمی اپنی بیوی سے شرمگاہ کے علاوہ مباشرت کر سکتا ہے؟

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) ہاں ایسا کرنا جائز ہے لیکن مسنون یہ ہے کہ آدمی بیوی کو تہبند باندھنے کا حکم دے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تہبند باندھنے کا حکم دیتے تھے پھر مجھ سے مباشرت کرتے اور میں حائضہ ہوتی۔ (۲)

---

(۱) [فتاوی إسلامیة (۲٤۲/۱)]

(۲) [فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة والإفتاء (٤۲۲/٥)]

## باب الاحادیث الضعیفة عن الطهارة — طہارت سے متعلقہ چند ضعیف احادیث کا بیان

(1) ﴿ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى النَّظَافَةِ ﴾ ''اسلام کی بنیاد نظافت پر رکھی گئی ہے۔''(١)

(2) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب جن (جس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنوں کے ساتھ ملاقات کی) مجھ سے دریافت کیا کہ کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے عرض کیا میرے پاس پانی نہیں ہے البتہ میرے پاس ایک برتن ہے جس میں نبیذ ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اصْبُبْ فَتَوَضَّأْ بِهِ وَقَالَ : شَرَابٌ وَطَهُورٌ ﴾ ''اسے اُنڈیل کر اس کے ساتھ وضو کرو۔ اور یہ بھی فرمایا یہ پینے کی چیز اور پاک کرنے والا ہے۔''(٢)

(3) اسی معنی کی ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا ﴿ تَمْرَةٌ طَيِّبَةٌ وَمَاءٌ طَهُورٌ ﴾ ''(یہ تو) عمدہ کھجور اور پاک کرنے والا پانی ہے۔''(٣)

(4) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ كَانَ لَا يَرَى بَأْسًا بِالْوُضُوءِ مِنَ النَّبِيذِ ﴾ ''وہ نبیذ سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔''(٤)

---

(١) [**لا اصل له** : علامہ محمد امیر مالکی فرماتے ہیں کہ سنت کی اس کی کوئی اصل موجود نہیں۔ [النخبة البهية فی الاحادیث المکذوبة علی خیر البریة (ص : ٥)] حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا ہے کہ مجھے اس کی کوئی سند نہیں ملی۔ [کما فی أسنی المطالب (ص : ١٠٤)] شیخ البانیؒ نے اسے ضعیف کہا ہے۔ [ضعیف الجامع (٢٤٨٥)]

(٢) [**ضعیف** : ضعیف ابن ماجة (٨٥) کتاب الطهارة و سننها : باب الوضوء بالنبیذ ' ابن ماجة (٣٨٥) طحاوی (٩٤/١) أحمد (٣٩٨/١) دار قطنی (٧٦/١١) المعجم الکبیر (٦٥/١٠)] اس کی سند میں ابن لھیعہ راوی ضعیف ہے۔ [الضعفاء والمتروکین (١٩٢/١) میزان الاعتدال (٦٥/٢) المغنی (٢٦٦/١)]

(٣) [**ضعیف** : ضعیف ابن ماجة (٨٤) أیضا ' ابن ماجة (٣٨٤) أبو داود (٨٤) ترمذی (٨٨) أحمد (٤٠٢/١) دار قطنی (٧٧/١)] حافظ ابن حجرؒ رقمطراز ہیں کہ علمائے سلف نے اس حدیث کے ضعیف ہونے پر اتفاق کیا ہے۔ [فتح الباری (٤٧١/١)] امام طحاویؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث مختلف اسناد سے مروی ہے لیکن کوئی بھی قابل حجت نہیں۔ [شرح معانی الآثار (٩٤/١)] ملا علی قاریؒ نے سید جمال کا قول نقل کیا ہے کہ اس حدیث کے ضعیف ہونے پر محدثین نے اجماع کیا ہے۔ [مرقاة المفاتیح (١٨٢/٢)] امام ابوزرعہؒ کہتے ہیں کہ ابوفزارہ کی نبیذ والی حدیث صحیح نہیں ہے۔ [العلل لابن أبی حاتم (١٧/١)] نیز اس کی سند میں ابوزید راوی مجہول ہے جیسا کہ امام زیلعیؒ 'امام ابن حبانؒ 'امام بخاریؒ اور امام ترمذیؒ نے اسے مجہول قرار دیا ہے۔ [نصب الرایة (١٤٧/١) المجروحین لابن حبان (١٥٨/٣) تحفة الأحوذی (٣٠٧/١) سنن ترمذی (٨٨)]

(٤) [**ضعیف** : دار قطنی (٧٨/١)] امام دار قطنیؒ نے اسے دوسندوں سے روایت کیا ہے ایک میں حجاج بن اَرطاۃ راوی ضعیف ہے۔ [التقریب (١١١٩)] اور دوسری سند میں ابولیلیٰ خراسانی راوی مجہول ہے۔ [التقریب (٨٣٣٣)]

(5) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِذَا لَمْ يَجِدْ أَحَدُكُمْ مَاءً وَوَجَدَ النَّبِيذَ فَلْيَتَوَضَّأْ بِهِ ﴾ ''جب تم میں سے کسی کو پانی میسر نہ ہو لیکن اسے نبیذ مل جائے تو وہ اسی کے ساتھ وضو کر لے۔''(۱)

(6) ﴿ لَا بَأْسَ بِبَوْلِ مَا أُكِلَ لَحْمُهُ ﴾ ''ماکول اللحم جانوروں کے پیشاب میں کوئی حرج نہیں ہے۔''(۲)

(7) حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم پاخانہ' پیشاب' مذی' منی' خون اور قے (لگ جانے) سے کپڑا دھویا کرتے تھے۔(۳)

(8) ﴿ احْفِرُوْا مَكَانَهُ ثُمَّ صُبُّوْ عَلَيْهِ ﴾ ''(اگر نرم زمین پر کوئی پیشاب کر دے تو) اس کی جگہ کو کھود کر اس پر پانی بہادو۔''(٤)

(9) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب گھی میں چوہیا گر جائے تو ﴿ فَإِنْ كَانَ جَامِدًا فَأَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَإِنْ كَانَ مَائِعًا فَلَا تَقْرَبُوْهُ ﴾ ''اگر گھی جامد ہو تو چوہیا اور اس کے ارد گرد حصے کے گھی کو پھینک دو اور اگر مائع ہو تو اس کے قریب بھی مت جاؤ۔''(٥)

(10) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الْجَارِيْ ﴾ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔''(٦)

(11) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ

---

(۱) [**ضعیف** : دارقطني (۷٦/۱)] امام دارقطنیؒ بیان کرتے ہیں کہ اس کی سند میں اَبان بن اَبی عیاش راوی متروک الحدیث ہے اور مجاعہ ضعیف ہے۔]

(۲) [**ضعیف** : دار قطني (۱۲۸/۱) ميزان الاعتدال (۲٤٦/۲)] یہ روایت ضعیف و ناقابل حجت ہے کیونکہ اس کی سند میں سوار بن مصعب راوی ضعیف ہے جیسا کہ امام بخاریؒ نے اسے منکر الحدیث اور امام نسائیؒ نے اسے متروک قرار دیا ہے۔ امام ابن حزمؒ رقمطراز ہیں کہ یہ خبر باطل و موضوع ہے۔[المحلی بالآثار (۱۸۰/۱)]

(۳) [**ضعیف** : بزار (۲۳٤/٤) ابو یعلی (۱۸۵/۳)' (۱٦۱۱)] امام دارقطنیؒ' امام عقیلیؒ' امام بزارؒ' امام ابن عدی اور امام ابو نعیم وغیرہ رحمہم اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔[دارقطني (۱۲۷/۱) الضعفاء للعقيلي (۱۷٦/۱) الكامل لابن عدی (۹۸/۲) بيهقي (۱٤/۱) نيل الأوطار (۱۰۵/۱)]

(٤) [**ضعیف** : نصب الراية (۲۱۲/۱) العلل المتناهية (۳۳۳/۱) البدر المنير (۲۹٤/۲)]

(٥) [**شاذ** : الضعيفة (۱۵۳۲) أبو داود (۳۸٤۲) كتاب الأطعمة : باب في الفارة تقع في السمن ' أحمد (۲۳۲/۲) بيهقي (۳۵۲/۹)]

(٦) [**ضعیف** : الضعيفة (۵۲۲۷) تمام المنة (ص ٦۰) مجمع الزوائد (۲۰٤/۱)]

اَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ ﴾ ''جو شخص پتھر استعمال کرے تو وتر (طاق) کرے' جس نے ایسا کیا بے شک اس نے اچھا کیا اور جس نے ایسا نہ کیا تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔'' (۱)

(12) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل قباء سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری پاکیزگی کے بارے میں بڑی تعریف فرمائی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا ﴿ إِنَّا نُتْبِعُ الْحِجَارَةَ الْمَاءَ ﴾ ''ہم ڈھیلوں کے بعد مزید طہارت کی غرض سے پانی بھی استعمال کرتے ہیں۔'' (۲)

(13) نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ ﴾ ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھ سے تکلیف دور کر دی اور مجھے عافیت دی۔'' (۳)

(14) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یَّبُوْلَ الرَّجُلُ قَائِمًا ﴾ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (٤)

(15) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا تو فرمایا ﴿ یَا عُمَرُ لَا تَبُلْ قَائِمًا ﴾ ''اے عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرو۔'' پھر میں نے اس کے بعد کبھی بھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔ (٥)

---

(۱) [**ضعیف** : الضعیفة (۱۰۲۸) أبو داود (۳٥) کتاب الطهارة : باب الاستتار في الخلاء' ابن ماجة (۳۳۷) أحمد (۳۷۱/۲) بیهقی (۹٤/۱) دارمی (۱٦۹/۱) ابن حبان (۱۳۲ ۔ الموارد) شرح معانی الآثار (۱۲۲/۱)] حافظ ابن حجرؒ نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔[تلخیص الحبیر (۱۰۳/۱)] اس کی سند میں دو راوی حصین حبرانی اور ابو سعید مجہول ہیں۔]

(۲) [**ضعیف** : تمام المنة (ص/٦٥) بزار (۱۳۰/۱) مجمع الزوائد (۲۱٥/۱) امام ہیثمیؒ بیان کرتے ہیں کہ اس میں محمد بن عبد العزیز بن عمر زہری راوی کو امام بخاریؒ اور امام نسائیؒ نے ضعیف کہا ہے۔]

(۳) [**ضعیف** : إرواء الغلیل (٥۳) تخریج الأذکار (۲۱۸/۱) ابن ماجة (۳۰۱) کتاب الطهارة : باب ما یقول إذا خرج من الخلاء' نتائج الأفکار (۲۱۹/۱)] حافظ بوصیریؒ نے اسے ضعیف کہا ہے۔[الزوائد (۱۲۹/۱)]

(٤) [**ضعیف** : ضعیف ابن ماجة (٦٤) کتاب الطهارة وسننها : باب في البول قاعدا' بیهقی (۱۰۲/۱) ابن ماجة (۳۰۹) الضعیفة (۹۳۸)] حافظ بوصیریؒ نے اسے ضعیف کہا ہے۔[مصباح الزجاجة (۹۳/۱)]

(٥) [**ضعیف** : ضعیف ابن ماجة (٦۳) کتاب الطهارة وسننها : باب في البول قاعدا' الضعیفة (۹۳٤) ابن ماجة (۳۰۸) بیهقی (۱۰۲/۱) ابن حبان (۱٤۲۳)] حافظ بوصیریؒ بیان کرتے ہیں کہ اس کی سند میں عبد الکریم راوی کے ضعف پر اتفاق ہے۔ امام ترمذیؒ کا کہنا ہے کہ یہ راوی اہل الحدیث کے نزدیک ضعیف ہے۔[ترمذی (بعد الحدیث/۱۲) کتاب الطهارة: باب ما جاء في النهي عن البول قائما] اور حافظ ابن حجرؒ نے اسے متروک کہا ہے۔[هدی الساری (ص/٤٤۲)] امام نوویؒ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔[المجموع (۸٤/۲)]

(16) ﴿ اَلْمَضْمَضَةُ وَالِاسْتِنْشَاقُ سُنَّةٌ ﴾ ''کلی کرنا اور ناک میں پانی داخل کرنا سنت ہے۔'' (١)

(17) نبی ﷺ نے اپنی کہنیوں پر پانی ڈالا پھر فرمایا یہ وہ وضوء ہے جس کے بغیر اللہ تعالیٰ نماز قبول نہیں فرماتے۔ (٢)

(18) جس روایت میں وضو کے بعد آسمان کی طرف نظر اٹھانے کا ذکر ہے اس میں ابن عم ابی عقیل راوی مجہول ہے اس لیے وہ ضعیف ہے۔ (٣)

(19) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ مَنْ اَصَابَهُ قَيْئٌ اَوْ رُعَافٌ اَوْ قَلَسٌ اَوْ مَذِيٌّ فَلْيَنْصَرِفْ ' فَلْيَتَوَضَّأْ ﴾ ''جسے (نماز میں) قے آجائے' یا نکسیر پھوٹ پڑے' یا پیٹ کے اندر کی کوئی چیز منہ تک آن پہنچے یا مذی آجائے تو اسے (نماز سے) نکل کر وضوء کرنا چاہیے۔'' (٤)

(20) نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو اس حال میں نماز پڑھتے دیکھا کہ اس کا کپڑا ٹخنوں سے نیچے تھا تو آپ نے اسے حکم ارشاد فرمایا ﴿ اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ ﴾ ''جاؤ اور وضو کرو۔'' (٥)

(21) ﴿ مَسْحُ الرَّقَبَةِ اَمَانٌ مِّنَ الْغُلِّ ﴾ ''گردن کا مسح خیانت سے امان (کا باعث) ہے۔'' (٦)

---

(١) [**ضعیف** : دار قطنی (٨٥/١) كتاب الطهارة : باب ما روى فى الحث على المضمضة والاستنشاق] حافظ ابن حجرؒ نے اسے ضعیف کہا ہے کیونکہ اس کی سند میں اسماعیل بن مسلم راوی ضعیف ہے۔[تلخیص الحبیر (١٣٢/١)]

(٢) [**ضعیف** : إرواء الغليل (٨٥) دار قطني (٨٣/١) بيهقي (٥٦/١) ] یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں قاسم بن محمد اور عباد بن یعقوب دونوں راوی ضعیف ہیں۔]

(٣) [**ضعیف** : ضعيف أبو داود (٣١) كتاب الطهارة : باب ما يقول الرجل إذا توضأ ' أبو داود (١٧٠) أحمد (١٥/٤) دارمى (١٤٨٣)] حافظ ابن حجرؒ نے اسے ضعیف کہا ہے۔[تلخيص الحبير (١٣٠/١)]

(٤) [**ضعیف** : ضعيف ابن ماجة (٢٥٢) كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها : باب ماجاء فى البناء على الصلاة ' ابن ماجة (١٢٢١) بيهقى (١٤٧/١) دار قطنى (١٥٤/١) الكامل لابن عدى (١٩١/١) العلل المتناهية لابن الجوزى (٦٠٨) المعرفة (١١٧٤)] امام زیلعیؒ اور حافظ بوصیریؒ نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔[نصب الراية (٣٨/١) مصباح الزجاجة (٣٩٩/١)] اس کی سند میں اسماعیل بن عیاش راوی ضعیف ہے۔[المجروحين (١٢٤/١) الجرح والتعديل (١٩١/٢) الكاشف (٧٦/١) المغنى (٨٥/١) الميزان (٢٤٠/١) التقريب (٧٣/١) الكبير (٣٩٣١)]

(٥) [**ضعیف** : المشكاة (٢٣٨/١) ضعيف أبو داود (١٢٤) كتاب الصلاة : باب الإسبال فى الصلاة] اس کی سند میں ابو جعفر راوی مجہول ہے جیسا کہ امام منذریؒ اور امام شوکانیؒ نے اسے غیر معروف قرار دیا ہے۔[مختصر سنن ابى داود (٣٢٤/١) نيل الأوطار (١١٨/٣)]

(٦) [**موضوع** : حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا ہے کہ ائمہ حدیث اس کی سند پر مطمئن نہیں۔[تلخيص الحبير (١٦٥/١) امام نوویؒ نے اسے موضوع کہا ہے۔[المجموع] علامہ طاہر پٹنیؒ نے اسے ضعیف کہا ہے۔[تذكرة الموضوعات (ص : ٣١)] علامہ حوتؒ اور شیخ البانیؒ نے اسے موضوع کہا ہے۔[أسنى المطالب (ص : ٢٥٤) السلسلة الضعيفة (٦٩)]

(22) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿لَا تَقْرَأُ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا مِّنَ الْقُرْآنِ﴾ ''حائضہ اور جنبی قرآن سے کچھ نہ پڑھیں۔'' (۱)

(23) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَحْجُزُهُ عَنِ الْقُرْآنِ شَيْئٌ سِوَى الْجَنَابَةِ﴾ ''بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن (پڑھنے) سے سوائے جنابت کے کوئی چیز نہیں روکتی تھی۔'' (۲)

(24) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُقْرِئُنَا الْقُرْآنَ مَالَمْ يَكُنْ جُنُبًا﴾ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حالتِ جنابت کے علاوہ ہر حال میں قرآن پڑھادیا کرتے تھے۔'' (۳)

(25) حضرت فاکہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ النَّحْرِ﴾ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن، عید الفطر کے دن اور عید الاضحیٰ کے دن غسل کیا کرتے تھے۔'' (٤)

(26) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چار چیزوں کی وجہ سے غسل کرلیا کرتے تھے:
① جمعہ ② جنابت ③ سینگی لگوانا ④ میت کو غسل دینا۔ (٥)

---

(۱) [**منکر** : ضعیف ترمذی (۱۸) کتاب الطهارة : باب ما جآء فی الجنب والحائض أنهما لا يقرآن القرآن، ترمذی (۱۳۱) شرح السنة (۲/۴۲) ابن ماجة (٥٩٥) العقيلی فی الضعفاء (۱/۹۰) تاريخ بغداد (۲/۱٤٥) بيهقی (۱/۸۹) دار قطنی (۱/۱۱۷)]

(۲) [**ضعيف** : إرواء الغليل (۲/۲٤۲) تمام المنة (ص/۱۱٦) أحمد (۱/۸۳) أبو داود (۲۲۹) ترمذی (۱٤٦) نسائی (۲٦٦) ابن ماجة (٥۹٤) ابن خزيمة (۲۰۸) صحيح ابن حبان (۲/۸٥) حاكم (٤/۱۰۷) بزار (۱/۱٦۲) دارقطنی (۱/۱۱۹) بيهقی (۱/۸۸) أبو يعلی (۱/۲٤۷) شرح السنة (۲/٤۱) حميدی (۱/۳۱) ابن أبی شيبة (۱/۱۰٤) ابن الجارود (۹٤) طيالسی (۱/٥۹)]

(۳) [**ضعيف** : إرواء الغليل (۱/۲٤۲) ترمذی (۱٤٦) كتاب الطهارة : باب ما جآء فی الرجل يقرأ القرآن علی كل حال مالم يكن جنبا، نسائی (۱/۱٤٤) ابن حبان (۳/۸۰۰) أحمد (۱/۸۳) ابن ماجة (٥۹٤)] امام نوویؒ نے بھی اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔]

(٤) [**موضوع** : إرواء الغليل (۱٤٦) أحمد (٤/۷۸) ابن ماجة (۱۳۱٦) كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها : باب ما جاء فی الاغتسال فی العيدين] حافظ بوصیریؒ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔[الزوائد (۱/٤۳۱)]

(٥) [**ضعيف** : ضعيف أبو داود (٦۹۳) كتاب الجنائز : باب فی الغسل من غسل الميت، أبو داود (۳۱٦۰) ابن أبی شيبة (۳/۲٦۹) أحمد (٦/۱٥۲)] یہ روایت ضعیف ہے [التعليق علی السيل الجرار (۱/۳۰۳)] کیونکہ اس کی سند میں ''مصعب بن شیبہ'' راوی ضعیف ہے۔[التقريب (۲/۲٥۱) الضعفاء للعقيلی (٤/۱۹٦) ميزان الاعتدال (٤/۱۲۰) الجرح و التعديل (٤/۳۰٥)] امام دارقطنیؒ نے اس راوی کو غیر قوی و غیر حافظ کہا ہے جبکہ امام نسائیؒ نے اسے منکر الحدیث کہا ہے۔[سنن دار قطنی (۱/۱٥۷) تهذيب التهذيب (۱۰/۱٤۷)]

(27) ﴿مَاءَ ان لَا يُجْزِيَانِ عَنِ غُسْلِ الْجَنَابَةِ ؛ مَاءُ الْبَحْرِ وَ مَاءُ الْحَمَّامِ﴾ ''دو پانی غسل جنابت سے کفایت نہیں کرتے، سمندر کا پانی اور حمام کا پانی۔''(۱)

(28) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿التَّيَمُّمُ ضَرْبَتَانِ : ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِلْيَدَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ﴾ ''تیمم یہ ہے کہ دو مرتبہ زمین پر ہاتھ مارا جائے' ایک مرتبہ چہرے کے لیے اور ایک مرتبہ کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کے لیے۔''(۲)

(29) ﴿مِنَ السُّنَّةِ أَنْ لَا يُصَلِّىَ الرَّجُلُ بِالتَّيَمُّمِ اِلَّا صَلَاةً وَاحِدَةً ثُمَّ يَتَيَمَّمُ لِلصَّلَاةِ الْأُخْرَى﴾ ''سنت یہ ہے کہ آدمی تیمم کے ساتھ صرف ایک نماز پڑھے اور پھر دوسری نماز کے لیے دوبارہ تیمم کرے۔''(۳)

(30) ﴿لَا يَؤُمَّ الْمُتَيَمِّمُ الْمُتَوَضِّئِيْنَ﴾ ''تیمم والا وضو والوں کی امامت نہ کرائے۔''(٤)

---

(۱) [موضوع : امام جوزقانیؒ نے اسے باطل کہا ہے اور اس کی سند میں محمد بن مہاجر راوی حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔[الفوائد المجموعة (ص : ٦)] مزید دیکھئے: اللآلی المصنوعة (٣/٢) تنزيه الشريعة المرفوعة (٧٨/٢) البدر المنير (٣٧٣/١)]

(۲) [ضعيف : إرواء الغليل (١٨٥/١) دارقطنی (١٨٠/١) حاكم (١٧٩/١) بيهقی (٢٠٧/١)] اس کی سند میں علی بن ظبیان راوی ہے کہ جسے حافظ ابن حجرؒ امام ابن قطانؒ اور امام ابن معینؒ وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔[تلخيص الحبير (١٥١/١)]

(۳) [ضعيف : اس کی سند میں حسن بن عمارہ راوی ہے جسے امام شعبہؒ، امام سفیانؒ، امام احمدؒ اور امام دارقطنیؒ وغیرہ نے ضعیف کہا ہے۔[دارقطنی (١٨٥/١) مجمع الزوائد (١٤٢٨)] شیخ البانیؒ نے اس روایت کو موضوع کہا ہے۔[السلسلة الضعيفة (٤٢٣)]

(٤) [ضعيف : امام دارقطنیؒ نے اس کی سند کو ضعیف کہا ہے۔[دارقطنی (١٨٥/١)]

# سیریز تفہیمِ کتاب وسُنّت

زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق مکمل دینی رہنمائی پر مشتمل تحقیقی کتب

اگر آپ قرآن کریم، صحیح احادیث اور سلف صالحین کے فہم کے مطابق مکمل دینی معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہماری تفہیم کتاب وسنت سیریز کی درج ذیل مستند کتب فوراً حاصل کیجیے۔

1. ایمان کی کتاب
2. توحید کی کتاب
3. سنت کی کتاب
4. طہارت کی کتاب
5. نماز کی کتاب
6. زکوۃ کی کتاب
7. روزوں کی کتاب
8. حج وعمرہ کی کتاب
9. جنازے کی کتاب
10. تجارت کی کتاب
11. نکاح کی کتاب
12. طلاق کی کتاب
13. اولاد اور والدین کی کتاب
14. دعاؤں کی کتاب
15. جادو، جنات سے بچاؤ کی کتاب
16. شیطان سے بچاؤ کی کتاب
17. دجال اور علامات قیامت کی کتاب
18. آخرت کی کتاب
19. لباس وحجاب کی کتاب
20. فضائل قرآن کی کتاب
21. جاری ہے۔۔۔۔

## اس سیریز کی چند خصوصیات

- اپنے اپنے موضوع پر جامع کتب۔
- ابتداء میں چند ضروری اصطلاحات حدیث۔
- مسائل میں کتاب وسنت کے علاوہ ائمہ اربعہ کے موقف کی وضاحت۔
- کبار علما وفقہا کے اقوال وفتاوی۔
- تمام مسائل بادلائل۔
- تمام حوالہ جات کی مکمل تخریج۔
- شیخ البانی ؒ اور دیگر محققین کی تحقیقات سے استفادہ۔

ان خصوصیات کی بنا پر یقیناً یہ کتب ہر لائبریری اور ہر گھر کی ضرورت ہیں لہٰذا انہیں خود بھی حاصل کریں اور دوسروں تک بھی پہنچائیں۔

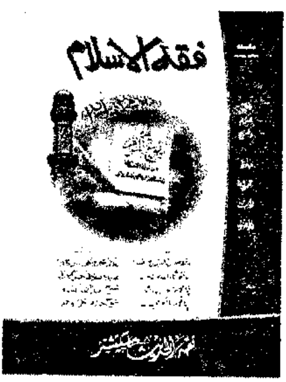
## معاشرے میں مشہور 1500
## ضعیف ومن گھڑت روایات کا مجموعہ

# سلسلہ احادیث ضعیفة



اس سیریز میں ایسی ضعیف احادیث جمع کی گئی ہیں جو کم علم خطباء کے بیان کرنے کی وجہ سے معاشرے میں مشہور تو ہو چکی ہیں مگر ضعیف ہیں۔
ان احادیث کو نقل کرتے ہوئے بالخصوص شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ، ابن قیم، ابن حجر، ابن جوزی، امام شوکانی، امام سیوطی، امام نووی اور شیخ البانی رحمہم اللہ اور بالعموم دیگر محدثین کی تحقیقات کو بھی نقل کیا گیا ہے تا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ احادیث کو ضعیف قرار دینا کوئی نیا کام ہے بلکہ در حقیقت یہ کام ائمہ سلف پہلے کر چکے ہیں، ہم تو محض انہی کی تحقیقات کو لوگوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

---



# فقہ الاسلام اردو شرح بلوغ المرام

تالیف: ابو الفضل شہاب الدین احمد بن حجر العسقلانی

شارح مترجم ومخرج: حافظ عمران ایوب لاہوری

نظر ثانی:
حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ
حافظ ثناء اللہ خان مدنی رحمہ اللہ
پروفیسر عبد الجبار شاکر رحمہ اللہ
پروفیسر ڈاکٹر حمید اللہ رحمہ اللہ

از افادات تحقیقات:
علامہ محمد بن علی الشوکانی
محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی
شیخ عبد اللہ بسام
شیخ حازم علی قاضی

# چند دیگر اہم کتب











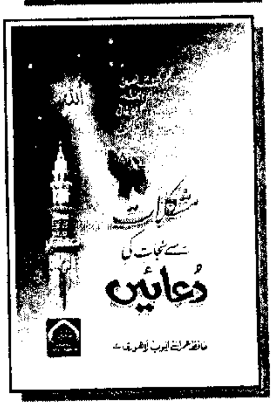











FIQHULHADITH PUBLICATIONS

فقہ الحدیث پبلیکیشنز

پاکستان ۔ لاہور

Phone: 0300-4206199

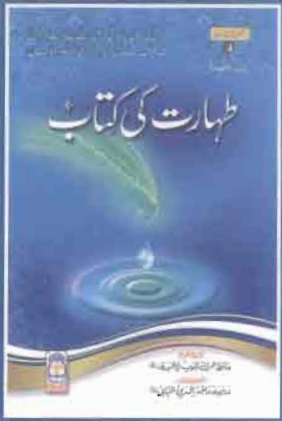
E-mail: editor@fiqhulhadith.com

Website: www.fiqhulhadith.com

تفہیم کتاب وسنت

4

# کتاب الطہارۃ




- اسلامی نظام حیات میں طہارت وپاکیزگی کے عنصر کو جس شدومد سے اُجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے اس طرح سے کسی اور مذہب میں نہیں کی گئی۔ طہارت کو نصف ایمان کا درجہ دیا گیا ہے' صبح بیدار ہونے کے بعد کسی بھی برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے تین مرتبہ ہاتھ دھونے کا حکم دیا گیا ہے' استنجاء وقضائے حاجت کے آداب مقرر کیے گئے ہیں' ہر نماز کے لیے روزانہ پانچ مرتبہ وضوء، ہر جمعہ کو اور کسی بھی وقت بیوی سے تعلقات قائم کرنے پر غسل واجب کیا گیا ہے' دانتوں کی نظافت کے لیے مسواک کی الگ ترغیب دلائی گئی ہے کہ جسے دورِ حاضر کے متعدد اطباء نے دانتوں اور معدے کی بے شمار بیماریوں کا علاج بھی قرار دیا ہے۔
- مگر افسوس صد افسوس ہے کہ آج اہل اسلام ہی اسلام کے ان سنہری اُصولوں سے واقف نہیں کہ جو رب العالمین کی رضامندی کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی کامل صحت وتندرستی کے ضامن ہیں۔
- طہارت کی اسی ضرورت واہمیت کے پیش نظر عصر حاضر کے نوجوان محقق ''حافظ عمران ایوب لاہوری ﷾'' نے زیر نظر کتاب ''کتاب الطہارۃ'' میں طہارت کے تقریباً وہ تمام اصول وقوانین یکجا کر دیے ہیں جو قرآن کریم اور صحیح احادیث میں ملتے ہیں اور جن کی آج امتِ اسلامیہ کو اشد ضرورت بھی ہے۔
- جامعیت' عام فہم اسلوبِ تحریر اور ہر مسئلے میں قدیم وجدید ائمہ ومفتیان کے فتاویٰ کے ساتھ ساتھ اس کتاب کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ اس میں ہر بات مدلل' ہر مؤقف باحوالہ اور ہر آیت وحدیث مکمل تخریج وتحقیق کے ساتھ نقل کی گئی ہے' جو نہایت جانفشانی کا کام ہے۔ اس کوشش کی وجہ سے مصنف ﷾ یقیناً تحسین وآفرین کے سزاوار ہیں۔
- دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو عوام الناس کے لیے نافع بنائے اور مصنف ﷾ کی مساعیٔ جمیلہ کو قبول فرما کر انہیں مزید توفیق سے نوازے۔ (آمین)


پروفیسر مزمل احسن شیخ ﷾
شعبہ علوم اسلامیہ' ایجوکیشن کالج لاہور



01-04
4 650410 001041

تفہیم کتاب وسنت کا تحقیقی وطباعتی ادارہ
فقہ الحدیث پبلیکیشنز
لاہور — پاکستان
0300-4206199
Web: www.fiqhulhadith.com, E-mail: fiqhulhadith@yahoo.com